بسم اللہ الرحمن الرحیم

نورالمصابیح

حصہ اول (1)

ترجمہ زجاجة المصابیح (جلداول)

كِتَابُ الْإِيْمَانِ تا بَابُ الْمُسْتَحَاضَةِ

حدیث نمبر:1 تا 821

مؤلفہ

حقائق آ گاہ، معارف دستگاہ، فخر العلماء والمحد ثین، واقف رموز شریعت ودین

ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری محدث دکن رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۹۲ھ ۱۳۸۴ھ

مترجم

قدوۃ المحد ثین حضرت علامہ مولانا **حاجی محمد منیر الدین** رحمۃ اللہ علیہ

سابق شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ وخطیب مکہ مسجد

زیر اهتمام

ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر

تاڑبن، x، روڈ، حیدرآباد، انڈیا، 500064

040-24469996.

Zia.islamic@yahoo.co.in

www.ziaislamic.com

ناشر

دکن ٹریڈرس بکسیلر

اینڈ پبلیشرز، مغلپورہ حیدرآباد

Phone :040-24521777

66710230,66490230

نام کتاب	:	نور المصابیح، جلد: اول (1) ترجمہ ''زجاجة المصابیح'' (جلد:1)
موضوع	:	حدیث وفقہ
مؤلف	:	حقائق آگاہ، معارف دستگاہ، فخر العلماء والمحدثین، واقف رموز شریعت و دین محدث دکن ابوالحسنات سید عبد اللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری رحمۃ اللہ علیہ
مترجم	:	قدوۃ المحدثین حضرت علامہ مولانا حاجی محمد منیر الدین رحمۃ اللہ علیہ سابق شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ وخطیب مکہ مسجد
زیر اہتمام	:	ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، تاڑبن، x، روڈ، حیدرآباد
ناشر	:	دکن ٹریڈرس بک سیلر اینڈ پبلیشرز۔ مغلپورہ، حیدرآباد
پروف ریڈنگ	:	مولانا محمد محی الدین انور نقشبندی قادری، ایم۔اے عثمانیہ
تعداد	:	ایک ہزار (1000)
سن اشاعت	:	1438ھ، م2017ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ.

ترجمہ: جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی تو یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کی۔
(4۔سورۃ النساء:80)

وَمَآ اٰتٰـكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ.

ترجمہ: اور جو کچھ تمہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم عطا فرمائیں اسے لے لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے رُک جاؤ، اور اللہ تعالی سے ڈرتے رہو۔
(59۔سورۃ الحشر:7)

أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ،
وَخَيْرَ الْهَدْىِ هَدْىُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حمد وصلوٰۃ کے بعد فرمایا: واضح رہے کہ سب سے بہترین کلامُ اللہ کی کتاب (قرآن کریم) ہے، اور سب سے بہترین سیرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے۔

(صحیح مسلم، حدیث نمبر:2042۔زجاجۃ المصابیح، حدیث نمبر:145)

بہ مصطفٰی برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست   اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبیست

سنت و سیرت صحابہ کو   ڈھونڈو اور بدعتوں سے ہو بیزار

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ.

فہرست مضامین نورالمصابیح حصۂ اوّل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تعارفِ زجاجۃ المصابیح

کتاب کی اصلی قدر و قیمت تو مطالعہ سے ہی ظاہر ہو سکے گی، تاہم بطور تعارف چند سطور ہدیۂ ناظرین ہیں:

واقعہ یہ ہے کہ حضرت ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری محدث دکن رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ شریف کے بنظر غائر مطالعہ کے بعد اس امر کی شدید ضرورت محسوس فرمائی کہ جس طرح مشکوٰۃ شریف مسائل کے لحاظ سے شافعی حضرات کے لئے احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بہترین مجموعہ ہے، بالکل اسی طرح ان احادیث کو بھی یکجا کیا جائے جن پر فقہ حنفی کی بنیاد ہے، اللہ تعالی ان اہل علم حضرات کی سعی کو مشکور فرمائے جنہوں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور بہترین انداز سے حنفی احادیث جمع فرمائیں لیکن مشکوٰۃ جیسی جامعیت میسر نہ ہوئی۔

ایسی عظیم الشان کتاب کی تالیف اللہ تعالی نے حضرت مولانا مؤلّف موصوف کے حصہ میں رکھی تھی، چنانچہ مولانا ممدوح نے بتائید غیبی جس کا اظہار اپنی کتاب زجاجۃ المصابیح کے دیباچہ میں فرمایا ہے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ پیش شدہ تالیف کی وجہ سے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرنے والے اس امر سے بخوبی واقف ہو جائیں گے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قول حدیث کے علاوہ کسی نہ کسی صحابی یا تابعی کے قول سے ماخوذ ہے، اس لئے امام ممدوح پر اعتراض صحابی یا تابعی پر اعتراض کے مماثل ہے اور اس طرح یقیناً دنیا کے ایک بڑے حصہ کے امام کی کوئی بات بلاسند نہیں۔

'زجاجۃ المصابیح' میں مؤلف ممدوح نے حسب ذیل امور کا التزام رکھا ہے:

(1) صحیح بخاری کے طرز پر ہر بڑے عنوان کے بعد متعلقہ آیات قرآنی کو جمع کیا گیا۔

(2) چونکہ اس تالیف سے مقصود اصلی 'مشکوٰۃ' کے طرز پر احناف کے لئے حدیثوں کا ایک جامع ذخیرہ مہیا کرنا تھا اس لئے کتاب و باب و عنوان مشکوٰۃ ہی سے لئے گئے، البتہ فاضل مؤلف علیہ الرحمۃ نے 'مشکوٰۃ' کے عنوان میں جن مقامات پر فقہ شافعی کی رعایت رکھی ہے اس کتاب میں بھی ان مقامات پر فقہ حنفی کی رعایت پیش نظر رہی۔

(3) 'مشکوٰۃ' میں ایک مسئلہ کے متعلق احادیث تین فصلوں میں منتشر تھیں، جس سے پڑھنے والے میں ایک تو کیفیت تسلسل کا برقرار رہنا اور دوسرے مسائل کا بیک نظر تلاش کرنا دشوار تھا، اس لئے (زجاجہ میں) ہر مسئلہ سے متعلقہ احادیث بلالحاظ فصل یکجا کئے گئے۔

(4) ظاہر ہے کہ فقہ حنفی ایک ناپیدا کنار سمندر ہے، علاّمہ موصوف نے اس بحر ذخار سے انمول موتی چن لئے ہیں، ہر مسئلہ میں کئی کئی قول ہیں، اس وجہ سے اولاً قول مُفتیٰ بہٖ حاصل کیا گیا۔ ثانیاً اس کے موافق حدیث تلاش کی گئی۔ ثالثاً اس حدیث کی چھان بین کر کے دفع اعتراض کا موقع بہم پہنچایا گیا، اسی وجہ سے اکثر احادیث کے آخر میں تنقید رواۃ مذکور ہے۔

(5) فقہ حنفی پر اعتراضات کے مدلل جواب' احادیث کی صحیح تعبیر کے بعد حنفی مقاصد کی وضاحت اور حسب ضرورت احادیث سے اور حنفی کتابوں کے حوالہ سے حاشیہ پر مسائل کا اندراج کامل احتیاط سے کیا گیا۔

یہ کتاب پانچ جلدوں پر مشتمل ہے، اس کتاب کے اور بھی کئی اہم خصوصیات ہیں جو بوقت مطالعہ ہی ظاہر ہوں گے۔ مختصر یہ کہ جس طرح 'مشکوٰۃ' شافعی مذہب والوں کے لئے ایک نعمت ہے، بالکل اسی طرح یہ کتاب حنفی حضرات کے لئے ایک بہترین اور نادر تحفہ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

ضروری التماس

مسلمانو! سنو؛غور سے سنو! اللہ تعالیٰ کے پاس کا قاعدۂ خاص مسلمانوں کے لئے یہ ہے کہ ان کی دنیا دین کے ساتھ ہے، جب مسلمان دین چھوڑ دیتے ہیں تو دنیا بھی ان سے چھوٹ جاتی ہے، جب یہ دین برباد کردیتے ہیں تو ان کی دنیا بھی برباد ہوجاتی ہے، اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ ہم تو دین دار ہیں، پھر ہماری دنیا کیوں برباد ہورہی ہے؟

صاحبو! ہماری حالت اس شخص کے جیسی ہے جو ایک پیسہ کما کر اپنے کو مالداروں کی فہرست میں گننے لگتا ہے، سچ فرمایئے! ایک پیسہ رکھنے والے کو آپ مالدار کہیں گے یا یہ کہیں گے کہ اس کو جنون ہو گیا ہے؟ کیونکہ ایک پیسہ رکھنے والے کو کوئی مالدار نہیں کہتا ہے بلکہ جس کے پاس مال مُعْتَدٌ بِہٖ مقدار میں ہو تو وہ مالدار ہے، اسی طرح ایک دو عمل کر کے اپنے کو دین دار کہنے والا بھی مجنون کہا جانے کے لائق ہے، دین میں جو اعمال مقرر ہیں وہ سب اعمال کرنے کے بعد آپ دیندار کہے جانے کے مستحق ہیں۔

یا یوں سمجھئے کہ حسین اس کو کہتے ہیں جس کی آنکھ، ناک، سب درست ہوں، جیسے کسی کی ناک کاٹ لی گئی ہو، وہ ناک پر ہاتھ رکھ کر کہے کہ میں بھی حسین ہوں، ذرا ناک پر سے ہاتھ ہٹایا جائے تو معلوم ہوگا کہ کیسے حسین ہیں، ایسا ہی ہم اپنے کو دین دار سمجھ رہے ہیں، اگر دین کی حقیقت کھلے کہ دین کس کو کہتے ہیں تو آپ کو بھی ناک کٹے ہوئے حسین کی طرح شرمانا پڑے گا۔

یا یوں سمجھئے کہ آپ کسی دوست سے کہیں کہ ہم کو ایک آدمی کی ضرورت ہے، وہ دوست ایک مدّت کے بعد آپ کے پاس ایک آدمی کو چارپائی پر لٹا کر لایا، جتنی بیماریاں ہیں قریب قریب سب اس میں ہیں: آنکھ بھی نہیں، کان بھی نہیں، ہاتھ پیر بھی بے کار ہیں، جنون ہو گیا ہے، البتہ جاندار ہے، اگر اس کو کوئی قتل کرے تو قانوناً اس کو قصاص ہوگا، مگر کیا اس آدمی سے آپ کی غرض پوری ہوسکتی ہے؟ ہرگز نہیں!

آپ تعجب سے پوچھیں گے کہ بھائی اس کو کیوں لائے ہو؟ اگر وہ دوست یہ کہے کہ آپ کے واسطے لایا ہوں، آپ نے فرمائش کی تھی کہ ایک آدمی لادو، تو آپ ہنسیں گے اور کہیں گے کہ اگرچہ یہ لُغتاً قانوناً آدمی ہے، لیکن جب اس سے میری غرض حاصل نہیں ہوتی ہے تو میرے لئے یہ آدمی نہیں ہے۔

صاحبو! ایسا ہی دین سے کیا غرض ہے؟ نجات کامل ہونا ہے، یا ایک قومی شعار ہے، مسلمانی سے بالکل بے توجہی ہوگئی ہے، نہ عقائد کی پرواہ، نہ اعمال کی فکر، نہ حسن معاشرت کا خیال، نہ بداخلاقی پر رنج، کوئی جزء ہمارے دین کا ٹھیک نہیں، ہمارا دین بعینہٖ ویسا ہی ہے جیسے مذکورالصدر آدمی کہ جس کو دوست لایا تھا، ہمارا دین صرف قومی شِعار ہے، اس سے دین دار کہے جانے کے قابل نہیں ہیں! جب ہم دین دار نہیں تو پھر ہماری دنیا کیسے درست ہوگی؟

صاحبو! اگر آپ دین کی حقیقت معلوم کرنا چاہتے ہو تو ''زجاجۃ المصابیح'' کا مطالعہ کرو، پھر اس پر عمل کر کے دین دار کہے جانے کے لائق بنو، تمام ''زجاجۃ المصابیح'' کو پڑھنے کے بعد آپ کا علم الیقین، عین الیقین کو پہنچ جائے گا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک خاتم النبیّین ہیں کہ آپ کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں۔ انسان کی دنیا اور آخرت درست کرنے کے لئے جس چیز کی ضرورت تھی وہ آپ کامل طور پر بیان فرمادیئے ہیں اور وہ سب ''زجاجۃ المصابیح'' میں آگیا ہے، لیکن انقلابِ زمانہ سے عربی عام فہم نہ رہی، ضرورت تھی کہ اس کا ترجمہ اردو میں کیا جائے، اس ضرورت کو پیش نظر رکھ کر مولوی محمد منیرالدین صاحب شیخ الادب جامعہ نظامیہ نے ''زجاجۃ المصابیح'' کا عام فہم اور سلیس ترجمہ کرنا شروع کیا، تمام مسلمانوں کی طرف سے مولوی صاحب موصوف کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کو زجاجۃ المصابیح سے فائدہ حاصل کرنے کا موقع دیا۔

اس ترجمہ کے طبع ہونے سے پہلے مولوی محمد عبدالستار خاں صاحب ایم۔اے لکچرار عربی جامعہ عثمانیہ نے بڑی کوشش اور محنت سے اپنا عزیز وقت دے کر ترجمہ میں قوسین کی عبارت بڑھا کر اور

”ف“ کے تحت فائدوں کا اضافہ کر کے ترجمہ کے حسن کو دوبالا کر دیا، اس سے ”زجاجۃ المصابیح“ کے سمجھنے میں جو دقتیں پیش آ رہی تھیں وہ اب باقی نہ رہیں، اس کے لئے تمام مسلمانوں کی طرف سے موصوف کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالی نے ان دونوں صاحبوں کو اس علمی خدمت کا صلہ صدقہ جاریہ بنا کر ہمیشہ ثواب پہنچاتے رہیں اور اس کے بدلہ میں ان سے راضی ہو جائیں اور ثواب عظیم دے کر ان کو اپنے سے راضی کر لیویں۔

ترجمہ کے وقت اور ترجمہ میں قوس اور فوائد کے اضافہ کے وقت میں بھی ان دونوں صاحبوں کے ساتھ شریک رہا، میں نے اس ترجمہ کا نام ”نورالمصابیح“ رکھا ہے، اللہ تعالی اس کو قبول فرمائے۔ آمین

نورالمصابیح کا حصہ اوّل آپ کے سامنے آ رہا ہے، جب آپ اس کا مطالعہ کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہیں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے ہیں اور آپ سن رہے ہیں، یا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی کام کر رہے ہیں آپ اس کو دیکھ رہے ہیں، خوش تقدیر ہیں وہ حضرات جو اس نعمت کو حاصل کرتے ہیں۔

اب میرا ضروری التماس تمام مسلمانوں سے اور خاص اپنے احباب سے یہ ہے کہ اس نورالمصابیح کو ایک بار پڑھ کر طاق نسیاں میں نہ رکھدیں بلکہ اس کو مثل وظیفہ کی کتابوں کے بار بار پڑھیں، اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔

اے اللہ! آپ ہمارے ہیں ہم کو بھی آپ اپنا بنالیں اور توفیق دیں کہ ہم آپ کے حبیب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل پر عمل کرتے رہیں۔ آمین

ابوالحسنات سید عبداللہ حیدرآبادی کان اللہ لہٗ (غرہ رجب 1374ھ روز چہارشنبہ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے شروع کرتا ہوں

دیباچہ

حمد باری تعالیٰ

ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کو سزاوار ہے جو آسمانوں اور زمین کا نور ہیں ان کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاقچہ جس میں ایک چراغ ہو، ایسا چراغ جو ایک حباب میں ہو، وہی سلامتی کی راہوں پر لے چلتے ہیں، وہی ہم کو مذہبِ حق پر چلنے کا الہام فرماتے ہیں اور وہی سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے دین و دنیا کی رونق عطا فرماتے ہیں اور حاجتوں کا پورا کرنا ان ہی کے قبضہ وقدرت میں ہے۔

نعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالی اپنا سلام اور اپنی رحمتیں ہمیشہ ہمیشہ اتارا کریں، اپنے ان پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر جن کو انھوں نے تمام جہانوں کا چراغ بنایا اور ان پر اپنی مقدس کتاب قرآن اتاری جس کو ہر قسم کی کجی سے پاک رکھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی وہ شان ہے جن کے دین میں لوگ جوق در جوق داخل ہوئے اور سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کے سنہ مبارک کو خوشی کا سنہ کہا کرتے ہیں، آپ کی آل اور آپ کے اصحاب پر جو ہدایت کے چراغ ہیں اور اقتداء کے تارے ہیں۔ اللہ کا سلام اور اس کی رحمتیں اس وقت تک اترتی رہیں جب تک کہ تیل چراغ کو روشن کرتا رہے۔ (یعنی ہمیشہ ہمیشہ)۔

قرآن پاک پرعمل اور سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر استقامت کا راز

اللہ تعالیٰ کی تعریف اور اس کے رسول پاک اور آپ کے آل واصحاب پر درود بھیجنے کے بعد اللہ کے بندوں میں اللہ کی رحمت کا سب سے زیادہ ضرورت مند ابوالحسنات سید عبداللہ فرزند حضرت مولانا سید مظفر حسین صاحب حیدرآبادی حنفی (ان دونوں سے اللہ کا برتاؤ اس کی چھپی ہوئی مہربانی سے ہو اور اپنے بھرپور کرم سے ان کی خطاؤں کو معاف فرمائے) کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر پابندی اس وقت تک قائم نہیں ہوسکتی جب تک کہ آپ کے طاقچۂ سینۂ مبارک سے نکلے ہوئے انوار یعنی آپ کے حدیثوں کی پیروی نہ کی جائے اور اللہ کی رسی کا پکڑ لینا (یعنی قرآن پاک پر عمل) اس وقت تک پورا نہیں ہوسکتا، جب تک قرآن کی چھپی ہوئی باتیں ظاہر نہ کی جائیں۔

مشکوٰۃ المصابیح اور اس کے مصنف خطیب تبریزی رحمہ اللہ کی منقبت

واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کا ایک قیمتی ذخیرہ کتاب مشکوٰۃ المصابیح جس کو علم کے دریا، فہم کے سمندر، دین کی حقیقتوں اور اس کی باریکیوں کو ظاہر کرنے والے، صاحب تقویٰ و تقدس حضرت مولانا ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی رحمہ اللہ نے لکھا ہے، حقیقت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کا ایک جامع ترین اور آپ کے پوشیدہ ارشادات کا ایک نہایت نفع بخش ذخیرہ، اپنے فن کی ایک مکمل کتاب اور نادر و نایاب حدیثوں کا ایک کامل دفتر ہے۔

مشکوٰۃ کی ترتیب مسائل میں مذہب شافعی پر ہے

علامہ خطیب تبریزی کی یہ قیمتی کتاب (اللہ تعالیٰ ان کے درجہ کو بلند رکھے) جس میں انہوں نے

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک اور طریقہ کی حدیثوں کو جمع کیا ہے۔

زُجاجۃ المصابیح کی تالیف کا قصد اور بشارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

مشکوٰۃ کے (بنظر غائر مطالعہ) کے بعد میرے دل میں اکثر یہ بات رہا کرتی تھی کہ مشکوٰۃ کی طرز پر ایک کتاب لکھوں جس میں اپنے امام اعظم حضرت ابوحنیفہ (آپ پر ہمیشہ اللہ کی رحمت ہو، وہ آپ سے ہمیشہ راضی اور خوش رہے) کے مسلک کو اختیار کروں، مگر میری بے بضاعتی مجھے اس مرتبہ کے حاصل کرنے سے روک رہی تھی کہ اسی زمانے میں میں نے خواب دیکھا کہ روزِ رسالت کے درخشاں آفتاب اور شب تاریک کے منور ماہتاب، نور ہدایت اور تاریکیوں کے روشن چراغ ہمارے پیارے اور محبوب آقائے نامدار حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما اور جلوہ افروز ہوئے اور سلام فرمایا، میں نے سلام کا جواب عرض کیا: میری جان آپ پر قربان، آپ نے اپنے سینۂ مبارک سے جو علم اور حکمتوں کا سرچشمہ ہے چمٹا کر گلے سے لگالیا، جب میں نیند سے خوش خوش بیدار ہوا تو اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور اس کا شکر ادا کیا۔ الغرض اس نیک اور مبارک خواب سے میرا سینہ کھل گیا (اور اس کام کی تمام مشکلات مجھ پر آسان ہوگئیں میں نے اس کتاب کی تکمیل و تالیف کا عزم کرلیا اور اس کے لکھنے کے لئے کمرِ ہمت باندھ لی، بحمد اللہ میں نے اس کتاب میں ہر حدیث کے درج کرتے وقت ضرور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا ہے اور میں نے ''زجاجۃ المصابیح'' اس کتاب کا نام تجویز کیا۔

اللہ بزرگ و برتر سے میری دعا ہے ایسے عاجز بندہ کی طرح کہ جس کا دل اپنے مولیٰ کی عظمت سے معمور اور جس کی گردن اس کے جلال سے خم ہو، اس کے حبیب پاک کے وسیلے سے جو شفیع الخلائق، مقبول الشفاعت ہیں کہ اس کتاب کو اپنی مہربانی سے اپنی خوشنودی کا ذریعہ بنائے اور مسلمانوں کو اس کتاب ''زجاجۃ المصابیح'' سے اصل کتاب ''مشکوٰۃ المصابیح'' کی طرح نفع بخش

بنادے اوراس کو قبول فرمائے اوراس کو میری آخرت کا ذخیرہ بنادے، یقیناً دعاؤں کے قبول کرنے والے وہی ہیں۔اوروہی ہر چیز پر قادر ہیں۔

اعمال نیتوں سے معتبر ہوتے ہیں کیونکہ ثواب نیت ہی پر موقوف ہے

1۔عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: اعمال نیتوں ہی سے معتبر ہوتے ہیں (یعنی نیت ہی سے ان پر ثواب ملتا ہے) اور ہر آدمی کو وہی ملے گا جیسی وہ نیت کرے، تو جو کوئی ہجرت کرے یعنی اپنا دیس اللہ اوراس کے رسول کے لئے چھوڑ دے تو اس کی یہ ہجرت اللہ اوراس کے رسول کی طرف ہوگی اور جو کوئی دنیا کمانے کے لئے یا کسی عورت سے عقد کرنے کے لئے اپنے دیس کو خیرباد کہے تو اس کی ہجرت ان ہی کاموں کے لئے ہوگی (بخاری اور مسلم)۔

2۔اور امام المذہب حضرت ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی نے کسی قدر اختلاف کے ساتھ اپنی مسند میں امام بخاری کے الفاظ کے مطابق اس حدیث کو بیان کیا ہے اوراس میں **"الاعمال بالنیات"** (تا آخر حدیث)۔

ملاعلی قاری رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس مقام میں نفس اعمال کی نفی ممکن نہیں، وجہ یہ ہے کہ اعمال حسّی اور ظاہری طور پر نیت کو ملائے بغیر ثابت ہوسکتے ہیں، لہٰذا کسی ایسی چیز کو مقدر ماننا ضروری ہے کہ جس کی جانب نفی متوجہ ہو، اور جس سے حرف جار متعلق ہو، اس لئے یہاں لفظ "معتبرۃٌ" یا لفظ "تُعْتَبَرُ" امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اوران کے اصحاب کے مسلک پر مقدر مانا جائے گا۔

ف: یہ حدیث بعض محدثین کے پاس متواتر ہے اور عام محدثین اس کو مشہور کہتے ہیں۔اور محدثین کرام رحمہم اللہ اپنی کتابوں کی ابتداء عام طور پر اسی حدیث سے کرتے ہیں، کیوں کہ اس میں نیت (دلی ارادہ) کی اہمیت کو بتلایا گیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ارادہ کی مضبوطی اور خوبی ہی سے اعمال کا وزن ہوتا ہے۔

اعمال مقصودہ نیت کے بغیر قبول نہیں ہوتے

جاننا چاہئے کہ اعمال دو قسم کے ہوتے ہیں (1) اعمال مقصودہ (2) اعمال غیر مقصودہ، مقصودہ اعمال سے وہ اعمال اور عبادات مراد ہیں جو شریعت میں بالذات مقصود ہیں جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، یہ اعمال بغیر نیت کے نہ تو معتبر ہوتے ہیں اور نہ صحیح اور نہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول۔ حدیث میں "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَاتِ" کے الفاظ سے یہی اعمال مقصودہ مراد ہیں کہ اگر ان کی ادائی کے وقت نیت یعنی دل سے ارادہ نہ کیا جائے تو ان کا کوئی اعتبار نہیں۔

اعمال غیر مقصودہ میں نیت شرط نہیں البتہ نیت سے ثواب ملتا ہے

دوسرے اعمال غیر مقصودہ ان اعمال اور عبادات کو کہتے ہیں جو ان اعمال مقصودہ (نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کے لئے) شرط ہیں جیسے وضو شرطِ نماز ہے نہ کہ بالذات کوئی مقصود عبادت بلکہ عبادت کا وسیلہ اور ذریعہ ہے، اس لئے ایسے اعمال جو غیر مقصود ہیں اور عبادت کے لئے شرط اور وسیلہ کا کام دیتے ہیں، بغیر نیت کے یہ صحیح اور درست ہیں مگر نیت کرنے سے ان پر ثواب اور اجر ملتا ہے اور نیت نہ کرنے پر ثواب اور اجر نہیں ملتا۔ یہ امام الائمہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مقصودہ اعمال نیت ہی سے صحیح اور معتبر ہوتے ہیں، اور غیر مقصودہ اعمال نیت سے کمال کے درجہ کو پہنچتے ہیں اور ان پر ثواب ملتا ہے اور بغیر نیت کے درست ہو جاتے ہیں۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہر دو اعمال مقصودہ اور غیر مقصودہ بغیر نیت یعنی دلی ارادہ کے درست نہیں ہوتے یعنی ان کے پاس ان دونوں میں نیت فرض ہے، حدیث "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَاتِ" کی تفصیلی بحث اور اختلاف مذاہب اور ان کے دلائل عربی میں زجاجۃ المصابیح کے صفحہ (2 تا 7) تک متن اور حاشیہ میں ملاحظہ ہوں۔ (12)۔

(1) کِتَابُ الْاِیْمَانِ

کتاب ایمان کے بیان میں

وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ : ﴿وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ﴾ (سورۂ نحل، پ:14، ع:14، آیت نمبر:106 میں) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (بشرطیکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو)۔

وَقَوْلُہٗ : ﴿وَکَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانِ﴾ اور (سورۂ مجادلہ، پ:28، ع:3، آیت نمبر:22، میں) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (ان لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو مضبوط فرمادیا ہے)۔

وَقَوْلُہٗ : ﴿وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ﴾ اور (سورۂ حجرات، پ:26، ع:2، آیت نمبر:14، میں) ارشاد ہے: اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔

وَقَوْلُہٗ : ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ اور (سورہ بیّنہ، پ30 ع1، آیت نمبر:7، میں) ارشاد باری ہے: بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے۔

وَقَوْلُہٗ: ﴿وَ اِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَھُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰھُمَا عَلَی الْاُخْرٰی فَقَاتِلُوْا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰٓی اَمْرِ اللّٰہِ﴾ اور (سورۂ حجرات، پ:26، ع:1، آیت نمبر:9، میں) ارشاد ہے: اور اگر مسلمانوں میں دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان اصلاح کردو، پھر اگر ان میں کا ایک گروہ دوسرے گروہ پر زیادتی کرے تو اس گروہ سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع ہوجائے۔

وَقَوْلُہٗ : ﴿رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً

لَّکَ﴾ اور (سورہ بقرہ، پ: 1، ع: 15، آیت نمبر: 128، میں) ارشاد ہے: اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنا اور زیادہ فرمانبردار بنالیجئے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک ایسی جماعت پیدا کیجئے جو آپ کی فرمانبردار ہو۔

وَقَوْلُهٗ: ﴿هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ اور (سورہ حج، پ:17، ع:10، آیت نمبر:78، میں) اللہ تعالی کا ارشاد ہے: (اس (اللہ) نے تمہارا لقب مسلمان رکھا ہے۔

وَقَوْلُهٗ: ﴿اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ اور (سورۃ بقرہ، پ:1، ع:16، آیت نمبر:131، میں) ارشاد ہے: میں نے اطاعت اختیار کر لی رب العالمین کی۔

وَقَوْلُهٗ: ﴿ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ، لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ﴾ اور (سورۂ بقرہ، پ:3، ع:40، آیت نمبر:285، میں) ارشاد ہے: اعتقاد رکھتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس چیز کا جو ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے اتاری گئی ہے اور مومنین بھی سب کے سب عقیدہ رکھتے ہیں اللہ کے ساتھ اور اس کے فرشتوں کے ساتھ اور اس کی کتابوں کے ساتھ اور اس کے پیغمبروں کے ساتھ اور اس کے پیغمبروں میں کسی کے ساتھ جدائی اور تفریق نہیں کرتے۔

وَقَوْلُهٗ: ﴿يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِىْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِىْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا﴾ اور (سورہ نساء، پ:5، ع:20، آیت نمبر:136، میں) ارشاد ہے: اے ایمان والو! تم اعتقاد رکھو اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اور اس کتاب کے ساتھ جو اس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمائی اور ان کتابوں کے ساتھ جو کہ پہلے نازل

ہوچکی ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا انکار کرے اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور روز قیامت کا تو وہ شخص گمراہی میں بڑی دور جا پڑا۔

حدیث جبرئیل علیہ السلام

1/3۔حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک روز حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ہمارے روبرو ایک شخص ظاہر ہوا، جس کے کپڑے بے حد سفید اور بال نہایت سیاہ تھے، نہ تو اس پر سفر کے آثار تھے اور نہ ہم میں کوئی اس سے واقف تھا، وہ (شخص) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو بیٹھ گیا اور اپنے دونوں زانوؤں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زانوئے مبارک سے لگا دیا اور اپنے ہاتھوں کو اپنے دونوں زانوؤں پر رکھ لیا اور عرض کیا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! مجھے بتائیے کہ اسلام کیا ہے؟

ارکانِ اسلام پانچ (5) ہیں

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تو (1) گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے پیغمبر (رسول) ہیں، اور (2) نماز کو اچھی طرح پابندی سے ادا کرے، اور (3) زکوٰۃ دے اور (4) رمضان کے روزے رکھے اور (5) حج کرے خانۂ کعبہ کا بشرطیکہ وہاں تک پہنچنے پر قادر ہو، اس شخص نے (یہ سن کر) کہا کہ آپ نے سچ فرمایا۔ ہم سب کو اس پر حیرت ہوئی کہ آپ سے پوچھتا ہے اور ساتھ ہی تصدیق بھی کر دیتا ہے، اس شخص نے کہا کہ مجھے ایمان سے آگاہ کیجئے۔

ارکانِ ایمان چھ (6) ہیں

تو آپ نے ارشاد فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تُو اعتقاد رکھے (1) اللہ کے ساتھ اور (2) اس کے فرشتوں کے ساتھ اور (3) اس کی کتابوں کے ساتھ، اور (4) اس کے پیغمبروں کے ساتھ اور (5) روز قیامت پر، (6) اور یقین رکھے خیر و شر پر کہ وہ قضاء وقدر سے ہیں، اس

شخص نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ پھر اس شخص نے پوچھا مجھے بتایئے کہ احسان کیا ہے؟۔

ارکانِ احسان دو(2) ہیں

تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ کی (دل لگا کر) اس طرح عبادت کرے گویا کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے، اگر تو اس کو اس طرح نہ دیکھ سکے تو (خیر اتنا تو خیال رکھ) کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے، پھر اس شخص نے پوچھا مجھے قیامت کی خبر دیجئے!

قیامت اور اس کی نشانیاں

تو آپ نے فرمایا: جس سے تم دریافت کررہے ہو وہ بھی پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا، پھر اس نے پوچھا کہ قیامت کی نشانیاں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: جب لونڈی مالک کو جنے اور یہ کہ ننگے پیر چلنے والے، ننگے بدن، تنگدست اور بکریاں چرانے والوں کو تو دیکھے کہ وہ بلند عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے پر فخر کریں گے۔

راوی یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص چلا گیا اور میں دیر تک ٹھیرا رہا، پھر آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عمر! (رضی اللہ عنہ) کیا تم جانتے ہو کہ سائل کون تھا؟ میں نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ جاننے والے ہیں، آپ نے فرمایا: وہ تو جبرئیل (علیہ الصلوٰۃ والسلام) تھے، تمہارے پاس اس غرض سے آئے تھے کہ تم کو تمہارا دین سکھادیں۔ (اس حدیث کی مسلم نے روایت کی ہے۔)

2/4۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ روایت کیا ہے، اور ان کی روایت کے اختلافی الفاظ یہ ہیں، جب تم ننگے پیر چلنے والے، ننگے بدن، بہروں اور گونگوں کو زمین کے بادشاہ دیکھیں، (قیامت کا آنا) ان پانچ چیزوں میں سے ہے، جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (سورۂ لقمٰن، پ:21، ع:4، آیت نمبر:34 کی) یہ آیت پڑھی

:﴿اِنَّ اللّٰہَ عِنۡدَہٗ عِلۡمُ السَّاعَۃِ ، وَیُنَزِّلُ الۡغَیۡثَ، وَیَعۡلَمُ مَا فِی الۡاَرۡحَامِ، وَمَا تَدۡرِیۡ نَفۡسٌ مَّا ذَا تَکۡسِبُ غَدًا، وَمَا تَدۡرِیۡ نَفۡسٌ بِاَیِّ اَرۡضٍ تَمُوۡتُ ، اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌ خَبِیۡرٌ﴾۔

(بے شک اللہ بزرگ و برتر ہی کو (1) قیامت کی خبر ہے اور وہی (2) بارش برساتا ہے اور وہی جانتا ہے جو کچھ (3) رحم میں ہے (یعنی حاملہ کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی) اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا (4) عمل کرے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس (5) زمین پر مرے گا، بے شک اللہ سب باتوں کا جاننے والا باخبر ہے۔ (سورہ لقمان، پ 21، ع:4، آیت نمبر:34) (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے۔)

ایمان اور اسلام کے مباحث

(1) کیا قول اور عمل داخل ایمان ہیں؟

(2) کیا ایمان بڑھتا اور گھٹتا ہے؟

(3) کیا ایمان اور اسلام دو الگ چیزیں ہیں؟

یہ حدیث اور اسکے بعد والی حدیثیں تین چیزوں کے بارے میں ہیں (1) کیا قول اور عمل داخل ایمان ہیں؟ (2) کیا ایمان بڑھتا اور گھٹتا ہے؟ (3) کیا ایمان اور اسلام دو الگ چیزیں ہیں؟ ان مباحث میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اختلاف محض لفظی ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام مبارک میں ایمان دونوں معنوں میں آیا ہے۔

ایمان، حدیث میں دو معنوں میں استعمال ہوا ہے وہ حدیث جس میں ایمان سے مراد صرف عقیدہ اور اسلام سے مراد صرف اعمال ہیں

(1) ایک معنی کے لحاظ سے ایمان سے مراد محض عقیدہ ہے جس میں عمل داخل نہیں،

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے یہی ظاہر ہوتا ہے اور وہ ارشاد یہ ہے کہ ’’تُو ایمان رکھے اللہ بزرگ و برتر پر، اور اس کے فرشتوں پر، اور اللہ تعالیٰ سے ملنے پر، اور اس کے رسولوں پر، اور یقین رکھے مرنے کے بعد اٹھنے پر، اور اسلام یہ ہے کہ تُو اللہ بزرگ و برتر کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائے اور نماز کو اچھی طرح پابندی سے ادا کرے ،فرض زکات کو دیوئے ،اور رمضان کے روزے رکھے (تا آخر حدیث) (اس حدیث میں ایمان سے صرف عقیدہ، اور اسلام سے صرف اعمال مراد ہیں۔)

وہ حدیث جس میں ایمان سے مراد عقیدہ اور عمل دونوں ہیں اور یہ ایمان کامل ہے

دوسرے یہ کہ لفظ ایمان حدیث میں ایمان کامل کے معنی میں بھی آیا ہے اور اس میں عمل داخل ہے چنانچہ وفد عبدالقیس کی حدیث میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کی تعریف فرماتے ہوئے اس میں عقیدے کے علاوہ عمل کو بھی داخل فرمایا ہے، حدیث یہ ہے ’’کیا تم جانتے ہو اللہ واحد پر ایمان کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا: اس بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں ،اور یہ کہ حضرت محمد مصطفے (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں ،اور نماز کا پابندی سے اچھی طرح ادا کرنا، اور زکات کا دینا، اور رمضان کے روزے رکھنا، اور یہ کہ تم مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ دیا کرو، اس معنی کے لحاظ سے یہ وہی ایمان ہے جس کی نفی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک میں موجود ہے وہ حدیث یہ ہے ’’ایسا نہیں ہوسکتا کہ زنا کرنے والا زنا کرے اور اس کا ایمان بھی باقی رہے‘‘(تا آخر حدیث)الغرض ہر وہ مقام جو ایسا ہو وہاں یہی مراد ہے۔

وہ ایمان جس کی وجہ سے مسلمان دوزخ میں داخل نہ ہوگا، اعمال سے آراستہ ایمان ہے

اور وہ ایمان جس کی وجہ سے مسلمان دوزخ میں داخل نہ ہوگا وہ باتفاق یہی ایمان کامل ہے جو اعمال سے آراستہ ہو اور اس معنی پر جمیع مسلمین کا اتفاق ہے۔

ایمان کے ساتھ عمل نہ ہو تو گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں داخل تو ہوگا لیکن ہمیشہ نہ رہے گا

اور وہ ایمان جس کی وجہ سے دوزخ میں (گناہوں کی وجہ سے داخل تو ہو جائے گا) لیکن ہمیشہ

نہ رہے گا، وہ باتفاق اہل سنت و جماعت پہلا ایمان ہے جس کے ساتھ اعمال نہ پائے جائیں اس پر کئی دلیلیں ہیں، جس میں ایک ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے (کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے)فرمایا کہ بندہ'' لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ '' کہے اور اسی پر اسکی موت واقع ہو پھر وہ جنت میں داخل نہ ہوا ایسا نہیں ہوسکتا، میں نے عرض کیا: اگر چہ اس سے زنا اور چوری ہوجائے؟ تو آپ نے جواب دیا: اگر چہ کہ اس سے زنا اور چوری ہوجائے (تا آخر حدیث)۔

دوسری دلیل حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد ہے وہ یہ کہ ''ہر وہ شخص جس کے دل میں ذرّہ برابر ایمان ہو وہ دوزخ سے نجات پائے گا۔''

عمل کن معنوں میں ایمان کا رکن ہے

خلاصہ یہ ہے کہ اسلاف اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے عمل کو ایمان کے دوسرے معنی کے لحاظ سے ایمان کا رکن بنایا اور اگر ایمان کے ساتھ اعمال نہ پائے جائیں تو پہلے معنی کے لحاظ سے اس پر ایمان کے باقی رہنے کا حکم لگایا، کیوں کہ ایمان اس کے سینہ میں موجود ہے (ایسا شخص) بالآخر دوزخ سے چھٹکارا پائے گا اگر چہ اس کے پاس ایمان کے ساتھ اعمال نہ ہوں۔

ایمان سے مراد تصدیق قلبی ہو تو ایمان میں کمی اور زیادتی نہیں ہوتی، لیکن ایمان سے مراد طاعتیں ہوں تو ایمان میں کمی وزیادتی ہوتی ہے

ایمان سے مراد تصدیق قلبی ہو تو اس معنی کے لحاظ سے ایمان میں کمی اور زیادتی نہیں ہوتی اور اگر ایمان سے مراد طاعتیں اور عبادتیں ہوں تو ایمان میں کمی اور زیادتی ہوتی ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ عبادتیں تصدیق کی تکمیل کرتی ہیں تو ہر وہ حدیث جو ایمان کے نہ بڑھنے اور نہ گھٹنے پر دلالت کرتی ہو تو اس سے مراد اصل ایمان ہے یعنی تصدیق محض جس میں عمل داخل نہیں، اور ہر وہ حدیث جو ایمان کے بڑھنے اور گھٹنے پر دلالت کرتی ہو تو اس سے مراد ایمان کامل ہوتا ہے، جس میں اعمال داخل ہیں۔

ایمان اور اسلام مفہوم میں الگ ہیں لیکن مصداق میں ایک ہیں

دوسری بحث اس بارے میں ہے کہ ایمان اور اسلام دو الگ چیزیں ہیں یا دونوں ایک

ہیں، ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: حق یہ ہے کہ ایمان اور اسلام میں لفظی اختلاف ہے کیونکہ اول (یعنی ایمان اور اسلام کا الگ الگ ہونا) لغت پر موقوف ہے اور ثانی (یعنی ایمان اور اسلام کا ایک ہونا) شریعت پر منحصر ہے، تحقیق یہ ہے کہ ایمان اور اسلام مفہوم کے لحاظ سے ایک دوسرے سے الگ ہیں لیکن دونوں کا مصداق ایک ہی ہے۔

ایمان شرعی میں تصدیق قلبی اور اقرار لسانی داخل ہیں اور عمل کمال ایمان کی شرط ہے

ہدایۃ المسالک فی حل تفسیر المدارک میں لکھا ہے کہ ایمان شرعی سے مراد تصدیق قلبی مع اقرار لسانی ہے اور عمل اس میں داخل نہیں بلکہ اس سے خارج ہے اور کمال ایمان کی شرط ہے اور جمیع احناف جو امام ابومنصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کے پیرو ہیں، ان کے پاس یہی راجح ہے، البتہ محققین کا مذہب یہ ہے کہ ایمان صرف تصدیق کا نام ہے اور اشاعرہ یعنی شافعی حضرات نے اسی کو راجح قرار دیا ہے۔

اقرار زبانی ایمان کا مشروط رکن ہے

پس جو شخص دل سے تصدیق کرے اور بغیر عذر کے زبان سے اقرار نہ کرے وہ عنداللہ مومن نہیں اور وہ حضرات جن کے پاس اقرار زبانی ایمان کا رکن ہے ایسا شخص دوزخی ہوگا۔ امام فخر الاسلام اور شمس الائمہ اور اکثر فقہاء نے اسی کو اختیار کیا ہے البتہ وہ حضرات جن کے پاس اقرار زبانی ایمان کا رکن نہیں، ایسا شخص ان کے پاس مومن تو ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاس دنیاوی احکام میں غیر مومن ہے، یہ صورت منافق کے برعکس ہے (کیونکہ منافق عنداللہ کافر رہتا ہے لیکن عندالناس مؤمن۔)

شرح مقاصد میں لکھا ہے کہ یہ اختلاف اسی صورت میں ہے کہ آدمی گفتگو کرسکتا ہو، اور اس کا اقرار نہ کرنا انکار کی وجہ سے نہ ہو، مگر ایک شخص جس نے دل سے تصدیق کرلی، لیکن اس کو زبان سے اقرار کرنے کا وقت نہ مل سکا تو سب اس بات پر متفق ہیں کہ بالاتفاق وہ مومن ہوگا، شرح مقاصد کی عبارت سے یہی واضح ہوتا ہے اور ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح شفاء میں لکھا ہے کہ وہ شخص جو اقرار شہادت پر قادر نہ ہوسکا باوجود یہ کہ اس سے تصدیق قلبی ثابت ہوئی وہ مؤمن نہیں ہے کہنا ضعیف ہے، ہاں اس کو اتنا وقت ملا کہ اس میں وہ اقرار کرسکتا تھا اور اس سے اقرار کا مطالبہ بھی کیا گیا اور اس نے انکار کیا تو ایسا شخص بالاتفاق مومن نہیں بلکہ وہ عناد و سرکشی کی وجہ سے کافر ہی ہوگا۔

اقرارزبانی کن معنوں میں ایمان کارکن ہے

الغرض اس تفصیل سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اقرارزبانی ایمان کاایک اوررکن ہے مگر یہ یادرہے کہ اصل ایمان تو دل سے تصدیق ہی کا نام ہے، یہ ایک واضح بات ہے کہ زبان خیالات کے اظہار کا ذریعہ ہے اس لئے ایمان کا زبان سے اقرار ایمان کے دل میں ہونے یا نہ ہونے کی دلیل ہوگی، اس لحاظ سے یہ صحیح ہے کہ اقرارزبانی ایمان کا ایک ایسارکن ہے جو بعض حالات میں ساقط ہوسکتا ہے، لہذا حالتِ اختیاری میں اقرار جزءِ ایمان قرار دیا جائیگا اور جبر واکراہ کے نہ ہونے کی حالت میں اقرار کا نہ ہونا تصدیق کے نہ ہونے کی دلیل ہوگا، الغرض اقرارزبانی کا اس طرح رکن ہونا اس بات کے خلاف نہیں کہ ایمان کی حقیقت تصدیق ہی ہے اور جن حضرات کے پاس اقرار ایمان کا رکن ہے وہ دراصل انہی معنوں میں ہے۔

جمہور محدثین کے نزدیک عمل کمال ایمان کا جزء ہے

جمہور محدثین رحمہم اللہ کے نزدیک عمل ایمان کا جز ہے اس طرح جیسا کہ ہاتھ انسان کا جز ہے تو جس طرح ہاتھ کی نفی سے انسان کی نفی نہیں ہوسکتی بلکہ ایک نقص اور عیب ہوگا بالکل اسی طرح عمل کی نفی سے ایمان کی نفی نہیں ہوسکتی۔ مختصر یہ کہ عمل کمالِ ایمان کا جزء ہے البتہ معتزلہ اور خوارج کے نزدیک عمل ایمان کا جزءِ اصلی ہے اور عمل کے نہ ہونے سے ان کے پاس ایمان باقی نہیں رہتا۔

ایمان، اسلام، تصدیق، اقرار اور عمل کے مباحث کا خلاصہ

خلاصہ یہ کہ ایمان سے مراد اگر تصدیق ہو تو اس میں کمی اور زیادتی نہیں ہوتی، اور ایمان سے مراد اگر تصدیق، اقرار اور عمل تینوں چیزیں ہوں تو اس میں عمل کے لحاظ سے کمی اور زیادتی ہوگی، لیکن ایمان کی کمی اور زیادتی معنی اول یعنی صرف تصدیق کے لحاظ سے اس اعتبار سے ہوگی کہ جس شئے پر ایمان لایا گیا ہے اس شئے میں زیادتی یا کمی ہوئی نہ کہ نفس ایمان میں۔

مذکورہ مباحث کے لحاظ سے آیات اور احادیث میں تطبیق ممکن ہے

ان تفصیلات سے بحمد للہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کی وہ آیتیں اور حدیث کی وہ روایتیں جن

سے ایمان کا گھٹنا اور بڑھنا ظاہر ہوتا ہے، ان سب آیتوں اور حدیثوں میں جمع اور تطبیق ممکن ہے اور یہ ایک دوسرے کے مخالف نہیں اور اس میں جو کچھ اختلاف ہوا ہے وہ نزاع لفظی کی حد تک ہے، اس لئے خوب سمجھو اور غور کرو۔

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے

3/5۔ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: (1) گواہی دینا اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور (2) نماز کو پابندی سے ادا کرنا، اور (3) زکات دینا، اور (4) حج کرنا اور (5) رمضان کے روزے رکھنا۔

(اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔)

ایمان کی ستّر (70) پر کئی شاخیں ہیں

4/6۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایمان کی ستر پر کئی شاخیں ہیں اور ان سب میں افضل ''لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' کا کہنا ہے اور ان سب میں کمتر راستے سے تکلیف دہ چیز کا دور کرنا ہے اور حیا بھی ایمان کی ایک بڑی شاخ ہے۔ (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔)

اعمال ایمان میں مجازاً داخل ہیں

ف:۔علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لغت میں ایمان کے معنی تصدیق کے ہیں، اور شریعت میں دل اور زبان سے تصدیق کے ہیں، اور کمال ایمان اعمال سے حاصل ہوتا ہے، اس تفصیل کے لحاظ سے وہ حدیثیں جن میں ایمان کی ساٹھ پر کئی یا ستر پر چند شاخیں یا اسی قسم کی باتوں کا ذکر ہے، ان حدیثوں میں دراصل اصل کا اطلاق فرع پر کیا گیا ہے یعنی ایمان تو اصل ہے اور اعمال ایمان کی فرع اور شاخیں ہیں، اس بناء پر اعمال کو ایمان میں شامل اور داخل کر لینا مجازاً ہے کیونکہ اعمال ایمان ہی کی وجہ سے صادر ہوتے ہیں۔

کامل مسلمان اور حقیقی مہاجر کون ہے؟

5/7۔عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،انہوں نے بیان کیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں،اور (حقیقی) مہاجر وہ ہے جو ان کاموں کو چھوڑ دے جن سے اللہ نے منع فرمایا (یہ بخاری کے الفاظ ہیں) اور مسلم کی عبارت یہ ہے جس کو راوی نے بیان کیا کہ کسی آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مسلمانوں میں کونسا مسلمان بہتر ہے آپ نے فرمایا کہ وہ مسلمان جس کے زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

مسلمان کے کامل الایمان بن جانے کی نشانی یہ ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے باپ بیٹوں اور سارے انسانوں سے زیادہ محبوب بنالے

6/8۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص اس وقت تک (کامل) مومن نہ ہوگا جب تک کہ میں اس کے پاس اس کے باپ بچوں اور تمام لوگوں سے محبوب تر نہ ہوجاؤں۔(اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے)۔

حلاوت ایمانی تین چیزوں سے حاصل ہوتی ہے

7/9۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین باتیں جس میں ہوں ان کی وجہ سے وہ ایمان کی حلاوت پائے گا (1) خدا اور رسول اس کی نظر میں تمام ماسوائے اللہ سے زیادہ پیارے ہوں (2) اس کو اگر کسی سے محبت ہو تو صرف خدا کے لئے ہو (3) جو کفر کی طرف لوٹ جانے کو اتنا ہی برا سمجھے جتنا کہ آگ میں ڈالے جانے کو برا سمجھتا ہے جبکہ اللہ تعالی نے اسے کفر سے بچالیا ہے۔(اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے)۔

ایمان کا مزہ کب حاصل ہوگا؟

8/10۔عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص نے ایمان کا مزہ چکھ لیا جواللہ تعالی کے رب ہونے پر،اوراسلام کے دین ہونے پر،اورمحمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پرراضی ہوا۔(مسلم نے اس کی روایت کی ہے۔)

امت دعوت وہ ہے جسکو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے کی خبر ملے اور وہ ایمان نہ لائے تو وہ دوزخی ہوگا

9/11۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے ،جس کسی نے اس امت دعوت میں سے میرے نبی ہونے کی خبرسن لی خواہ یہودی ہو یا نصرانی، پھراس دین پرایمان لائے بغیر مرجائے جس کو مجھے دیکر بھیجا گیا ہے تو وہ دوزخی ہوگا۔(مسلم نے اس کی روایت کی ہے۔)۔

مسلمان امت اجابت ہیں اور باقی سارے جن وانس امت دعوت ہیں

ف۔حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے لیکر قیامت تک جتنے جن وانس ہیں وہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں جنہوں نے حضور پرایمان لایا،وہ امت اجابت ہیں اور جنہوں نے ایمان قبول نہیں کیا وہ امت دعوت ہیں۔

تین آدمیوں کے لئے دوہرا ثواب ہے

10/12۔ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،وہ کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمیوں کے لئے دوہرا ثواب ہے:(1)ایک وہ اہل کتاب (یہودی

یا نصرانی) شخص جو اپنے نبی پر ایمان لایا اور (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر بھی ایمان لایا۔(2) دوسرا وہ غلام یا لونڈی جو خدا کا حق ادا کرے اور اپنے مالکوں کا بھی۔(3) تیسرا وہ شخص جس کے پاس کوئی باندی ہو جس سے وہ جماع کرتا تھا پس اس نے اس کو ادب سکھایا اور اس کی اچھی تربیت کی اور مسائل شریعت کی اچھی تعلیم دی ، پھر آزاد کیا اور اس سے نکاح کرلیا ،اس کے لئے بھی دوہرا ثواب ہے۔(بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ملا کہ وہ اس وقت تک جنگ کرتے رہیں یہاں تک کہ لوگ کلمہ پڑھ لیں، نماز قائم کریں اور زکات دیں

11/13۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ کرتا رہوں، یہاں تک کہ وہ ''لَا اِلٰــهَ اِلَّا اللّٰهُ اور مُـحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' کی گواہی دیدیں اور نماز قائم کریں اور زکات دیں، جب یہ سب کام کرلیں تو انہوں نے اپنے خون اور مال کو مجھ سے محفوظ کرلیا، بجز حق اسلام کے (یعنی مثلاً اگر کسی کو قتل کریں تو بدلے میں مارے جائینگے)اور ان کا حساب اللہ پر ہے (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)اور مسلم شریف میں ''اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ'' مذکور نہیں ہے۔

ف :یعنی یہ احکام بصدق دل انجام دیئے ہیں یا محض ظاہر داری سے ،اگر ظاہر داری سے انجام دیئے ہوں تو اللہ تعالی ہی اس کا حساب لینے والے ہیں۔

اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کس مسلمان کا ذمہ لیا ہے

12/14۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ہماری طرز کی نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کی جانب رخ کیا، اور ہمارا ذبح کیا ہوا کھایا تو یہ ایسا مسلمان ہے جس کے لئے اللہ اور اللہ کے رسول کا ذمہ ہے ،پس اللہ کے اس

عہد و پیمان کو نہ توڑو۔(امام بخاری نے اس کی روایت کی ہے)۔

ایک اعرابی کو دربار رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جنت کی بشارت، جب کہ انہوں نے جنت میں داخل کرنے والے اعمال پر قسم کھا کر عمل کرنے کا عزم کرلیا

13/15۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ ایک اعرابی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے ایسا عمل بتلایئے کہ جب میں اسے کرلوں تو جنت میں داخل ہوجاؤں ،ارشاد ہوا کہ اللہ کی عبادت کر،اور کسی کو اس کا شریک نہ بنا،اور نماز فرض پابندی سے پڑھ لیا کر،اور زکات واجبہ دیا کر،اور رمضان کے روزے رکھ۔اعرابی نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس پر کچھ نہ بڑھاؤں گا اور نہ گھٹاؤں گا۔جب وہ واپس ہوگیا تو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کسی کو جنتی کے دیکھنے کی خوشی ہو تو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔(بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

ایمان باللہ اور اس پر استقامت مسلمان کو بے نیاز کردیتے ہیں

14/16۔سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے رسولِ خدا،آپ مجھے اسلام کے متعلق ایسی بات ارشاد فرمادیجئے کہ آپ کے بعد پھر کسی سے اس کے متعلق دریافت نہ کروں،ارشاد ہوا کہ " آمَنْتُ بِاللّٰهِ " (میں اللہ پر ایمان لایا) کہہ دے، پھر اس پر جمارہ۔(اسکی روایت مسلم نے کی ہے)۔

ایک نجدی کو دربار نبوت سے نجات کی خوشخبری جبکہ انہوں نے نماز، روزہ اور زکات کی پابندی پر قسم کھا کر عمل کرنے کا عزم کیا

15/17۔طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ اہل نجد کا ایک آدمی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایسی حالت میں حاضر ہوا کہ اس کے سر کے بال پراگندہ تھے، ہم اس کی آواز کی گنگناہٹ کو سن رہے تھے، مگر وہ جو کچھ کہہ رہا تھا ہم نہیں سمجھ رہے تھے، یہاں تک کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا پھر وہ اسلام کے متعلق پوچھنے لگا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ دن اور رات میں پانچ نمازیں، پھر پوچھا کہ کیا ان کے سوا کچھ اور مجھ پر واجب ہے ارشاد ہوا نہیں، مگر یہ کہ بطور نفل پڑھ لے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ماہ رمضان کے روزے، اس نے کہا کہ اس کے سوا کچھ اور بھی مجھ پر ہیں، آپ نے فرمایا: نہیں مگر یہ کہ بطور نفل رکھ لے ، راوی نے بیان کیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے زکات کا ذکر فرمایا تو اس نے کہا کہ اس کے سوا مجھ پر کچھ اور بھی ہے تو فرمایا: نہیں، مگر یہ کہ بطور نفل تو دیا کرے، راوی نے کہا کہ وہ شخص یہ کہتے ہوئے واپس ہوا کہ خدا کی قسم نہ اس پر زائد کروں گا نہ اس سے کچھ کم، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص نے نجات پالی اگر اس نے سچ کہا ہے۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

قبیلہ عبدالقیس کے وفد کی دربار رسالت میں آمد، جنت میں داخل کرنیوالے اعمال کی درخواست پر ابتدائی چاروں ارکان اور مال غنیمت سے پانچویں حصہ کی ادائی کی تلقین اور شراب کے چاروں قسم کے برتنوں کے استعمال سے ممانعت

16/18۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب قبیلہ عبدالقیس کا وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کس قوم کی طرف سے آئے ہو، یا یہ فرمایا کہ کس کی نمائندہ جماعت ہو؟ انہوں نے عرض کیا : ہم قبیلہ ربیعہ کی طرف سے آئے ہیں، آپ نے فرمایا: خوش آمدید! جس قوم کی طرف سے آئے

ہومبارک آنا ہو،کوئی رسوائی لاحق ہوگی اور نہ ندامت !انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم کوسوائے ماہ حرام کے اورزمانہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع نہیں ملتا کیونکہ آپ کے اور ہمارے درمیان قبیلۂ مضر کے کافر حائل ہیں لہذا حضور ہم کوکوئی حکم فیصل سنادیں تاکہ ہم اُدھر والوں کووہ حکم سنادیں اوراس کی وجہ سے جنت میں داخل ہوسکیں،اوراس کے بعدان لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کے برتنوں کا حکم دریافت کیا تو آپ نے ان کوچارچیزوں کاحکم دیا ،اورچارچیزوں سے منع فرمایا۔ان کوحکم دیا کہ اللہ واحد پرایمان لائیں اورفرمایا:تم جانتے ہوکہ اللہ پرایمان لانے کے کیامعنی ہیں:انہوں نے عرض کیا کہ اللہ اوراس کے رسول خوب واقف ہیں،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نےفرمایا(1)"لَااِلٰہ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدُ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کی شہادت دی جائے،اور(2) باقاعدہ پابندی سے نمازادا کی جائے اور(3) زکات دیاکریں ، اور (4) رمضان کے روزے رکھیں،اوریہ کہ تم مال غنیمت سے پانچواں حصہ دیاکرو،اوران کوچارچیزوں کی ممانعت فرمائی کہ اس میں نہ تو نبیذ بنائی جائے اورنہ ان سے پانی پیاجائے اوروہ یہ ہیں:(1)حَنْتَمُ (لاکھ والابرتن)(2)دُبّاء (کدّوکاتونبا)(3)نَقِیْرُ (لکڑی کاتراشاہوابرتن)(4)مزفّت (روغنی رال والابرتن)اس کے بعدفرمایاکہ ان کویادرکھو،اوراُدھروالوں کوان کی اطلاع دو۔(بخاری اورمسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہےاورالفاظ حدیث بخاری کے ہیں)۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سےحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (6)امور پر بیعت لی

17/19۔عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہےانہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:اوراس وقت صحابہ کی ایک جماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گرداگرد جمع تھی آپ نے فرمایا کہ مجھ سے (ان امورپر)بیعت کروکہ تم (1)اللہ کے ساتھ کسی کوشریک نہ

بناؤ گے، اور (2) چوری نہ کرو گے، اور (3) زنا نہ کرو گے، اور اپنی (4) اولاد کو قتل نہ کرو گے، اور (5) کسی پر اپنے دل سے بہتان نہ لگاؤ گے، اور (6) کسی نیک کام کے انجام دینے میں نافرمانی نہ کرو گے۔ اگر ان باتوں کو تم میں سے کوئی شخص پورا کریگا تو اسکو ثواب دینا خدائے تعالیٰ کے ذمہ ہے اور اگر کسی نے ان امور میں سے کسی امر کا ارتکاب کیا اور اسکو دنیا ہی میں اس کی سزا مل گئی تو اخروی عذاب سے اس کے لئے کفارہ ہو جائیگا اور اگر کسی نے ان باتوں میں سے کسی جرم کا ارتکاب کیا اور خدائے تعالے نے اس کی پردہ پوشی کردی (یعنی دنیا میں کسی کو اس کے گناہ پر اطلاع نہ ہوئی اور دنیوی سزا بھی اسکو نہ ملی) تو خدا کے اختیار میں ہے چاہے معاف کردے، چاہے سزا دے (راوی کہتے ہیں) ہم نے ان امور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ (بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر اس کی روایت کی ہے)۔

عورتیں زیادہ خیرات کیا کریں کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ دوزخ کا بڑا حصہ عورتوں سے بھرا ہوا ہے

18/20۔ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ عیدِ اضحیٰ یا فطر میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ کی طرف نکلے اور عورتوں پر سے گزرے، پس فرمایا کہ اے عورتوں کی جماعت! خیرات کیا کرو! کیونکہ دوزخیوں میں میں نے تمہارا ہی حصہ زیادہ دیکھا ہے، پس عورتوں نے کہا: کس لئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فرمایا کہ تم لعنت زیادہ کرتی ہو، اور شوہر کی ناشکری کرتی ہو، ناقص العقل اور ناقص الدین ہونے کے باوجود عقل مند کی عقل پر غالب آنے والے تم سے زیادہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا، عورتوں نے کہا: یارسول اللہ ہماری عقل اور ہمارے دین کا نقصان کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا ایک عورت کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے نصف نہیں ہے؟ عورتوں نے کہا کہ: کیوں نہیں (یعنی ہاں ہاں)، آپ نے فرمایا کہ یہ ان کے نقصان

عقل کی وجہ سے ہے ، پھر آپ نے فرمایا کہ کیا ایسا نہیں ہے کہ جب عورت حائضہ ہوتی ہے تو وہ نماز نہیں پڑھتی اور روزہ بھی نہیں رکھتی ،عورتوں نے کہا کہ کیوں نہیں (یعنی ہاں ہاں)، آپ نے فرمایا کہ یہ اس کے دین کے نقصان کی وجہ سے ہے۔(بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

اللہ تعالیٰ کو جھٹلانا اور گالی دینا کیا ہے؟

19/21۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی نے ارشادفرمایا کہ ابن آدم نے مجھ کو جھٹلایا اور اس کو ایسا نہ چاہئے تھا اور مجھ کو گالی دی اور اس کو یہ نہ چاہئے تھا، اس کا مجھے جھٹلانا، (یعنی) اس کا یہ کہنا کہ ہرگز مجھے دوبارہ زندہ نہ کریگا، جس طرح مرنے کے بعد مجھے پہلی دفعہ پیدا کیا تھا۔حالانکہ پہلی دفعہ پیدا کرنا مجھ پر اس کے دوبارہ زندہ کرنے سے آسان تر نہیں تھا (یعنی اس کو پہلی بار بنانے میں قادر ہو چکا تو دوبارہ بنانا کیا مشکل ہے؟) اور اس کا مجھے گالی دینا، (یعنی) اس کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹا بنالیا ہے، حالانکہ میں یکتا ہوں، ایسا بے نیاز نہ کسی کو جنا اور نہ میں جنا گیا، اور میرے لئے کوئی ہمسر نہیں ہے۔

20/22۔ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں یہ ہے: اس کا مجھ کو گالی دینا، اس کا یہ کہنا کہ میرے لئے بیٹا ہے، حالانکہ میری ذات پاک ہے، میری ذات اس سے بری ہے کہ کسی کو بیوی بناؤں یا بیٹا۔(بخاری نے اس کی روایت کی ہے)۔

زمانہ کو بُرا بھلا کہنا اللہ تعالیٰ کو ایذا دینا ہے

21/23۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی نے ارشادفرمایا کہ زمانہ کو برا کہہ کر انسان مجھے ایذا دیتا ہے، حالانکہ زمانہ میں ہی ہوں، میرے ہی ہاتھ میں حکومت ہے، رات اور دن کو میں ہی بدلتا رہتا ہوں۔

(بخاری ومسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے۔)

اللہ تعالی سے بڑھکر کوئی صابر نہیں کہ لوگ اس کیلئے بیٹا ثابت کرتے ہیں اور وہ ان کو عافیت اور رزق دیتا ہے

22/24۔ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: تکلیف کے سہنے پر اللہ تعالی سے زائد کوئی صابر نہیں کہ اس کے لئے بیٹا ثابت کرتے ہیں، پھر بھی وہ ان کو عافیت بخشتا ہے اور رزق دیتا ہے۔(بخاری و مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق کیا ہے اور اللہ تعالیٰ پر بندوں کا کیا حق ہے؟

23/25۔معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ میں گدھے پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا، میرے اور آپ کے درمیان صرف پچھلے زین کی لکڑی کے سوا کوئی چیز حائل نہ تھی، ارشاد ہوا کہ معاذ! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کا اس کے بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی خوب واقف ہیں، آپ نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ اسی کی پرستش کریں، اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں، اور بندوں کا اللہ پر یہ حق ہے کہ اس شخص کو جو کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ بنائے اسے عذاب نہ دے۔ میں نے عرض کیا کہ کیا اس خوشخبری کو لوگوں کو نہ سنادوں، فرمایا یہ خوشخبری نہ سناؤ کہ وہ اس پر بھروسہ کرلیں گے۔(بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه کی گواہی صدق دل سے دینے والے کے لئے آتش دوزخ حرام ہے

24/26۔انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سواری پرسوار تھے اور معاذ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ائے معاذ! تو انہوں نے کہا کہ حضور میں حاضر ہوں، پھر فرمایا: ائے معاذ! تو معاذ نے عرض کیا: حضور حاضر ہوں، خدمت میں موجود ہوں، پھر فرمایا: اے معاذ! تو معاذ نے عرض کیا: حضور حاضر ہوں خدمت میں موجود ہوں۔ اس طرح تین مرتبہ آپ نے آواز دی ،ارشاد ہوا کہ جو شخص سچے دل سے " لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه " کی شہادت دیگا اس پر اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ حرام کردیں گے۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ کیا میں لوگوں کو اس فرمان کی خبر دیدوں کہ وہ خوش ہوجائیں؟ آپ نے فرمایا: تو پھر وہ اس پر بھروسہ کر بیٹھیں گے (کہ اعمال خیر ترک کردیں گے) معاذ رضی اللہ عنہ نے اس کو چھپانے کے (گناہ سے بچنے کے لئے) انتقال کے وقت یہ حدیث بیان کی۔

(بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے۔)

جو لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰه کہے اور اسی پر مرجائے تو وہ (بالآخر) جنت میں داخل ہوگا

25/27۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر دیکھا کہ آپ سفید کپڑا اوڑھے سو رہے تھے ،دوبارہ حاضر ہوا تو آپ بیدار ہوچکے تھے، پس آپ نے ارشاد فرمایا: جس بندہ نے "لَااِلٰـهَ اِلَّااللّٰـه " کہا اور اسی قول پر مرگیا بے شک وہ جنت میں داخل ہوا، میں نے عرض کیا: اگرچہ اس نے زنا کیا ہو، اور اگرچہ اس نے چوری کی ہو، آپ نے ارشاد فرمایا: اگرچہ اس نے زنا کیا ہو، اور اگرچہ اس نے چوری کی ہو۔ میں نے عرض کیا: اگرچہ اس نے زنا کیا ہو، اور اگرچہ اس نے چوری کی ہو؟ آپ نے ارشاد فرمایا: اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور اگرچہ اس نے چوری کی ہو۔ میں نے عرض کیا: اگرچہ اس نے زنا کیا ہو، اور اگرچہ اس نے چوری کی ہو؟ آپ نے ارشاد فرمایا: اگرچہ اس نے زنا کیا ہو، اور اگرچہ اس نے چوری کی ہو۔ ابوذر کی ناک

خاک آلود ہونے کے باوجود (یعنی اگر چہ ابوذر کے خلاف مرضی ہو،) اورابوذر رضی اللہ عنہ جس وقت یہ حدیث بیان کرتے تو کہا کرتے: اگر چہ خاک آلود ہو، ابوذر کی ناک۔

(بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے۔)

ف: اس حدیث میں " لَااِلٰـہَ اِلَّااللّٰـہ " کے کہنے پر دخول جنت کی جوخوشخبری وارد ہے وہ کفر کے مقابلے میں ہے کہ کافر کے لئے دخول جنت محال ہے لیکن مومن گناہوں کے باوجود بالآخر جنت میں داخل ہوگا، خواہ اللہ تعالی گناہوں کو معاف فرما کر بغیر دوزخ میں داخل کئے اول ہی جنت میں داخل فرمادیں یا گناہوں کے بدلے عذاب دیں اور پھر جنت میں داخل فرمادیں۔ بہرحال مومن کے لئے دخول جنت لازمی ہے۔12۔

ایسی چار باتیں جن کی گواہی دینے پر بندہ جنت میں داخل ہوگا

26/28۔عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے گواہی دی کہ (1) اللہو احد کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ (2) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اور یہ کہ (3) عیسیٰ علیہ السلام اس کے بندے اور اس کے رسول اور اس کی بندی کے فرزند ہیں اور اس کا کلمہ ہیں، جس کو اللہ تعالیٰ نے مریم علیہا السلام تک پہنچایا تھا اور اس کی طرف سے ایک جان ہیں اور (4) جنت اور دوزخ حق ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرلیں گے، اگر چہ کہ عمل اس کا کچھ بھی رہا ہو۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے۔)

ف: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو "کلمة الله" اس لئے کہا کہ کلمۂ 'کُن' کے کہنے سے بغیر والد کے پیدا ہوئے۔12

"اسلام، ہجرت اور حج" اِن تین چیزوں سے تمام پچھلے گناہ مٹادیئے جاتے ہیں

27/29۔عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا کہ آپ اپنا داہنا ہاتھ بڑھائیں تاکہ میں آپ سے بیعت کروں، آپ نے اپنا سیدھا ہاتھ بڑھایا، پس میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایسا کیوں اے عمرو؟ میں نے عرض کیا کہ میں کچھ شرط لگانا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ کیا شرط کرے گا؟ عرض کیا: میرے گناہوں کی معافی ہووے، آپ نے فرمایا: اے عمرو! کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اسلام لانا مٹا دیتا ہے ان گناہوں کو جو اسلام لانے کے قبل ہوئے ہیں اور تحقیق ہجرت ان گناہوں کو مٹا دیتی ہے جو قبل ہجرت کے ہوئے ہیں، اور تحقیق حج مٹا دیتا ہے ان گناہوں کو جو قبل حج ہوئے ہیں۔ (اس کی مسلم نے روایت کی ہے۔)

جنت میں داخل کرنے والے اعمال چھ ہیں

28/30۔ معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھے ایسا عمل بتلایئے جو مجھ کو جنت میں داخل کرے اور دوزخ سے مجھ کو دور کرے۔ ارشاد ہوا کہ تم نے ایک امر عظیم (بڑی بات) کا سوال کیا ہے، اور یقیناً وہ آسان ہے اس شخص کے لئے جس پر اللہ تعالیٰ آسان کر دے۔ (1) اللہ کی عبادت کرے اور (2) اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اور (3) نماز کو پابندی کے ساتھ ادا کرے۔ (4) زکات دے، اور (5) رمضان کے روزے رکھے، اور (6) بیت اللہ کا حج کرے، پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں بھلائی کے دروازوں کا پتہ نہ دوں؟

بھلائی کے دروازے تین (3) ہیں، روزہ، خیرات، وسط شب میں نماز

روزہ ڈھال ہے اور خیرات گناہوں کو بجھا دیتی ہے (یعنی مٹا دیتی ہے) جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے، اور وسط شب میں آدمی کا نماز پڑھنا، پھر آپ نے آیت قرآنیہ ﴿ **تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفاً وَّطَمَعاً وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ. فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا**

أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴾۔(سورۃ السجدہ،پ:21،ع:2،آیت نمبر:16/17)تلاوت فرمائی۔

ترجمہ: یہ ہے(ان کے پہلو بستروں سے جدا ہوتے ہیں، وہ اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں، ڈر سے اور امید سے، اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں، یہ آنکھوں کی ٹھنڈک ہے جو اُن کے لئے چھپا رکھی گئی ہے، اسے کوئی نفس نہیں جانتا، یہ بدلا ہوگا اس عمل کا جو وہ کیا کرتے تھے)۔

فرماں برداری اصل دین ہے، نماز دین کا ستون ہے، اور جہاد دین کا اعلیٰ مقام ہے

فرمایا: کیا میں تم کو اصل دین، اور دین کا ستون، اور دین کا اعلیٰ مقام نہ بتلاؤں؟ میں نے عرض کیا: ہاں بتلایئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ارشاد ہوا: اصل دین اسلام (فرماں برداری) ہے اور اس کا ستون نماز ہے، اور اس کا اعلیٰ مقام جہاد ہے (یعنی ہر وہ کوشش جس سے اِعلائے کلمۃ اللہ ہو۔)

سارے امور دین کا دارومدار زبان پر قابو رکھنے میں ہے کیونکہ بدزبانی کی وجہ سے ہی انسان جہنم واصل ہوتا ہے

پھر ارشاد ہوا کہ کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتلاؤں جس پر ان تمام امور دین کا دارومدار ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں بتلایئے اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! تو آپ نے اپنی زبان مبارک پکڑ لی اور فرمایا اس کو قابو میں رکھو، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! تو کیا ہم لوگ جو کچھ بولتے ہیں اس پر بھی مواخذہ ہوگا؟ فرمایا: کس قدر غافل ہو اے معاذ! لوگوں کو دوزخ میں منہ کے بل یا ناک کے بل، یا زبان کی کاٹی ہوئی کھیتی (یعنی کلمات کفر، تہمت، غیبت وغیرہ) کے سوا اور بھی کوئی چیز گرائیں گی؟

(امام احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے اس حدیث کی روایت کی ہے۔)

کامل الایمان کون شخص ہے؟

29/31۔ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: جس نے اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ کے لئے بغض رکھا، اور اللہ کے لئے دیا اور اللہ کے لئے نہ دیا تو اس نے اپنا ایمان کامل کرلیا۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔)

30/32۔ اور ترمذی نے معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے اسی حدیث کو (بعض الفاظ کی) تقدیم اور تاخیر سے روایت کی ہے، اور (ترمذی کی روایت میں ہے: اس نے اپنے ایمان کو مکمل کرلیا)۔

سارے اعمال میں افضل عمل کیا ہے؟

31/33۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام اعمال میں افضل عمل اللہ کے لئے محبت اور اللہ کے لئے بغض رکھنا ہے۔ (ابوداؤد نے اس کی روایت کی ہے۔)

کامل مسلمان ومؤمن پہچان کیا ہے اور حقیقی مجاہد کون ہے؟

32/34۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کامل مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، اور کامل مومن وہ ہے کہ جس سے لوگ اپنے خون اور مال پر مطمئن رہیں۔ (اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے کی ہے)۔

33/35۔ اور بیہقی نے شعب الایمان میں بہ روایت فضالہ اتنا اضافہ کیا ہے: اور حقیقی مجاہد وہ ہے جس نے اللہ کی اطاعت میں اپنے نفس کو مشقت میں ڈالا، اور اصل ہجرت کرنے والا وہ ہے جو چھوٹے اور بڑے گناہوں کو چھوڑ دے۔

امانت داری کے بغیر ایمان کامل نہیں اور عہد کی پابندی کے بغیر دین مکمل نہیں

34/36۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت

کم ایسا خطبہ دیا ہے جس میں یہ نہ فرمایا ہو کہ اس کا ایمان کامل نہیں ہے جو امانت دار نہ ہو، اور اس کا دین مکمل نہیں ہے جو عہد کا پابند نہ ہو۔ (بیہقی نے شعب الایمان میں اس کی روایت کی ہے)۔

دین کی درستی زبان کی درستی پر موقوف ہے اور زبان کی درستی دل کی درستی پر موقوف ہے

35/37۔ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا ایمان کامل نہیں جو امانتدار نہیں، اور اس کا دین مکمل نہیں جو عہد کا پابند نہیں، اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے اس وقت تک کسی بندہ کا دین درست نہ ہوگا جب تک کہ اس کی زبان درست نہ ہو، اور زبان درست نہ ہوگی تاوقتیکہ دل درست نہ ہو، اور وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا، جس کا پڑوسی اس کے بوائق سے امن میں نہ ہو، تو عرض کیا گیا: بوائق کیا ہیں؟ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ارشاد ہوا: اس کا ظلم وستم ۔اور جو شخص حرام مال حاصل کرے اور اس کو خرچ کرے تو اس میں اس کے لئے کوئی برکت نہ ہوگی اور اگر اس مال کو خیرات کرے تو قبول نہ ہوگی اور جو کچھ بچ رہے وہ اس کے لئے دوزخ کا توشہ ہے۔ سنو! گندی چیز گندی چیز کو نہیں مٹاتی لیکن پاک چیز مٹا دیتی ہے ۔ (طبرانی نے اس کی معجم کبیر میں روایت کی ہے۔)

لَاالٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه کی گواہی دینے والے پر دوزخ حرام ہے

36/38۔عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص " لَااِلٰـهَ اِلَّااللّٰـهُ مُحَـمَّـدٌ رَّسُـوْلُ اللّٰـهْ " کی گواہی دے گا اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کو حرام فرما دیں گے۔(مسلم نے اس کی روایت کی ہے)۔

اللہ تعالیٰ کے یقین پر مرنے والا جنت میں داخل ہوگا

37/39۔عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ جس شخص کی موت اس یقین پر ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔(مسلم نے اس کی روایت کی ہے)۔

بحالت شرک مرنے والا دوزخی ہے اور توحید پر مرنے والا جنتی!

38/40۔جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ دو باتیں واجب کرنے والی ہیں ،ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ وہ واجب کرنیوالی دو باتیں کیا ہیں؟ فرمایا: جوشخص اللہ کے ساتھ کسی کوشریک کرتے ہوئے مرے وہ دوزخ میں داخل ہوگا،اور جوشخص خدا کیساتھ کسی کوشریک نہ کرتے ہوئے مرے؛ وہ جنت میں داخل ہوگا۔(مسلم نے اس کی روایت کی ہے)۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہنے والا جنتی ہوگا اور جو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه نہ کہے وہ کسی حال میں جنتی نہیں ہوسکتا۔مسلمان لَا اِلٰـهَ اِلَّا الـلّٰه کہنے کے بعد پہلے پہل ہی جنتی ہوجائے گا یا گناہوں کی سزا پانے کے بعد داخل جنت ہوگا، بہرحال مسلمان کے لئے جنت یقینی ہے، برخلاف کافر کے کہ وہ کسی صورت میں بھی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہے بغیر جنتی نہیں بن سکتا

39/41۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ ہم حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد بیٹھے ہوئے تھے اور ہمارے ساتھ حضرت ابوبکر، حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی حاضرین کی جماعت میں شامل تھے، دفعتہً حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے سے اٹھ کھڑے ہوئے، اور دیر تک تشریف نہ لائے ہم کو خوف ہوا کہ کہیں (خدانخواستہ) کوئی افتاد نہ پڑی ہو،اس لئے ہم گھبرا کر

اٹھ کھڑے ہوئے اور سب سے پہلے مجھے گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلا اور انصار بنی نجار کے ایک باغ تک پہنچا، ہر چند باغ کے چاروں طرف گھوما، مگر اندر جانے کا کوئی دروازہ نہ ملا، اتفاقاً ایک ربیع (نہر) دکھائی دی جو بیرونی کنویں سے باغ کے اندر جارہی تھی۔ اور ربیع، نہر کو کہتے ہیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اسی نہر میں سمیٹ کر گھس گیا اور حضور والا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا: جی حضور! آپ نے فرمایا: تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا: آپ ہمارے پاس تشریف فرما تھے پھر ایک دم اٹھ کر تشریف لے گئے اور واپس تشریف آوری میں آپ نے دیر فرمائی تو ہم کو خوف ہوا کہ (خدانخواستہ) کہیں حادثہ نہ گزرا ہو، اس لئے ہم گھبرا گئے، سب سے پہلے مجھے ہی گھبراہٹ پیدا ہوئی (تلاش کرتے کرتے) میں اس باغ تک پہنچا اور لومڑی کی طرح سمیٹ کر نہر کے راستہ سے اندر آ گیا، اور لوگ میرے پیچھے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نعلین مبارک مجھے دے کر فرمایا: ابو ہریرہ! میری یہ دونوں جوتیاں (بطور ثبوت کے) لے جاؤ اور باغ کی دیوار کے ادھر جو شخص یقین قلبی کے ساتھ " لا اِلــه الا اللـه" کی گواہی دیتا ہوا ملے اس کو جنت کی بشارت دے دو۔ (میں نے حکم کی تعمیل کی) سب سے پہلے مجھے عمر رضی اللہ عنہ ملے اور دریافت کیا: ابو ہریرہ یہ جوتیاں کس کی ہیں؟ میں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتیاں ہیں، حضور نے یہ دونوں جوتیاں دے کر مجھے بھیجا ہے کہ جو شخص یقین قلبی کے ساتھ " لا الـه الا الـله "کی شہادت دینے والا تجھے ملے، میں اس کو جنت کی بشارت دیدوں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر میرے سینہ کے بیچ میں ایک ضرب لگائی جس کی وجہ سے میں سُرین کے بل گر پڑا، اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوٹ جاؤ اے ابو ہریرہ، چنانچہ میں لوٹ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور آواز سے رونے لگا۔ میرے پیچھے پیچھے عمر رضی اللہ عنہ بھی آ پہنچے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو ہریرہ! کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا: میری ملاقات عمر

رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور جو پیام دے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا تھا میں نے ان کو پہنچا دیا، انہوں نے میرے سینے پر ایک ضرب لگائی جس کی وجہ سے میں سرین کے بل گر پڑا اور پھر کہنے لگے کہ لوٹ جا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر تم نے ایسا کیوں کیا؟ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان، کیا حضور نے ابو ہریرہ کو اپنے نعلین مبارک دے کر حکم دیا تھا کہ جو شخص قلبی یقین کے ساتھ لا الـه الا الـلـه کی شہادت کا قائل ملے اس کو جنت کی بشارت دے دینا؟ ارشاد فرمایا: ہاں! عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: حضور! ایسا نہ کیجئے۔

جس خوشخبری سے عمل میں کوتاہی کا اندیشہ ہو اس کو چھپایا جاسکتا ہے

مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ اسی پر بھروسہ کر بیٹھیں گے ان کو چھوڑ دیجئے کہ وہ عمل کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا چھوڑ دو۔ (مسلم نے اس کی روایت کی ہے۔)

جنت کی کنجیاں ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' کی شہادت ہے

40/42۔ معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کی کنجیاں ''لا اله الا الله'' کی شہادت ہے۔ (امام احمد نے اس کی روایت کی ہے)۔

کلمہ طیبہ موجب نجات ہے

41/43۔ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی وفات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب نہایت غم زدہ ہوئے، یہاں تک کہ قریب تھا کہ بعض (نجات کے بارے میں) وسوسہ میں پڑ جائیں، عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی ان ہی لوگوں میں تھا، میں ایک دن بیٹھا ہوا تھا کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزر ہوا، اور انہوں نے سلام کیا، مگر مجھے کچھ معلوم نہ ہوسکا، عمر نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی شکایت کی تو دونوں تشریف لائے اور دونوں نے سلام کیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا چیز باعث ہوئی کہ آپ نے اپنے بھائی عمر رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کے سلام کا جواب نہیں دیا، میں نے کہا: میں نے ایسا نہیں کیا، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: خدا کی قسم آپ نے ایسا ہی کیا ہے۔ میں نے کہا کہ خدا کی قسم مجھے آپ کے گزرنے اور سلام کرنے کا علم ہی نہیں ہوا، ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سچ کہہ رہے ہیں، ان کو کسی بات نے مشغول کر رکھا ہے، میں نے کہا: ہاں (یہی بات ہے) ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ کیا بات ہے؟ میں نے کہا کہ اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے قبل ہی اٹھالیا کہ ہم آپ سے (اس امر کی) نجات کی نسبت دریافت کر لیتے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی نسبت دریافت کرلیا ہے، عثمان رضی اللہ عنہ کہے میں اٹھ کر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب ہو گیا اور کہا: میرے ماں باپ آپ پر سے قربان، آپ ہی اس کے زیادہ اہل تھے، ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے رسول اللہ اس دین کی نجات کس میں ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھ سے اُس کلمہ کو قبول کرلیا، جس کو میں نے اپنے چچا پر پیش کیا تھا اور انہوں نے اس کو رد کر دیا' یہ کلمہ قبول کرنے والے کے لئے موجب نجات ہے۔ (امام احمد نے اس کی روایت کی ہے)۔

کلمۂ اسلام تمام روئے زمین کے گوشہ گوشہ میں پہنچے گا اور انسانوں کی عزت وذلت اسی کلمہ سے وابستہ ہوگی

42/44۔ مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ روئے زمین پر کوئی مٹی کا مکان یا خیمہ ایسا نہ ہوگا جس میں اللہ تعالیٰ کلمۂ اسلام کو داخل نہ فرمائیں، عزت دینے عزیز کے ساتھ یا ذلت دینے ذلیل کے ساتھ، یا تو ان کو اللہ تعالیٰ معزز فرمائے گا تو ان کو اس کلمہ کا اہل بنادے گا، یا ان کو ذلیل کرے گا تو وہ اس کی اطاعت قبول نہ کریں گے، میں نے کہا: تب تو دین تمام کا تمام اللہ ہی کا ہوگا۔ (امام احمد نے اس کی روایت کی ہے)۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه جنت کی دندانے دار کنجی ہے

43/45۔ وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ وہب سے کہا گیا کہ کیا ''لا الـــه الا الـــلـــه'' جنت کی کنجی نہیں ہے؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، لیکن ہر کنجی کے دندان ہوتے ہیں اگر تم ایسی کنجی لاؤ گے جس کو دندان ہوں تو تمہارے لئے جنت کو کھولا جائے گا ورنہ نہیں۔

(بخاری نے اس حدیث کی ترجمۃ الباب میں روایت کی ہے۔)

ف: دندان سے مراد اعمال ہیں۔

اسلام کو بہتر بنالیا جائے تو اجر دس گنا سے سات سو گنا تک ملے گا

44/46۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنے اسلام کو (اخلاص کے ساتھ) بہتر بنالے تو جو نیکی کرے گا اس کا اجر دس گنا سے سات سو گنا تک لکھا جائے گا اور جو برائی کرے گا تو اتنی ہی لکھ لی جائے گی، یہاں تک کہ وہ ملاقات کرے اللہ سے۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

مومن کو نیکی سے خوشی اور برائی سے رنج ہوتا ہے اور گناہ کی چیز کی طرف سے دل میں کھٹکا ہوتا ہے

45/47۔ ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ایمان کیا چیز ہے؟ ارشاد ہوا: جب تجھ کو تیری نیکی سے خوشی ہو اور برائی سے رنج ہو تو تُو مؤمن ہے، پھر اس نے کہا: یارسول اللہ گناہ کس کو کہتے ہیں؟ فرمایا: جب تیرے دل میں کوئی چیز کھٹک جائے تو تُو اس کو چھوڑ دے۔ (امام احمد نے اس کی روایت کی ہے)۔

خوش کلامی اور کھانا کھلانا اسلام ہے، صبر اور سخاوت ایمان ہے، افضل اسلام، افضل ایمان، افضل نماز، افضل ہجرت، افضل وقت کیا کیا ہیں

46/48۔ عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: یارسول اللہ (دین کے) اس کام میں آپ کے ساتھ کون تھے؟ فرمایا: ایک حر (آزاد یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ) اور ایک عبد (غلام یعنی بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں نے عرض کیا: اسلام کیا ہے؟ ارشاد ہوا: خوش کلامی اور کھانا کھلانا، میں نے عرض کیا: ایمان کیا ہے؟ ارشاد ہوا: صبر اور سخاوت کرنا، میں نے عرض کیا: کونسا اسلام (یعنی مسلمانان) افضل ہے؟ ارشاد ہوا: جس کے زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، میں نے عرض کیا: کونسا ایمان افضل ہے؟ ارشاد ہوا: اچھے اخلاق، راوی نے کہا: میں نے عرض کیا: کونسی نماز افضل ہے؟ ارشاد ہوا: جس میں قیام زیادہ ہو، راوی نے کہا کہ میں نے عرض کیا کونسی ہجرت بہتر ہے؟ ارشاد ہوا: ان باتوں کو ترک کرنا جن کو تیرا رب پسند نہیں کرتا، راوی نے کہا میں نے عرض کیا: کونسا جہاد افضل ہے؟ ارشاد ہوا: جس کا گھوڑا ہلاک کیا جائے اور اس کا خون بہایا گیا ہو، میں نے عرض کیا: کونسا وقت بہتر ہے؟ ارشاد ہوا: اخیر شب کا درمیانی وقت۔

(امام احمد نے اس کی روایت کی ہے)۔

انسان کی نجات تین (3) چیزوں پر منحصر ہے

47/49۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ سے اس حالت میں ملے کہ اس نے (1) اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا، (2) پنج وقتہ نماز اداء کرتا رہا اور (3) رمضان کے روزے رکھا تو اس کی

بخشش ہوگی، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ اس کی خوشخبری لوگوں کو دے دوں؟ آپ نے فرمایا: ان کو چھوڑ دو کہ وہ عمل کریں۔ (امام احمد نے اس کی روایت کی ہے)۔

افضل ایمان میں (4) باتیں شامل ہیں

48/50۔معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: افضل ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: (1) اللہ کے لئے محبت کرنا اور (2) اللہ کے لئے دشمنی رکھنا اور (3) زبان کو ذکر الٰہی میں جاری رکھنا، انہوں نے کہا: اور کیا چیز ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ ارشاد ہوا: (4) لوگوں کے لئے وہی بات پسند کرو جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو، اوران کے لئے اس بات کو ناپسند کرو جس کو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو۔ (امام احمد نے اس کی روایت کی ہے)۔

(1) بَابُ الْكَبَائِرِ وَ عَلَامَاتِ النِّفَاقِ

(گناہ کبیرہ اور نفاق کی علامتوں کا بیان)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ﴾ (اورسورہ نجم، پ:27، ع:2، آیت نمبر:32، میں) ارشاد الٰہی ہے، (جو لوگ کبیرہ گناہ اور بے حیائی کی باتوں سے دور رہتے ہیں) بجز چھوٹے گناہوں کے بیشک تیرا رب بہت بخشش والا ہے)۔

وَقَوْلُهٗ: ﴿فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقاً فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَا اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ﴾ اور (سورہ توبہ، پ:10، ع:10، آیت نمبر:77، میں) ارشاد الٰہی ہے: اللہ نے سزا میں ان کے دلوں میں نفاق اس دن تک کے لئے بھر دیا جس دن اس سے ملیں گے، اِس وجہ سے کہ ان لوگوں نے جو وعدہ اللہ سے کیا تھا اس کی خلاف ورزی کی ہے اور اِس وجہ سے بھی کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔

بدترین گناہ کیا ہیں؟

1/51۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے دریافت کیا: یارسول اللہ کونسا گناہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا ہے؟ فرمایا: (1) اللہ کے لئے تُو شریک بنائے، حالانکہ اللہ نے تجھ کو پیدا کیا ہے، اس نے کہا: اس کے بعد کونسا؟ ارشاد ہوا: تُو (2) اپنی اولاد کو اس اندیشہ سے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گا، اس نے کہا: پھر کونسا؟ ارشاد ہوا: (3) اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا، حضور کے اس فرمان کی تصدیق میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهاً اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ﴾ (تا آخر آیت) سورہ فرقان، پ:19، ع:6، آیت نمبر:68، میں) جو لوگ خدا کے ساتھ کسی اور کو نہیں پکارتے اور اس جان کو جس کا قتل اللہ نے حرام کیا ہے قتل نہیں کرتے مگر حق کے ساتھ (یعنی قصاص وغیرہ میں) اور نہ وہ زنا کرتے ہیں۔

(بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے۔)

بڑے گناہ چار ہیں

2/52۔عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنھما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بڑے گناہ (1) خدا کے ساتھ شرک، (2) والدین کی نافرمانی، (3) کسی کا قتل کرنا اور (4) جھوٹی قسم ہیں (بخاری نے اس کی روایت کی ہے)۔

3/53۔اور انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں جھوٹی قسم کی جگہ جھوٹی گواہی ہے۔

(بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

سات چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں

4/54۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سات ہلاک کرنے والی باتوں سے بچو، لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ کونسی ہیں؟ فرمایا: (1) اللہ کے ساتھ شریک کرنا، (2) جادو کرنا، (3) جس شخص کا قتل اللہ نے حرام کیا ہے اس کو ناحق مار ڈالنا، (4) سود کھانا، (5) اور یتیم کا مال کھانا، (6) جہاد کے دن پیٹھ پھیرنا، (7) اور غافل، پاکدامن بھولی بھالی ایماندار عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے۔)

وہ سنگین گناہ جن کے ارتکاب کے وقت ایمان باقی نہیں رہتا

5/55۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی زنا کرنے والا جب زنا کرتا ہے تو زنا کرتے وقت اس کا ایمان باقی نہیں رہتا ہے، اور اسی طرح چوری کرنے والا جب چوری کرتا ہے تو چوری کرتے وقت اس کا ایمان باقی نہیں رہتا ہے،

اور جب شراب پینے والا شراب پیتا ہے تو شراب پیتے وقت اس کا ایمان باقی نہیں رہتا، اور لوٹ کھسوٹ کرنے والا جب لوٹ کھسوٹ کرتا ہے ایسی حالت میں کہ لوگ خوف و دہشت کے مارے مایوسی کے عالم میں اس کی طرف دیکھ رہے ہوں تو اس کا ایمان باقی نہیں رہتا اور تم میں جب کوئی خیانت کرتا ہے تو خیانت کرتے وقت اس کا ایمان باقی نہیں رہتا، پس بچو تم (ان مذکورہ گناہوں سے) پھر کہتا ہوں کہ بچو تم۔

(بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

6/56۔اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ قتل کرنے والا جب قتل کرتا ہے تو قتل کرتے وقت اس کا ایمان باقی نہیں رہتا۔عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ اس سے ایمان کس طرح علیحدہ کرلیا جاتا ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس طرح اور دونوں ہاتھوں کی انگلیوں میں انگلیاں ملا کر باہر نکال لیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر وہ توبہ کرے تو ایمان اسی طرح واپس آجاتا ہے اور آپ نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں میں انگلیاں ملادیں۔

ایمان کے باقی نہ رہنے کے متعلق امام بخاری رحمہ اللہ کا قول

ابو عبداللہ (یعنی امام بخاری رحمہ اللہ) نے کہا کہ ایسا شخص مومنِ کامل نہیں رہتا، اور اس میں ایمان کا نور نہیں پایا جاتا۔(یہ بخاری کے الفاظ ہیں۔)

منافق کی تین علامتیں ہیں

7/57۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق کی تین علامتیں ہیں۔(مسلم نے) اتنا اضافہ کیا: اگرچہ وہ روزہ رکھے، نماز پڑھے اور دعویٰ کرے کہ وہ مسلمان ہے، (پھر بخاری اور مسلم دونوں نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ) (1) جب وہ

بات کرے جھوٹ کہے اور (2) جب وعدہ کرے تو خلاف (وعدہ) کرے اور (3) امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ یہ تین علامتیں منافق کی ہیں۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

جس میں یہ چار باتیں پائی جائیں وہ پکا منافق ہے

8/58۔عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار باتیں جس شخص میں ہوں وہ پکا منافق ہے، اور جس میں ان میں سے کوئی ایک بات پائی جائے تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی، تاوقتیکہ اس کو چھوڑ نہ دے: (1) جب امانت رکھی جائے تو خیانت کرے، (2) جب بات کہے تو جھوٹ کہے، (3) جب قول و قرار کرے تو اس کے خلاف کرے، اور (4) جب جھگڑے تو گالیاں دے۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

منافق کی مثال

9/59۔ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق کی مثال اس بکری کی سی ہے جو کہ دو ریوڑ کے درمیان پھرتی ہے، کبھی اس کی جانب مائل ہوتی ہے اور کبھی اُس کی جانب۔ (مسلم نے اس کی روایت کی ہے)۔

نو (9) واضح احکام کیا ہیں؟

10/60۔صفوان بن عسّال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا: ہم کو ان نبی کے پاس لے چلو۔ اس کے ساتھی نے کہا: نبی مت کہو، اگر وہ تجھ سے سن لیں گے تو ان کی چار آنکھیں ہوجائیں گی (یعنی نہایت خوش ہوں گے) تو دونوں آپ کی خدمت

میں حاضر ہوئے اور آپ سے تسع آیات بینات (نو واضح احکام) کے متعلق دریافت کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (1) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اور (2) چوری نہ کرو، اور (3) زنا نہ کرو، اور (4) ناحق کسی ایسے نفس کو قتل نہ کرو جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام کیا ہے، اور (5) کسی بے گناہ کو حاکم کے پاس قتل کے لئے پیش نہ کرو، اور (6) جادو نہ کرو، اور (7) سود مت کھاؤ، اور (8) کسی پاک دامن عورت کو تہمت نہ لگاؤ اور (9) جنگ کے دن بھاگنے کی خاطر پیٹھ نہ پھیرو، اور خاص کر تم کو اے یہود! واجب ہے کہ شنبہ کے روز حدود اللہ سے تجاوز نہ کرو۔ صفوان راوی کہتے ہیں کہ دونوں نے آپ کے ہاتھوں اور قدموں کو چوم لیا، اور دونوں نے کہا کہ ہم آپ کے نبی ہونے کی شہادت دیتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر کونسا امر تم کو میری اتباع سے مانع ہے؟ دونوں نے کہا: بے شک حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی ہے کہ ان کی ذریت میں ہمیشہ نبی ہوا کرے، اور ہم کو اندیشہ ہے کہ اگر ہم آپ کی اتباع کریں تو ہم کو یہود قتل کردیں گے۔ (اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے)۔

کسی عالم یا بزرگ کے قدم چوم سکتے ہیں یا نہیں

ف۔ درمختار میں لکھا ہے کہ کسی عالم یا زاہد سے اگر مطالبہ کیا جائے کہ وہ قدم کو بڑھائیں اور قدم چومنے کے لئے موقع دیں تو اس عرض کو قبول کرلے، اور ایک روایت یہ ہے کہ قبول نہ کریں۔

تین باتیں اصل ایمان ہیں

11/61۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین باتیں اصل ایمان ہیں (1) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے قائل سے ہاتھ روک لینا، اور تم اس کو کسی گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے کافر نہ قرار دو، اور کسی عمل کی وجہ سے اس کو اسلام سے خارج نہ کرو، اور (2) جہاد جاری ہے اُس وقت سے جب سے کہ اللہ نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے اس وقت تک جاری

رہنے والا ہے کہ اس امت کا اخیر شخص دجال کو قتل کرے گا، جہاد کو نہ کسی ظالم کا ظلم اور نہ کسی عادل کا عدل باطل کر سکے گا، اور (3) تقدیر پر ایمان لانا۔

(اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔)

بوقت زنا ایمان سر پر سایہ کرتا ہے اور اس عمل سے فارغ ہونے پر واپس لوٹ جاتا ہے

12/62۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بندہ زنا کرتا ہے تو ایمان اس سے نکل جاتا ہے اور اس کے سر پر سایہ کی طرح آجاتا ہے اور پھر جب وہ اس عمل سے فارغ ہوجاتا ہے تو ایمان اس کی طرف لوٹ آتا ہے۔

(اس حدیث کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے)۔

معاذ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دس (10) وصیتیں

13/63۔ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس (10) باتیں بطور وصیت فرمائیں۔ فرمایا: (1) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اگرچہ تمہیں قتل کر دیا جائے اور جلا دیا جائے، اور (2) ہرگز ماں باپ کی نافرمانی نہ کرو، اگرچہ کہ وہ تجھے اپنے اہل اور مال کو چھوڑ دینے کا حکم دیں، اور (3) ہرگز فرض نماز کو ترک نہ کرو، اس لئے کہ جو شخص عمداً فرض نماز کو ترک کرتا ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ کا ذمہ الگ ہوجاتا ہے، نہ دنیا میں امن کا مستحق ہے اور نہ آخرت میں نجات کا، اور (4) ہرگز شراب (ہر نشہ لانے والی چیز) نہ پیو کہ وہ تمام برائیوں کی جڑ ہے، کیونکہ اس سے دنیا میں حد (یعنی سزائے خداوند) کا مستحق ہوتا ہے اور آخرت میں عذاب کا۔ اور (5) ہر قسم کے گناہوں سے بچو؛ کیونکہ گناہوں سے اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوتا ہے اور (6) جہاد میں بھاگنے سے بچتے رہو، اگرچہ کہ (تمہارے ساتھ کے) تمام لوگ ہلاک ہوجائیں اور (7) جب لوگوں میں موت عام ہوجائے اور تم ان میں ہو تو تم ثابت قدم رہو، اور (8) اپنے کنبہ پر حسب حیثیت مال خرچ کرو،

اور (9) ادب آموزی کے لئے ان کو سزا دینے سے پہلو تہی نہ کرو، اور (10) ان کو خدا کا خوف دلاتے رہو۔ (امام احمد نے اس کی روایت کی ہے)۔

نفاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا اور اب کفر ہے یا ایمان

14/64۔ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ نفاق تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا لیکن آج کفر ہے یا ایمان (البتہ وہ اعمال جن کو منافقین کی علامت بتایا گیا ہے، وہ باقی ہیں)۔ (بخاری نے اس کی روایت کی ہے)۔

(2) بَابٌ فِیْ الْوَسْوَسَةِ

(یہ باب وسوسہ کے بیان میں ہے)

وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ:﴿الْخَنَّاسِ . الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ . مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ﴾ (سورۃ الناس پ30،ع:1،آیت نمبر:4 تا6میں) ارشاد الٰہی ہے: نیکی سے پیچھے ہٹنے والے سے (پناہ مانگتا ہوں) جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ وہ جنوں میں سے ہوں یا انسانوں میں سے۔

وَ قَوْلُهٗ:﴿اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا، اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِیَکُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ﴾ اور (سورہ فاطر،پ:22،ع:1،آیت نمبر:6،میں) ارشاد باری تعالیٰ ہے: بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اس کو دشمن سمجھو، شیطان اپنی جماعت کو دعوت دیتا ہے کہ وہ دوزخی بنیں۔

ایسے وسوسے معاف ہیں جو دل ہی دل میں رہیں اور عمل یا زبان سے ظاہر نہ ہوں

1/65۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ نے میری امت کے ان وسوسوں کو معاف فرما دیا ہے جو ان کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں، جب تک کہ ان پر عمل نہ کریں یا اس کو زبان سے ظاہر نہ کریں۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

وسوسے ایمان کی علامت ہیں

2/66۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ چند صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے دلوں میں بعض ایسے خیالات آتے ہیں جن کا زبان پر لانا بڑا جرم معلوم ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم ایسا پا رہے ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم

نے عرض کیا: جی ہاں! ارشاد فرمایا کہ یہ کھلا ہوا ایمان ہے۔ (مسلم نے اس کی روایت کی ہے)۔

شیطان جب وسوسے پیدا کرے تو اللہ سے پناہ مانگے اور ان سے رک جائے

3/67۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کے پاس شیطان آ کر کہتا ہے: اس چیز کو کس نے پیدا کیا؟ اس چیز کو کس نے پیدا کیا؟ یہاں تک کہ وہ کہے گا کہ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا؟ جب اس نوبت پر آ جائے تو اسے چاہئے کہ اللہ سے پناہ مانگے اور ایسی باتوں سے رک جائے۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

یہ وسوسہ پیدا ہو کہ اللہ کو کس نے پیدا کیا تو ایسے موقع پر کیا کیا جائے؟

4/68۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ ایک دوسرے سے سوال کرتے رہیں گے یہاں تک کہ یہ کہا جائے گا کہ مخلوق کو تو اللہ نے پیدا کیا ہے: اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ پس جو شخص ایسی کوئی بات اپنے دل میں پائے تو کہہ دے "آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَ رُسُلِه" میں اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان اور ایک فرشتہ مقرر کیا گیا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شیطان مطیع ہو گیا ہے

5/69۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک ہم نشین جنوں میں سے (یعنی شیطان) اور ایک ہم نشین فرشتوں میں سے مقرر کیا گیا ہے، لوگوں نے عرض کیا: کیا آپ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہے یا رسول اللہ؟ فرمایا: میرے

ساتھ بھی ایسا ہی ہے لیکن اللہ نے میری اس کے خلاف مدد فرمائی۔ پس وہ میرا مطیع ہو گیا ہے (اس لئے میں اس کے شر سے بچا رہتا ہوں) پس وہ مجھے صرف بھلائی کا مشورہ دیتا ہے (مسلم نے اس کی روایت کی ہے)۔

شیطان انسان کے خون میں خون کی روانی کی طرح جاری وساری رہتا ہے

6/70۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان کا (وسوسہ اور مکر وفریب) انسان پر اس طرح جاری رہتا ہے جس طرح انسان کا خون انسان میں جاری وساری رہا کرتا ہے۔ (بخاری ومسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

ولادت کے وقت بچہ کا چلانا شیطان کے چھونے سے ہوتا ہے

7/71۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بنی آدم کے ہر پیدا ہونے والے بچہ کو اس کی پیدائش کے وقت شیطان چھوتا ہے، جس کی وجہ سے بچہ چیخ اٹھتا ہے، بجز حضرت مریم اور ان کے فرزند حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے (کہ ان کو شیطان نے مس نہیں کیا)۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

نومولود کا پیدائش کے وقت چلانا شیطان کے چوکانے کی وجہ سے ہوتا ہے

8/72۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نومولود کا پیدائش کے وقت چلانا شیطان کے چوکانے کی وجہ سے ہوا کرتا ہے۔

(بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

ابلیس کس طرح انسانوں کے درمیان فتنوں کا جال پھیلاتا ہے

9/73۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تحقیق

ابلیس اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے، پھر اپنی فوجیں بھیجتا ہے کہ لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کریں، ان میں ابلیس کا زیادہ مقرب وہ ہے جو سب سے بڑا فتنہ برپا کرے، چنانچہ ایک ایک ان میں کا آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے فلاں فلاں فتنے پیدا کئے، تو ابلیس کہتا ہے کہ تو کچھ بھی نہیں کیا، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ، ان میں کا ایک آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے اس وقت تک اس کو نہیں چھوڑا جب تک کہ میں نے مرد اور اس کی بیوی میں جدائی نہ ڈال دی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابلیس اس کو اپنے قریب بلاتا ہے اور کہتا ہے کہ تو بہت اچھا ہے! اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، مجھے خیال پڑتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابلیس اس کو گلے لگاتا ہے۔ (مسلم نے اس کی روایت کی ہے۔)

جزیرۂ عرب میں شیطان کی پرستش نہ ہوگی البتہ خانہ جنگی بند نہ ہوگی

10/74۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک شیطان اس بات سے ناامید ہوگیا ہے کہ جزیرۂ عرب میں نمازی (یعنی مسلمان) اس کی پرستش کریں (یعنی ان کے شرک کرنے سے مایوس ہوگیا) لیکن ان کے آپس میں خانہ جنگی کرانے سے مایوس نہیں ہوا۔ (مسلم نے اس کی روایت کی ہے۔)

11/75۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں اپنے دل میں ایسے خیالات پاتا ہوں کہ ان کے اظہار کی بجائے مجھے جل کر کوئلہ ہوجانا زیادہ پسند ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کا شکر ہے کہ ان خیالات کو وسوسہ کی طرف پھیر دیا۔ (ابوداؤد نے اس کی روایت کی ہے۔)

انسان وسوسہ کے وقت اللہ سے پناہ مانگے اور نیکی کی تحریک پر اللہ کا شکر ادا کرے

12/76۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: درحقیقت ہر انسان پر ایک تصرف تو شیطان کا ہوا کرتا ہے اور دوسرا فرشتہ کا۔ شیطان کا تصرف (یعنی وسوسہ) برائی پر انسان کو ابھارنا اور حق کا جھٹلانا ہے، اور فرشتہ کا تصرف (یعنی الہام) نیکی پر ابھارنا اور حق کی تصدیق کرنا ہے، پس جس نے یہ کیفیت پائی تو یقین کرلے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے، پس اللہ کا شکر بجالائے اور جس نے دوسری کیفیت (یعنی وسوسہ شیطانی) پائی تو اسے چاہئے کہ شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آئے، پھر آپ نے (سورہ بقرہ، پ:3، ع:37، آیت نمبر:268، کی) یہ آیت ﴿اَلشَّیۡطٰنُ یَعِدُکُمُ الۡفَقۡرَ وَیَاۡمُرُکُمۡ بِالۡفَحۡشَآءِ﴾ تلاوت فرمائی (یعنی شیطان تم کو فقر و فاقہ سے ڈراتا ہے اور بے حیائی اور بری بات یعنی بخل پر ابھارتا ہے)۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔)

وسوسے پیدا ہوں تو بائیں طرف 3 بار تھوک دیں اور شیطان سے اللہ کی پناہ میں آئیں

13/77۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ ایک دوسرے سے مختلف سوال کرتے رہیں گے یہاں تک کہ کہا جائیگا کہ اس مخلوق کو تو خدا نے پیدا کیا ہے، اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ جب لوگ ایسا کہیں تو تم کہو: اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، اس کا کوئی بیٹا ہے نہ اس کے کوئی ماں باپ اور نہ کوئی ہمسر (یعنی زوجہ) پھر اپنی بائیں جانب تین مرتبہ تھوک دے، اور شیطان مردود سے اللہ کی پناہ میں آئے۔ (ابوداؤد نے اس کی روایت کی ہے)۔

بدترین وسوسہ کیا ہے؟

14/78۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ ایک دوسرے پر مختلف سوالات کرتے رہیں گے، یہاں تک کہ کہیں گے کہ یہ اللہ تعالیٰ ہے اس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور اللہ عزوجل کو کس نے پیدا کیا۔ (اس کی روایت بخاری نے کی ہے)۔

15/79۔اور مسلم کی روایت اس طرح ہے: ''راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ فرماتا ہے کہ آپ کی امت ہمیشہ کہتی رہے گی یہ کیسے ہوا؟ یہ کیسے ہوا؟ یہاں تک کہیں گے اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا، اللہ عزوجل کو کس نے پیدا کیا؟''۔

نماز میں جب وسوسے پیدا ہوں تو کیا کریں؟

16/80۔عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! شیطان مجھ میں اور میری نماز اور قرأت میں حائل ہوگیا ہے کہ مجھ پر ان چیزوں کا شبہ ڈالتا رہتا ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ شیطان ہے، اس کا نام ''خِـنْـزَبْ'' ہے جب تم کو اس کا احساس ہو تو اللہ کی پناہ مانگو اور اپنی بائیں جانب تین دفعہ تھوک دو، عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ نے اس کو مجھ سے دفع کردیا (مسلم نے اس کی روایت کی ہے۔)

'نماز' وہم اور وسوسہ کے باوجود جاری رہنی چاہئے

17/81۔قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ان سے دریافت کیا کہ مجھے نماز میں وہم ہوتا رہتا ہے اور یہ بات مجھ پر گراں گزرتی ہے پس انہوں نے کہا کہ نماز ادا کرتے رہو، وہ تم سے دفع نہ ہوگا، یہاں تک کہ تم اپنی نماز ختم کرتے ہوئے کہو گے کہ میں نے اپنی نماز کامل طریقہ سے ادا نہیں کی۔(امام مالک نے اس کی روایت کی ہے۔)

(3)بَابُ الْاِیْمَانِ بِالْقَدْر (تقدیر پر ایمان لانے کا بیان)

(تقدیر پر ایمان لانے کے بیان میں)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَ جَلَّ: ﴿اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ﴾ اور (سورۂ زمر، پ:24، ع:6، آیت نمبر:62، میں) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے۔

وَ قَوْلُهٗ: ﴿ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْد﴾ ۔اور (سورہ بُروج، پ:30، ع:2، آیت نمبر:16، میں) ارشاد باری ہے: وہ جو چاہے کرگزرتا ہے۔

وَ قَوْلُهٗ: ﴿ وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِيْـــــن﴾ اور (سورہ انعام، پ:7، ع:7، آیت نمبر:59، میں) ارشاد باری تعالیٰ ہے: زمین کی تاریکیوں میں اور تری اور خشکی میں کوئی دانہ نہیں مگر وہ کتاب مبین میں مذکور ہے۔

وَ قَوْلُهٗ: ﴿ وَمَا تَشَآءُ وْنَ اِلَّا اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ اور (سورہ تکویر، پ:30، ع:1، آیت نمبر:29، میں) ارشاد باری تعالیٰ ہے: تم کوئی بات نہیں جان سکتے مگر یہ کہ رب العالمین چاہے۔

مخلوق کی تقدیریں کب لکھی گئیں؟

1/82۔عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوق کی تقدیریں لکھدی تھیں، آپ نے فرمایا: اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا۔ (مسلم نے اس کی روایت کی ہے)۔

ہر چیز تقدیر سے ہے!

2/83۔ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر چیز تقدیر سے ہے حتیٰ کہ نادانی اور دانائی بھی۔ (مسلم نے اس کی روایت کی ہے)۔

حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے درمیان تقدیر کے بارے میں مناظرہ

3/84۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہما السام نے اپنے پروردگار کے سامنے مناظرہ کیا، آدم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام پر حجت میں غالب آئے، موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ وہی آدم (علیہ السلام) ہیں جن کو اللہ نے اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا اور جن میں اپنی روح خاص پھونکی تھی اور اپنے فرشتوں سے آپ کو سجدہٗ کرایا اور آپ کو اپنی جنت میں رکھا، اس کے باوجود آپ نے اپنی خطاء کی وجہ سے لوگوں کو زمین پر اُتار دیا۔آدم علیہ السلام نے کہا: آپ وہی موسیٰ علیہ السلام ہیں جن کو اللہ نے اپنی رسالت اور کلام سے سرفراز فرمایا اور جن کو الواح (یعنی توریت کی تختیاں) دیں جس میں ہر بات واضح طور پر بیان کردی تھی اور ہم کلام بنا کر اپنا مقرب بنایا، بتلاؤ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو پیدا کرنے سے کتنے سال پہلے توریت لکھی؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ چالیس سال پہلے۔آدم علیہ السلام نے فرمایا: کیا آپ نے اس میں دیکھا کہ ﴿ وَعَصٰى آدَمُ رَبَّهٗ فَغَوىٰ﴾ (سورہ طٰہ، پ:16، ع:7، آیت نمبر:121) موجود ہے (ترجمہ: آدم علیہ السلام نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور غلطی میں پڑ گئے) موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ہاں! آدم علیہ السلام نے کہا: پھر آپ مجھ پر ایسی بات پر ملامت کررہے ہیں جس کو میں نے کیا ہے اور جو میری پیدائش سے چالیس سال قبل اللہ تعالیٰ نے مجھ پر لکھ دیا تھا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام پر حجت میں غالب آگئے۔(مسلم نے اس کی روایت کی ہے)۔

بچہ کی تقدیر سے چار باتیں روح پھونکنے سے پہلے لکھدی جاتی ہیں جبکہ وہ ماں کے پیٹ میں چار ماہ کا ہوتا ہے

4/85۔ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

جن کی صداقت مسلمہ ہے حدیث بیان فرمائی ہے کہ تم میں سے ہر آدمی کی تخلیق ماں کے پیٹ میں چالیس روز تک بہ شکل نطفہ جمع کی جاتی ہے، پھر اتنے ہی دنوں تک منجمد خون رہتا ہے، پھر اتنے ہی دنوں تک گوشت کا لوتھڑا بنا رہتا ہے، پھر خدائے تعالیٰ ایک فرشتہ کو چار باتیں لکھنے کا حکم دے کر بھیجتا ہے تو وہ (1) اس کا عمل، (2) اور اس کی موت، اور (3) اس کا رزق اور (4) شقی یا سعید ہونا لکھ دیتا ہے، پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ اس ذات باری تعالیٰ کی قسم کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں، یقیناً تم میں سے ایک شخص جنتی کا عمل کرتا ہے، یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ تقدیر کا لکھا اس پر غالب آجاتا ہے اور وہ دوزخیوں جیسے کام کرنے لگتا ہے اور وہ دوزخ میں داخل ہوجاتا ہے اور یقیناً تم میں سے ایک شخص دوزخیوں جیسے کام کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ تقدیر کا لکھا اس پر غالب آجاتا ہے اور وہ جنت والوں کا عمل کرتا ہے، پس وہ جنت میں داخل ہوجاتا ہے۔ (بخاری اور مسلم نے اس کی متفقہ طور پر روایت کی ہے)۔

اعمال کا اعتبار خاتمہ پر ہوتا ہے!

5/86۔ سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک بندہ دوزخیوں کا عمل کرتا ہے، حالانکہ وہ اہل جنت سے ہے اور بندہ جنتیوں کا عمل کرتا ہے حالانکہ دوزخی ہے۔ اعمال کا اعتبار خاتمہ پر ہی ہے۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

انسان کا جنتی ہونا یا دوزخی ہونا اس حالت میں طئے ہو چکا جبکہ وہ اپنے آباء (باپ) کے صُلب میں تھا

6/87۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک

انصار کے لڑکے کے جنازہ پر بلائے گئے، پس میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اس لڑکے کی خوشحالی ہے یہ تو ایک چڑیا ہے جنتی چڑیوں میں سے، اِس لئے کہ اس نے نہ تو کوئی برائی کی اور نہ اس کو پایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! اس کے سواء کچھ اور بھی ہے سنو! یقیناً اللہ تعالیٰ نے جنت کے لئے اس کے اہل کو پیدا کیا، اور اس حالت میں پیدا کیا کہ وہ اپنے آباء (باپ) کے صلب میں تھے اور اللہ تعالیٰ نے دوزخ کے لئے اس کے اہل کو پیدا کیا اور ان کو اس حالت میں پیدا کیا کہ جب وہ اپنے آباء (باپ) کے صلب میں تھے۔ (امام مسلم نے اس کی روایت کی ہے)۔

ہر شخص کے لئے وہ عمل آسان کر دیا جاتا ہے جس کے لئے وہ پیدا ہوتا ہے

7/88۔ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے کہا: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: تم میں سے ہر ایک کے لئے اس کا ٹھکانہ دوزخ اور جنت کا لکھ دیا گیا ہے، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم اپنے نوشتۂ تقدیر پر بھروسہ نہ کرلیں اور عمل چھوڑ دیں، تو آپ نے فرمایا: عمل کرو، پس ہر شخص پر وہ چیز آسان کر دی گئی ہے کہ جس کے لئے وہ پیدا ہوا ہے تو جو شخص سعادت مندوں سے ہوگا تو سعادت مندی کا عمل اس کے لئے آسان کر دیا جائے گا اور جو بدبختوں سے ہوگا تو بدبختی کا عمل اس پر آسان کر دیا جائے گا پھر آپ نے (سورہ واللیل، آیت نمبر: 5/10، پ، 30، ع: 1، کی) یہ آیت ﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی، وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی، فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْیُسْرٰی، وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی، وَكَذَّبَ بَالْحُسْنٰی، فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰی﴾ پڑھی (بس جس نے اللہ کی راہ میں مال دیا اور پرہیز گاری کا شیوہ اختیار کیا اور اچھی بات یعنی دین اسلام کو سچا سمجھا تو ہم آسانی کی جگہ (یعنی جنت میں پہنچنے کا راستہ) اس کے لئے آسان کردیں گے اور جس نے (راہِ خدا میں) دینے سے بخل کیا اور (آخرت کی پرواہ نہ کی) اور عمدہ بات (یعنی دین اسلام) کو جھوٹ جانا تو ہم مشکل کی جگہ (یعنی دوزخ میں پہنچنے کا راستہ) اس کے لئے آسان کردیں گے۔ (بخاری اور مسلم نے اس کی روایت کی ہے)۔

آدمی کے لئے اگر زنا مقدر ہے تو وہ اس میں ضرور مبتلا ہوگا

8/89۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے آدمی کی تقدیر میں زنا سے اس کا ایک حصہ لکھدیا ہے اور ضرور وہ اس کو پائے گا، پس آنکھ کا زنا (غیر محارم کو) دیکھنا ہے، اور زبان کا زنا شہوانی کلام کرنا ہے، دل آرزو اور خواہش کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

9/90۔اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی پر اس کے زنا کا ایک حصہ لکھ دیا گیا ہے جس کو وہ ضرور پائے گا، آنکھوں کا زنا دیکھنا اور کانوں کا زنا سُننا، زبان کا زنا گفتگو ہے، ہاتھ کا زنا غیر محرم کو پکڑنا، اور پیر کا زنا ناجائز مقامات کی طرف چلنا ہے، دل فریفتہ ہوتا ہے اور آرزو کرتا ہے اور اس کی تصدیق اور تکذیب شرمگاہ کرتی ہے۔

انسان اپنی تقدیر کے لکھے کے موافق عمل کررہے ہیں

10/91۔عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ مزینہ کے دو آدمیوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! بتلایئے آج لوگ جو کچھ عمل کررہے ہیں اور جس بات کی کوشش کرتے ہیں، کیا یہ ایسی چیز ہے جو اُن کی تقدیر میں مقدر ہو چکی ہے کہ اس کے موافق وہ عمل کررہے ہیں یا ایسی چیز ہے جو ان کی تقدیر میں بروز ازل نہیں لکھی گئی ہے بلکہ وہ زمانہ آئندہ میں جیسا جیسا ان کو سوجھتا ہے، وہ اپنے اختیار سے عمل کرتے جاتے ہیں اس کے بغیر کہ پہلے سے ان پر مقدر ہو اور نبی کے فرمانے کے موافق نہ کرنے سے ان پر عذاب ہوتا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں! بلکہ یہ ایسی چیز ہے جو ان کے مقدر میں لکھی جاچکی ہے اور وہ اپنی تقدیر کے لکھے کے موافق عمل کررہے ہیں اور اس کی تصدیق کتاب اللہ کے (سورہ والشّمس، پ:30، ع1، آیت نمبر:7/8) میں موجود ہے

اوروہ یہ ہے ﴿ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا، فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ﴾ (قسم ہے انسان کے جان کی اوراس ذات کی جس نے اس کو درست بنایا پھراس کی بدکرداری اور پرہیز گاری (دونوں باتوں) اس کو القا کیا)۔(اس کی روایت مسلم نے کی ہے)۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زنا کے اندیشہ سے خصی ہونے کی اجازت مانگنے پرارشاد ہوا کہ جوکچھ تم پر پیش آنے والا ہے اس کو لکھ کر قلم خشک ہو چکا ہے

11/92۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے عرض کیا کہ: یارسول اللہ میں ایک جوان آدمی ہوں اور مجھے اپنے نفس پر زنا کا اندیشہ ہے اور میرے پاس اتنا مال نہیں ہے کہ عورتوں سے نکاح کرسکوں کیا مجھے خصی ہونے کی اجازت ہے۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر خاموش ہوگئے، میں نے (دوبارہ) ایسا ہی عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے، پھر (سہ بارہ) میں نے ایسا ہی عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے، (چوتھی بار) جب میں نے ویسا ہی عرض کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوہریرہ جوکچھ تم پر پیش ہونے والا ہے اس کو (لکھ کر قلم) خشک ہو چکا ہے، اب تُو چاہے تو خصی بنے یا اس خیال کو چھوڑ دے۔(جوکچھ ہونے والا ہے وہ تو ہوکر رہے گا)۔(امام بخاری نے اس کی روایت کی ہے)۔

تمام انسانوں کے دل رحمٰن کی دوانگلیوں کے بیچ میں قلب کے مانند ہیں

12/93۔عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام آدمیوں کے دل رحمٰن کی دوانگلیوں کے بیچ میں قلب 1 کے مانند ہیں وہ جس طرح چاہتا ہے پھیر دیتا ہے، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ "۔ترجمہ: اے دلوں کے پھیر دینے والے ہمارے دلوں

کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے۔

(اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔) (1 قلب ایسی چیز ہے جس میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔)

ہر بچہ کی پیدائش فطرت یعنی اسلام پر ہوتی ہے اور اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں

13/94۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بچہ کی پیدائش فطرت (یعنی اسلام) پر ہوتی ہے اور اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں، جس طرح چوپائے کے بچے پیدائش کے وقت کامل الاعضاء پیدا ہوتے ہیں، کیا تم اس میں کسی قسم کا نقصان پاتے ہو۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (سورہ روم، پ: 21، ع: 4، آیت نمبر: 30 کی) اس آیت کو پڑھا کرتے تھے ﴿ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا، لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ﴾ (تم اللہ کی دی ہوئی قابلیت (یعنی اسلام) کا اتباع کرو جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ کی اس پیدا کی ہوئی قابلیت میں تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ (بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر اس کی روایت کی ہے)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ باتوں پر مشتمل ایک خطبہ ارشاد فرمایا

14/95۔ ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان خطبہ ارشاد فرمایا جو پانچ باتوں پر مشتمل تھا، پس فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نہیں سوتا ہے اور سونا اس کے مناسب شان نہیں۔ بندوں کے رزق کے ترازو کو پست کرتا ہے اور اس کو بلند کرتا ہے (یعنی کسی پر رزق تنگ کرتا ہے اور کسی پر فراخ اور بہ سبب گناہوں کے بعضوں کو ذلیل کرتا ہے اور بہ سبب طاعت کے بعضوں کا مرتبہ بلند کرتا ہے) اس کی جناب میں رات کے اعمال دن کے اعمال سے پہلے اور دن کے اعمال رات کے اعمال سے پہلے پیش ہوتے ہیں، پردہ اس کا نور ہے اگر اس کو

اٹھائے تو اس کے ذات کے انوار تمام مخلوق کو جلادیں، جہاں تک اس کے بصر کی رسائی ہے (یعنی تمام دنیا جل اٹھے کہ خدا کی بصر کا احاطہ تمام عالم کو ہے)۔ (مسلم نے اس کی روایت کی ہے)۔

سب کے رزق کی ترازو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے کہ کسی پر کشادہ کرتے ہیں اور کسی پر تنگ

15/96۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے، رات دن کا ہمیشہ خرچ اس کو کم نہیں کرتا، بتلاؤ کہ آسمان وزمین کو پیدا کرنے کے وقت سے لے کر اب تک کس قدر خرچ کیا ہوگا پھر بھی اس کے ہاتھ میں جو کچھ ہے، اس وقت سے کم نہیں ہوا جبکہ اس کا عرش پانی پر تھا، اس کے ہاتھ میں (سب کے رزق کی) ترازو ہے، اسے وہ بلند کرتا ہے اور پست کرتا ہے (یعنی کسی پر رزق تنگ کرتا ہے اور کسی پر کشادہ) (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)

16/97۔ اور مسلم کی روایت میں یوں ہے ''اللہ کا سیدھا ہاتھ بھرا ہوا ہے''۔

مشرکین کے بچے جو عمل کرنے والے تھے اس کو اللہ ہی بہتر جانتے ہیں

17/98۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کی اولاد کی نسبت دریافت کیا گیا، تو ارشاد فرمایا: اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا عمل کرنے والے تھے، (یعنی بہشت میں داخل ہونے والے تھے یا دوزخ میں۔ اس کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے)۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور پھر اس کو حکم دیا تو قلم نے جو کچھ ہوا اور جو کچھ ابد تک ہونے والا ہے سب لکھ دیا

18/99۔ عُبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے پہلی چیز جس کو پیدا کیا وہ قلم ہے، پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لکھدے۔ قلم نے کہا کہ کیا لکھوں؟ فرمایا کہ (ہر چیز کی) تقدیر لکھ دے تو قلم نے جو کچھ ہوا، اور جو کچھ ابد تک ہونے والا ہے سب لکھ دیا۔ (ترمذی نے اس کی روایت کی ہے)۔

سورہ اعراف کی آیت ﴿وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِن بَنِیٓ آدَمَ﴾ الخ کا ترجمہ اور تفسیر

19/100۔ مسلم بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے (سورہ اعراف، آیت نمبر: 172، پ: 9، ع: 22،) کی آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا ﴿وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِن م بَنِیٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ ، اَلَسْتُ بِـرَبِّكُمْ، قَالُوْا بَلٰی شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ.﴾ ترجمہ: (اے پیغمبر! لوگوں کو وہ وقت بھی یاد دلا دو) جب تمہارے پروردگار نے بنی آدم سے یعنی ان کی پشتوں سے ان کی نسلوں کو باہر نکالا، اور ان کے مقابلہ میں خود ان کو گواہ بنایا (اس طرح پر کہ ان سے پوچھا) کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں، سب نے کہا کہ ہاں ہم سب (اس بات کے) گواہ ہیں (اور یہ اس غرض سے کیا کہ ایسا نہ ہو کہ کہیں قیامت کے دن) تم کہنے لگو کہ ہم اس بات سے بے خبر ہی رہے (یعنی کسی نے ہم سے کسی قسم کا عہد نہیں لیا تھا)۔

> "یوم اَلَست"، میں آدم علیہ السلام کی پُشت سے ان کی ذریت کو باہر نکالا گیا ان میں سے ایک حصہ تو جنتی تھا اور دوسرا دوزخی، جنتی جنت والے عمل پر مرے گا اور دوزخی دوزخ والے عمل پر مرے گا۔
>
> عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے سنا ہے اس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا جارہا تھا تو تب آپ نے فرمایا کہ اللہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، پھر ان کی پشت پر اپنا سیدھا ہاتھ پھیرا اور ان کی ذریت (اولاد) کو باہر نکالا، اور فرمایا کہ میں نے ان کو جنت کے لئے پیدا کیا اور یہ جنتیوں کا عمل کریں گے۔ پھر آدم علیہ السلام کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور ان کی ذریت کو نکالا اور کہا کہ میں نے ان کو دوزخ کے لئے پیدا کیا ہے اور یہ دوزخیوں کا عمل کریں گے، پس ایک شخص نے کہا: پھر کیوں

عمل کیا جائے یارسول اللہ! (جو ہونا تھا سو ہو چکا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے جب بندہ کو جنت کے لئے پیدا کیا تو اس کو جنتیوں کے کام میں لگا دیگا یہاں تک کہ اس کی موت جنتیوں کے اعمال میں سے کسی عمل پر ہوگی اور اس کی وجہ سے اس کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کردیں گے اور اللہ نے جب بندہ کو دوزخ کے لئے پیدا کیا تو وہ دوزخیوں کے کام میں لگا دیگا یہاں تک کہ وہ دوزخیوں کے اعمال میں سے کسی عمل پر مرے گا، اور اس کی وجہ سے اس کو اللہ دوزخ میں داخل کردیں گے۔ (اس کی روایت امام مالک، ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں لے کر نکلے ایک میں اہل جنت کی تفصیل تھی اور دوسری میں اہل دوزخ کی تفصیل تھی، پھر حضور نے فرمایا: نیک اعمال کے ذریعہ اللہ کا تقرب حاصل کرتے رہو

20/101۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں لے کر نکلے اور فرمایا تم جانتے ہو کہ یہ دو کتابیں کیا ہیں؟ ہم نے کہا: یارسول اللہ! آپ کے بتلائے بغیر ہم نہیں جان سکتے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدھے ہاتھ کی کتاب کے متعلق فرمایا کہ یہ رب العالمین کی طرف سے ایک کتاب ہے اس میں جنتیوں اور ان کے باپ دادا اور قبیلوں کے نام ہیں اور پھر آخر میں سب کی جملہ تعداد بتلا دی گئی ہے، پس ان میں نہ کبھی اضافہ کیا جائے گا اور نہ کمی، پھر اس کتاب کی نسبت جو بائیں ہاتھ میں تھی فرمایا: رب العالمین کی طرف سے یہ ایک کتاب ہے اس میں دوزخیوں اور ان کے آباء و قبائل کے نام ہیں جس کے آخر میں سب کی جملہ تعداد درج کردی گئی ہے ان میں نہ تو کبھی اضافہ کیا جائے گا اور نہ کمی، پس صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! پھر عمل کیوں کیا جائے، جب کہ معاملہ ایسا ہے کہ اس سے فراغت ہوچکی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: افراط و تفریط کے بغیر عمل کے پابند رہو، اور نیک اعمال کے ذریعہ سے

اللہ کا تقرب حاصل کرتے رہو، اس لئے کہ جنتی کا خاتمہ جنتیوں کے عمل پر ہوگا خواہ اس نے کیسا ہی عمل کیا ہو، اور دوزخی کا خاتمہ دوزخیوں کے عمل پر ہوگا اگرچہ کہ اس نے کیسا ہی عمل کیا ہو۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کیا وہ اس طرح کہ آپ نے ان کو پیٹھ پیچھے ڈال دیا (یعنی یہ ایسا امر ہے کہ جس سے فراغت ہوچکی) پھر فرمایا: تمہارا رب بندوں سے فارغ ہوگیا، ایک گروہ جنت کے واسطے ہے اور ایک گروہ دوزخ کے واسطے۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)۔

دعاء دوا سب اللہ کی تقدیر سے ہیں

21/102۔ابوخزامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ میرے والد نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ بتلائیے کہ یہ منتر (یعنی دعائیں) جن کو ہم پڑھواتے ہیں اور وہ دوائیں جن کو ہم استعمال کرتے ہیں، اور وہ حفاظت کی چیزیں جن کے ذریعہ سے ہم اپنا بچاؤ کرتے ہیں کیا یہ اللہ کی تقدیر کو دفع کرسکتی ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ یہ تمام چیزیں اللہ ہی کی تقدیر سے ہیں۔ (اس کی روایت امام احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے)۔

پچھلی امتیں تقدیر کے بارے میں بحث کرنے سے ہلاک ہوئیں

22/103۔ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر برآمد ہوئے اور ہم اس وقت تقدیر کے بارے میں بحث کررہے تھے، پس آپ غضبناک ہوگئے حتیٰ کہ چہرہ مبارک سرخ ہوگیا گویا آپ کے رخساروں پر انار کے دانے توڑ کر نچوڑ دیئے گئے ہیں، فرمایا: کیا تم کو اسی کا حکم دیا گیا ہے یا مجھے یہی چیزیں دے کر بھیجا گیا ہے، تم سے پہلے کے لوگ جب ان باتوں پر جھگڑنے لگے تو ہلاک ہوگئے، میں تمہیں قسم دیتا ہوں، میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تقدیر کے معاملہ میں بحث مت کیا کرو۔ (ترمذی نے اس کی روایت کی ہے)۔

انسان کے رنگ اور مزاج کا اختلاف مٹی کے اختلاف کی وجہ سے ہوا کرتا ہے

23/104۔ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوفرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کوایک ایسی مشتِ خاک سے پیدا کیا جس کو ہرطرح کی زمین سے لیا تھا،لہٰذا آدم علیہ السلام کی اولاد زمین کے موافق پیدا ہوئی،جن میں چند سرخ رنگ والے، چند سفید، چند کالے، اور چند سانولے، اور چند نرم مزاج، اور چند سخت مزاج، اور چند بُرے اور چند اچھے ہیں۔(اس کی روایت امام احمد،ترمذی اورابوداؤد نے کی ہے)۔

انسان کی ہدایت اور گمراہی کا سبب کیا ہے؟

24/105۔عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ نے اپنی مخلوق کوتاریکی میں پیدا کیا، پھراس پراپنا کچھ نور ڈالا۔جس کواس نور کی کچھ روشنی ملی اس نے سیدھا راستہ پایا اور جس پر یہ روشنی نہیں پڑی وہ گمراہ ہوگیا، پس اس لئے میں کہتا ہوں کہ قلم اللہ کے علم پرخشک ہو چکا ہے یعنی اس کی تقدیر میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوگی، جو ہونا ہے وہ لکھا جا چکا ہے۔(اس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء اکثر یہ ہوا کرتی تھی ''اے دلوں کے پھیرنے والے میرے دل کواپنے دین پر ثابت رکھ''

25/106۔انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر فرمایا کرتے تھے اے دلوں کے پھیرنے والے! میرے دل کواپنے دین پر ثابت رکھ۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! ہم آپ پر اور آپ کی لائی ہوئی باتوں پر ایمان لائے ، کیا آپ کو ہم پر کچھ اندیشہ ہے،فرمایا: ہاں! دل اللہ کی انگلیوں میں سے دوانگلیوں کے درمیان ہیں، وہ جس طرح چاہتا

ہے ان کو پھیر دیتا ہے۔(اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے)۔

انسان کا دل ایک پر کے مانند ہے جو کھلے میدان میں پڑا ہو

26/107۔ ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دل کے مثال ایک پر کے مانند ہے جو زمین کے کھلے میدان میں ہو جس کو ہوائیں الٹ پلٹ کرتی رہتی ہیں۔(اس کی روایت امام احمد نے کی ہے)۔

وہ چار باتیں جن کے بغیر مومن، مومن نہیں

27/108۔ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی بندہ چار باتوں پر ایمان لائے بغیر مومن نہیں ہوسکتا۔(1) گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور (2) میں خدا کا رسول ہوں، مجھے دین حق دے کر مبعوث فرمایا ہے، (3) موت پر اور مرنے کے بعد زندہ ہونے پر ایمان لائے اور (4) تقدیر پر ایمان لائے۔(اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے)۔

دو گروہ کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں: ایک مُرجئہ دوسرے قدریہ

28/109۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کے دو گروہ کے لئے اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ (1) ایک مرجئہ (عمل کو بے کار سمجھنے والے) اور (2) دوسرے قدریہ (تقدیر کا انکار کرنے والے)۔(ترمذی نے اس کی روایت کی ہے)۔

ف: قدریہ وہ فرقہ ہے جو تقدیر کا منکر ہے، یہ کہتے ہیں کہ افعال بندوں کے پیدا کئے ہوئے ہیں ،خود ان کے اختیار سے ہیں اور اللہ کی قدرت سے نہیں۔

قدریہ اور مرجئہ کون ہیں؟

مرجئہ سے مراد فرقہ جبریہ ہے یہ اسباب کے قائل نہیں اور ان کے پاس بندے کی طرف فعل کی نسبت ایسی ہے جیسے کہ فعل کی نسبت جمادات کی طرف کی جائے یعنی بندہ محض بے اختیار ہے۔

منکرین تقدیر پر خسف اور مسخ ہوگا

29/110۔ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت میں خسف (زمین میں دھنسنا) اور مسخ (صورت کا بدل جانا) ہوا کرے گا اور یہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جو تقدیر کا انکار کرتے ہیں۔(اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور ترمذی کی روایت بھی اسی طرح ہے)۔

قدریہ اس امت کے مجوس ہیں

30/111۔ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قدریہ اس امت کے مجوس ہیں اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت مت کیا کرو، اور اگر وہ مرجائیں تو ان کے جنازے میں شریک نہ رہو۔(اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے)۔

منکرین تقدیر سے کس قسم کا برتاؤ کیا جائے

31/112۔عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تقدیر کے انکار کرنے والوں کی صحبت اختیار مت کرو، اور فیصلہ کے لئے تم ان کو حاکم مت بناؤ۔(اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)۔

وہ چھ آدمی کون ہیں جن پر اللہ نے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ہر مستجاب الدعاء نبی نے لعنت کی ہے

32/113۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چھ آدمی ہیں جن پر میں نے اور اللہ نے اور ہر نبی نے جس کی دعاء مقبول ہے لعنت کی ہے :(1) اللہ کی کتاب میں زیادتی کرنے والا (2) اللہ کی تقدیر کو جھٹلانے والا (3) جبر وطاقت سے حکومت حاصل کرنے والا کہ اللہ نے جس کو ذلیل کیا ہے اسے عزت دے اور جس کو اللہ نے عزت دی ہے اس کو ذلیل کرے (4) جن چیزوں کو اللہ نے حرم مکہ میں حرام قرار دیا ہے ان کو حلال قرار دینے والا (5) میری اولاد کو ایذاء پہنچانے والا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اور (6) میری سنت کو چھوڑ دینے والا۔ (بیہقی نے مدخل میں اور رزین نے اپنی کتاب میں اس کی روایت کی ہے)۔

ف: اگر سستی اور کاہلی سے سنت کو چھوڑ دے تو گنہگار رہوگا اور اگر کوئی بطور تحقیر سنت کو چھوڑ دے تو کافر ہے، لعنت میں دونوں شمار کئے جاتے ہیں، پہلے پر تنبیہاً لعنت ہوگی اور دوسرے پر حقیقتاً لیکن احیاناً اگر سنت ترک ہو تو گنہگار نہیں ہوتا مگر یہ بھی برا ہے۔

جس کو جس سرزمین پر مرنا ہے وہ وہیں جا کر مرے گا

33/114۔ مطر بن عُکامِس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی بندے کی موت اللہ تعالیٰ کسی سرزمین پر مقرر فرمادیتے ہیں تو اس بندے کی کسی حاجت کو اس سرزمین سے متعلق کردیتے ہیں اور وہ وہاں جا کر مرجاتا ہے۔ (اس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے)۔

ہر بچہ پیدائش کے وقت اسلام کی قابلیت پر پیدا ہوتا ہے

34/115۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بچہ میں پیدائش کے وقت اسلام کی قابلیت ہوتی ہے پھر اس کو اس کے ماں باپ، یہودی اور نصرانی بنالیتے ہیں، دریافت کیا گیا کہ یارسول اللہ! اگر کوئی بچپن میں مرجائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ زیادہ جانتے ہیں کہ وہ کیا عمل کرنے والے تھے۔ (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی روایت کی ہے)۔

ہر بندے کے متعلق 5 باتیں ایسی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ فارغ ہو چکے ہیں

35/116۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہر بندے کے متعلق پانچ باتوں سے فارغ ہو چکا ہے: ایک اس کی مدت حیات، دوسرا اس کا عمل نیک و بد، تیسرا اس کا ٹھکانہ (یعنی قبر کہاں ہوگی)، چوتھا اس کا انجام (یعنی جنتی ہوگا یا دوزخی)، پانچواں اس کا رزق (تھوڑا رہے گا یا زیادہ رہے گا)۔ (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے)۔

تقدیر کے مسئلہ میں جو بھی کلام کیا جائے گا اس پر باز پرس ہوگی

36/117۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص تقدیر کے بارے میں جو کچھ بھی کلام کرے گا اس سے اس کے متعلق قیامت میں سوال کیا جائے گا اور جو شخص تقدیر کے بارے میں کلام نہیں کرے گا اس سے اس بارے میں سوال نہ ہوگا۔ (اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے)۔

تقدیر پر ایمان کے بغیر نیک عمل قبول نہیں ہوتا اور نہ نجات ممکن ہے

37/118۔ ابن دیلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور میں نے ان سے کہا کہ تقدیر کے بارے میں میرے دل میں کچھ تردد ہے آپ اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بیان فرمائیے شائد کہ میرے دل کا تردد

اللہ رفع فرمادیں، ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر اللہ عزوجل آسمان اور زمین والوں کو عذاب میں مبتلا کردے تو وہ ان پر ظالم نہیں ہوگا اور اگر ان پر رحم فرمائے تو اس کی رحمت ان کے عمل سے بہتر ہوگی، اگر تم کوہِ اُحد کی مقدار میں سونا راہِ خدا میں خرچ کرو تو تم سے اللہ قبول نہیں فرمائے گا تاوقتیکہ تم تقدیر پر ایمان نہ لاؤ اور یقین رکھو کہ جو چیز تم کو پہنچتی ہے وہ ٹلنے والی نہ تھی اور جو چیز ٹل گئی وہ تم کو پہنچنے والی نہ تھی، اگر تم اس کے سوا دوسرے اعتقاد پر مرجاؤ تو دوزخ میں داخل ہوگے۔ پھر میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے بھی بالکل وہی بات فرمائی جو اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمائی تھی، پھر حذیفہ ابن یمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا تو انہوں نے بھی یہی کہا، پھر میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی حدیث بیان کی۔ (اس کی روایت امام احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے)۔

منکرین تقدیر پر خسف، مسخ اور قذف ہوگا

38/119۔ نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ایک شخص ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ فلاں شخص نے آپ کو سلام کہلا بھیجا ہے، آپ نے فرمایا : مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ اس نے دین میں نئی بات پیدا کرلی ہے، اگر اس نے واقعی ایسا کیا ہے تو اس کو میرے سلام کا جواب نہ پہنچاؤ۔ کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری اُمت یا اس اُمت میں خسف (زمین میں دھنسنا) اور مسخ (چہرہ کا بدل جانا) یا قذف (پتھر کا برسایا جانا) ہوگا اور یہ اہل قدر (منکرین تقدیر) کے لئے ہوگا۔ (اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔)

مسلمانوں کے بچے جنت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پرورش میں ہوں گے

39/120۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: مسلمانوں کے بچے جنت میں رہیں گے، ان کی پرورش (سیدنا) ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے۔ (اس کو حاکم نے مستدرک میں روایت کی ہے)۔

حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش پر ساری نسل انسانی کا آپ کی پشت سے نکل پڑنا

40/121۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جب اللہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا تو آدم علیہ السلام کی پشت سے وہ تمام روحیں نکل پڑیں جن کو اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کی ذریت میں قیامت تک پیدا کرنے والے تھے اور ان میں سے ہر انسان کے دونوں آنکھوں کے درمیان نور کی چمک ظاہر کی (یہ چمک فطرت اسلام کی تھی جس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے) پھر ان سب کو آدم علیہ السلام کے سامنے لایا، آدم علیہ السلام نے کہا: اے رب یہ کون ہیں؟ فرمایا: یہ تمہاری اولاد ہیں۔ آدم علیہ السلام نے ان میں سے ایک شخص کو دیکھا تو اس کے دونوں آنکھوں کے درمیان

داؤد علیہ السلام کی خصوصیت

کی چمک آپ کو پسند آئی، کہا اے رب! یہ کون ہیں؟ اللہ نے فرمایا: یہ داؤد علیہ السلام ہیں، آدم علیہ السلام نے دریافت کیا کہ ان کی عمر کس قدر ہے؟ فرمایا: ساٹھ سال، آدم علیہ السلام نے کہا! اے رب میری عمر میں سے چالیس سال داؤد علیہ السلام کی عمر میں زائد فرمادے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی ملک الموت سے بحث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آدم علیہ السلام کی عمر میں صرف چالیس سال رہ گئے تو ان کے پاس ملک الموت آئے تو آدم علیہ السلام نے کہا: کیا میری عمر سے چالیس برس ابھی باقی نہیں ہیں؟ ملک الموت نے کہا: کیا آپ کو یاد نہیں کہ آپ نے اپنے فرزند داؤد علیہ السلام کو اپنی عمر سے 40 سال دیدئے ہیں: آدم علیہ السلام نے انکار کیا (یہ انکار نسیان کی وجہ سے تھا نہ کہ عناد کی وجہ سے)

توان کی ذریت نے بھی انکار کیا۔

بھول اور خطا انسان کو حضرت آدم علیہ السلام سے ترکہ میں ملے ہیں

اور آدم علیہ السلام بھول گئے اور درخت (ممنوعہ) کو تناول کر لئے تو آپ کی ذریت بھی بھولنے لگی اور آدم علیہ السلام نے خطا کی، تو ان کی ذریت بھی خطا کرتی ہے۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)۔

آدم علیہ السلام کی اولاد میں جنتی اور جہنمی کون ہیں؟

41/122۔ ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور جس وقت ان کو پیدا کیا تو ان کے سیدھے مونڈھے پر ایک ضرب لگائی، اس سے ان کی نورانی اولاد کو نکالا جو چیونٹیوں کی طرح تھی اور بائیں کندھے پر ایک ضرب لگائی اور سیاہ اولاد کو نکالا جو کوئلہ کے مانند تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے سیدھے طرف والوں کے متعلق فرمایا کہ یہ جنتی ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں اور بائیں جانب والوں کی نسبت فرمایا: یہ جہنمی ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے)۔

ایک صحابی کا بستر مرگ پر تقدیر والی حدیث کو یاد کر کے بیقرار ہونا

42/123۔ ابو نضرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی جن کا نام ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ ہے، ان کی عیادت کے لئے ان کے چند اصحاب آئے اور وہ رو رہے تھے، دوستوں نے کہا: کیوں رو رہے ہو؟ کیا تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ تم اپنی بڑی ہوئی مونچھوں کو ترشوا دو، اور اس پر قائم رہو مجھ سے ملنے تک، ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے سیدھے ہاتھ سے ایک مُٹھی اٹھائی اور

دوسری مٹھی دوسرے ہاتھ میں اور فرمایا: یہ اس کے (یعنی جنت) کے لئے ہے اور یہ اس کے (یعنی دوزخ) کے لئے ہے اور مجھے کسی کی پرواہ نہیں، اور مجھے علم نہیں کہ میں کس مٹھی میں ہوں۔ (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے)۔

میدان عرفہ میں اللہ تعالیٰ کا تمام اولاد آدم علیہ السلام سے اپنے رب ہونے پر عہد وقرار کا لینا تا کہ قیامت میں حجت نہ کریں

43/124۔ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نعمان یعنی میدان عرفہ میں اللہ نے آدم علیہ السلام کی پشت سے عہد لیا وہ اس طرح کہ آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی تمام ذریت کو نکالا جس کو اس نے پیدا فرمایا ہے اور آدم علیہ السلام کے سامنے ان سب کو چیونٹیوں کے مانند پھیلا دیا، پھر ان تمام کے روبرو گفتگو کی اور کہا ''کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟'' سب نے کہا: کیوں نہیں، آپ ضرور ہمارے رب ہیں، (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: میں نے تم سے اس لئے گواہی لی ہے کہ تم قیامت میں یہ نہ کہہ دو کہ ہم اس سے بے خبر تھے، یا یہ نہ کہہ دیں کہ ہمارے آباء واجداد نے ہم سے قبل شرک کیا تھا اور ہم تو ان کے بعد پیدا ہوئے اور ان ہی کی اولاد ہیں، کیا آپ ہم کو باطل کام والوں کے عمل کی وجہ سے ہلاک کر دیں گے؟ (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے)۔

یوم میثاق میں اللہ تعالیٰ کے رب اور معبود ہونے پر تمام انسانوں کا اقرار، اور اس اقرار پر آسمانوں اور زمینوں اور آدم علیہ السلام کو گواہ بنانے کی تفصیل اور انبیاء علیہم السلام کی خصوصیت

44/125۔اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (سورہ اعراف، آیت نمبر: 172، پ: 9،

ع:22،کی)اس آیت کے بارے میں روایت ہے﴿ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُھُوْرِھِمْ ذُرِّیَتَھُمْ ﴾ (اے پیغمبر لوگوں کو وہ وقت بھی یاد دلا دو، جب تمہارے پروردگار نے بنی آدم یعنی ان کی پشت سے ان کی نسلوں کو باہر نکالا)۔

حضرت اُبی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جمع فرمایا اوران کو مختلف گروہ میں منقسم کیا (یعنی غنی وفقیر اور نیک وبد) پھران کو صورت عطا فرمائی اوران کو گویا کیا تو انہوں نے کہنا شروع کیا، پھران سے عہد و پیمان لیا اور خود ان کو ان ہی پر گواہ بنایا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو ان سب نے کہا: کیوں نہیں! بیشک آپ ہمارے رب ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں تم پر ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو گواہ رکھتا ہوں اور تمہارے باپ آدم کو بھی تم پر گواہ بناتا ہوں تا کہ قیامت کے روز تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہم کو اس کا علم نہ تھا، یقین رکھو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور نہ میرے سوا کوئی تمہارا پروردگار ہے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، میں تمہارے پاس اپنے رسولوں کو بھیجوں گا جو تم کو میرا یہ عہد و پیمان یاد دلاتے رہیں گے اور تمہارے لئے اپنی کتابیں نازل کروں گا۔ان سب نے کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ہمارے رب ہیں اور ہمارے معبود ہیں، آپ کے سوا کوئی ہمارا رب نہیں اور نہ آپ کے سوا کوئی ہمارا معبود ہے،سب نے اس کا اقرار کرلیا اور آدم علیہ السلام کو ان تمام پر بلند فرمایا کہ سب کو دیکھ لیں تو آپ نے دیکھا کہ اس میں کوئی تونگر ہے اور کوئی محتاج اور کوئی خوبصورت ہے اور کوئی بدشکل، آدم علیہ السلام نے کہا: اے رب! سب بندوں کو آپ نے برابر کیوں نہیں کیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ میرا شکر ادا کیا جائے، آدم علیہ السلام نے ان انبیاء (علیہم السلام) کو چراغوں کی مانند (روشن) دیکھا جن پر نور تھا اور وہ ایک دوسرے سے خصوصی عہد رسالت اور نبوت سے مخصوص کئے گئے اور یہ اللہ کے اس قول (سورہ احزاب، پ:21، ع:1، آیت نمبر:7،) میں مذکور ہے، وہ یہ ہے﴿ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَھُمْ وَمِنْکَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰھِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسَی

ابْنِ مَرْيَمَ﴾ (اس وقت کو یاد کرو جب کہ ہم نے تمام انبیاء سے عہد لیا اور آپ سے بھی اور حضرت نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم علیہم السلام سے بھی) اور عیسیٰ علیہ السلام کی روح بھی ان ہی میں تھی جس کو مریم علیہا السلام کے پاس بھیجا۔ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی گئی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی روح مریم علیہا السلام کے منہ سے داخل ہوئی۔ (اس کو امام احمد نے روایت کیا ہے)۔

پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ سکتا ہے لیکن انسان اپنے پیدائشی اوصاف سے نہیں ہٹ سکتا

45/126۔ ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئندہ ہونے والی باتوں کا تذکرہ کر رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم یہ سنو کہ کوئی پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ گیا ہے تو اس کی تصدیق کردو، اور اگر یہ سنو کہ کوئی شخص اپنے پیدائشی اوصاف سے ہٹ گیا ہے تو اس کی تصدیق نہ کرو، اس لئے کہ وہ پھر اسی طرف لوٹ جائے گا جن (صفات) پر وہ پیدا ہوا ہے۔ (اس کو امام احمد نے روایت کیا ہے)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر ڈالی ہوئی بکری سے تکلیف اس وقت لکھی جا چکی تھی جب کہ آدم علیہ السلام اپنی خمیر میں تھے

46/127۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول آپ کو ہر سال زہر ڈالی ہوئی بکری کی تکلیف ہوتی رہتی ہے جس کا گوشت (ایک یہودن نے آپ کو خیبر میں کھلا دیا تھا) اور آپ نے اس کو تناول فرمایا تھا، فرمایا: مجھے اس بکری سے جو تکلیف پہنچی ہے وہ میرے لئے لکھی جا چکی تھی جب کہ آدم علیہ السلام اپنی خمیر میں تھے (ابن ماجہ نے اس کی روایت کی ہے)۔

(4) بَابُ اِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ

(عذاب قبر کے ثبوت کے بیان میں)

قبر سے کیا مُراد ہے؟

ف: قبر سے مراد عالم برزخ ہے کہ یہ دنیا اور آخرت کا درمیانی واسطہ ہے اور وہ ہر جگہ ہوسکتا ہے صرف قبر ہی سے مختص نہیں، بیشتر انسان ڈوب جاتے ہیں، بعض جل جاتے ہیں اور بعض کو جانور کھا جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ چاہیں تو ان کو بھی عالم برزخ میں عذاب دیتے ہیں۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿ رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ﴾ ارشاد باری تعالیٰ ہے (سورہ مومن، پ:24، ع:2، آیت نمبر:11، میں) ہمارے رب! آپ نے ہم کو دوبارہ مردہ کیا اور دوبارہ زندگی دی۔

وَقَوْلُهٗ: ﴿اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا ، وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ، اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ﴾ اور ارشاد باری تعالیٰ ہے (سورہ مومن، پ:24، ع:5، آیت نمبر:46، میں) وہ لوگ (فرعونی) برزخ میں آگ پر صبح وشام پیش کئے جاتے ہیں اور جس روز قیامت قائم ہوگی (حکم ہوگا) فرعون والوں کو (مع فرعون) سخت ترین عذاب میں ڈال دو۔

وَقَوْلُهٗ : ﴿ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴾ اور ارشاد باری ہے (سورۂ ابراہیم، پ:13، ع:4، آیت نمبر:27، میں) اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو قولِ ثابت (یعنی کلمۂ توحید پر) دنیا اور آخرت میں قائم رکھے گا اور ظالموں کو راہ راست سے ہٹادے گا اللہ جو چاہتے ہیں کر گذرتے ہیں۔

مسلمان سے قبر میں کیا سوال ہوگا اور وہ کیا جواب دے گا

1/128۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسلمان سے قبر میں سوال ہوگا تو وہ ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' کی شہادت دے گا، پس عذاب قبر کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے ﴿ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الاٰخِرَةِ﴾ (اس کا ترجمہ صدر میں ملاحظہ ہو)۔

2/129۔ اور ایک دوسری روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ یہ آیت﴿ یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ" الخ ﴾ عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (میت سے) کہا جائے گا کہ تیرا رب کون ہے؟ جواب دے گا: میرا رب اللہ ہے، میرے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

قبر میں مومن سے کیا سلوک ہوگا اور منافق اور کافر پر کیا گزرے گی؟

3/130۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بندہ کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے احباب اسے دفن کر کے واپس ہوتے ہیں کہ ابھی ان کے جوتوں کی آہٹ کو سن رہا ہے اتنے میں اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں: تُو اِن حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ مومن کہے گا: میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، پھر اس سے کہا جائے گا دیکھو تمہارا مقام دوزخ تھا جس کو اللہ نے جنت کے مقام سے بدل دیا ہے وہ دونوں مقاموں کو بیک وقت دیکھے گا لیکن منافق اور کافر ہر ایک سے دریافت کیا جائے گا "تُو اِن حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟" تو وہ کہے گا: میں نہیں جانتا، میں وہی کہتا تھا جو لوگ کہا کرتے تھے اس سے کہا جائے گا تُو نے نہ تو کچھ سمجھا اور نہ تو نے (قرآن) پڑھا۔

عذاب قبر کو جن وانس کے سوا سب آس پاس کی چیزیں سن لیتی ہیں

پھر لوہے کے ہتھوڑوں سے اس پر ایسی مار پڑے گی جس سے وہ ایسی آواز سے چلا اٹھے گا کہ جن وانس کے سوا سب آس پاس کی چیزیں اس کی اس چیخ و پکار کو سن لیتے ہیں۔ (بخاری نے اس کی روایت کی ہے اور مسلم کی روایت بھی یہی ہے)۔

مرنے کے بعد قبر میں ہر ایک پر اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے

4/131۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مرتا ہے تو صبح وشام اس پر اس کا مقام پیش کیا جاتا ہے، پس اگر اہل جنت سے ہو تو اس کے لئے اس کی جنت کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے اور اگر دوزخیوں سے ہو تو اس کی دوزخ کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا اس وقت کا ٹھکانا ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تجھ کو اپنی طرف اٹھائے۔(بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے۔)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے

5/132۔عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ ایک یہودی عورت ان کے پاس آئی اور عذاب قبر کا ذکر کی اور کہی: اللہ آپ کو عذاب قبر سے محفوظ رکھے، عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عذاب قبر سے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ہاں قبر کا عذاب حق ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب بھی آپ نماز ادا فرماتے تو عذاب قبر سے پناہ مانگتے۔(بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کا بدک جانا جبکہ آپ چند قبروں کے پاس سے گزر رہے تھے

6/133۔زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی نجار کے ایک باغ میں اپنے خچر پر سوار تھے اور ہم آپ کے ساتھ تھے کہ وہ یکا یک آپ کو لے کر بدک گیا اور قریب تھا کہ وہ آپ کو گرادے اور یکا یک وہاں چھ یا پانچ قبریں دکھائی دیں، آپ نے فرمایا: کیا کوئی شخص جانتا ہے کہ یہ قبر والے کون ہیں؟ ایک شخص نے کہا کہ میں جانتا ہوں، فرمایا: یہ کب

مرے ہیں؟ اس شخص نے کہا: شرک کی حالت میں، فرمایا: ان لوگوں پر قبروں کے اندر عذاب ہو رہا ہے اور فرمایا کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم آئندہ سے دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں خدا سے دعا کرتا کہ وہ تم کو قبر کا عذاب سنادے جس کو میں سن رہا ہوں۔ پھر آپ ہماری جانب متوجہ ہو کر فرمائے:

وہ چار چیزیں جن کی اللہ سے پناہ مانگی جائے!

اللہ تعالیٰ سے دوزخ کے عذاب کی پناہ مانگو! صحابہ نے کہا کہ ہم دوزخ کے عذاب سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں، فرمایا: قبر کے عذاب سے خدا کی پناہ مانگو، صحابہ نے کہا: ہم قبر کے عذاب سے خدا کی پناہ میں آتے ہیں، فرمایا: ظاہری اور باطنی فتنوں کے لئے اللہ سے پناہ مانگو، صحابہ نے کہا: ہم ظاہری اور باطنی فتنوں سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں، فرمایا: دجال کے فتنہ کے لئے خدا سے پناہ مانگو، صحابہ نے کہا: ہم دجال کے فتنہ سے خدا کی پناہ میں آتے ہیں۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)۔

منکر و نکیر قبر میں کیا کیا سوالات کرتے ہیں؟

7/134۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میت کو دفن کر دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو سیاہ رنگ کے نیلی آنکھوں والے فرشتے آتے ہیں، ایک کا نام منکر ہے دوسرے کا نکیر ہے۔ دونوں کہتے ہیں کہ تُو اِن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق کیا کہا کرتا تھا تو وہ کہے گا: وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں ”**لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه**“ کی شہادت دیتا ہوں، دونوں کہیں گے: ہم کو اس کا علم تھا کہ تُو یہی کہے گا، پھر اس کی قبر میں ستر گز طول، اور ستر گز عرض میں کشادگی کر دی جاتی ہے، پھر اس کے واسطے اس کی قبر روشن کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے آرام کی نیند لے، وہ کہے گا کہ میں اپنے تمام اہل و عیال کے پاس جا کر اس کی اطلاع دینا چاہتا ہوں، دونوں کہیں گے اس دلہا (دلہن) کی طرح سو جا جس کو اس کا محبوب ترین اہل بیدار کرتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس کی خوابگاہ سے بروز قیامت اٹھائے گا، اور اگر وہ منافق

ہوتو کہے گا: میں نے لوگوں کو جو کہتے سنا وہی کہہ دیا میں نہیں جانتا۔ دونوں کہیں گے: ہم جانتے تھے کہ تُو یہی کہے گا، پھر زمین سے کہہ دیا جائے گا اس پر مل جا تو زمین مل جائے گی (یعنی بھینچے گی) اور اس کی پسلیاں اِدھر کی اُدھر ہو جائیں گی، وہ اسی طرح عذاب میں مبتلا رہے گا، یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ اس کو اس ٹھکانے سے اٹھائے گا۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)۔

مومن قبر میں فرشتوں کے سوال کا صحیح جواب دیتا ہے تو اس کو قبر ہی میں جنت کی نعمتیں ملنے لگتی ہیں

8/135۔ براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھاتے ہیں اور اس سے دریافت کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے میرا رب اللہ ہے، پھر دونوں دریافت کرتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ تو وہ کہتا ہے: میرا دین اسلام ہے، پھر وہ دریافت کرتے ہیں کہ وہ کون حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں جو تمہارے طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے؟، وہ کہتا ہے کہ وہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، فرشتے دریافت کرتے ہیں تم کو یہ کیسے معلوم ہوا؟ تو وہ جواب دیتا ہے میں نے اللہ کی کتاب پڑھی اس پر ایمان لایا اور تصدیق کی، یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا ﴿ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ" الخ ﴾ اللہ تعالیٰ مومنوں کو قول ثابت (یعنی کلمہ توحید) پر قائم رکھتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آسمان سے ایک منادی اعلان کرتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا اس کے لئے جنت کا فرش کر دو اور اس کو جنت کا لباس پہناؤ اور اس کے لئے جنت کی جانب ایک دروازہ کھول دو، چنانچہ دروازہ کھول دیا جاتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو جنت کی ہوا اور خوشبو آنے لگتی ہے اور اس کی قبر میں اس کی نظر پہنچنے کی حد تک وسعت کر دی جاتی ہے۔

کافر پر عذابِ دوزخ قبر ہی سے شروع ہوجاتا ہے

اس کے بعد کافر کی موت کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھاتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں : تیرا رب کون ہے؟ تو وہ ہائے ہائے میں نہیں جانتا کہتا ہے، اور وہ فرشتے پھر دریافت کرتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ اس پر بھی وہ یہی کہتا ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا، پھر دونوں سوال کرتے ہیں یہ کون حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں جو تم میں رسول بنا کر بھیجے گئے تھے تو اس کا جواب بھی وہی ہائے ہائے میں نہیں جانتا دیتا ہے، پس آسمان سے ایک منادی اعلان کرتا ہے کہ اس نے جھوٹ کہا، لہٰذا اس کے لئے آگ کا فرش بچھا دو، آگ کا لباس پہناؤ اور اس کے لئے دوزخ کی جانب سے دروازہ کھول دو، آپ نے فرمایا کہ اس کو دوزخ کی گرمی اور اس کی لو آنے لگتی ہے، پھر ارشاد فرمایا کہ اس پر اس کی قبر اس قدر تنگ کردی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں اِدھر سے اُدھر نکل جاتی ہیں، پھر اس پر ایک اندھا گونگا فرشتہ مسلط کردیا جاتا ہے جس کے پاس لوہے کا ایسا گُرز ہوتا ہے جس کو اگر پہاڑ پر مارا جائے تو وہ خاک ہوجائے پس وہ فرشتہ اس گُرز سے اس طرح مارتا ہے جس کی آواز کو انس و جن کے سوا مشرق و مغرب کی تمام مخلوق سن لیتی ہے جس سے وہ خاک ہوجاتا ہے، پھر اس میں روح واپس ڈالی جاتی ہے (قیامت تک اسی طرح عذاب میں مبتلا رہتا ہے)۔ (اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے)۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ داڑھی تر ہوجاتی

9/136۔ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ داڑھی تر ہوجاتی، آپ سے کہا گیا کہ جنت اور دوزخ کا ذکر کرتے ہیں تو آپ نہیں روتے اور قبر کو دیکھ کر رو دیتے ہیں۔

قبر آخرت کی پہلی منزل ہے

آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قبر منازل آخرت کی پہلی منزل ہے کسی کو اس سے نجات مل گئی تو اس کے بعد جو کچھ آئے گا وہ آسان تر ہے اور اگر اس سے نجات نہ ملی تو جو چیز اس کے بعد ہے وہ اس سے سخت تر ہے۔

قبر سے زیادہ کوئی منظر ہولناک نہیں

عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی منظر میں نے قبر سے زیادہ ہولناک نہیں دیکھا۔ (اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے)۔

میت کے دفن کے بعد قبر کے پاس کتنی دیر ٹھہرنا چاہئے

10/137۔ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو ٹھہر جاتے اور فرماتے کہ اپنے اس بھائی کے لئے مغفرت مانگو اور پھر اس کے لئے منکر نکیر کے سوال کے وقت ثابت قدم رہنے کی دعا کرو، اس لئے کہ اس وقت اس سے سوال کیا جا رہا ہے۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)۔

کافر کو قبر میں ننانوے اژدھے قیامت تک ڈستے رہیں گے

11/138۔ ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر پر اس کی قبر میں ننانوے اژدھے مسلّط کر دیئے جاتے ہیں جو قیام قیامت تک اس کو ڈستے اور کاٹتے رہیں گے، اگر ان میں کا ایک اژدھا زمین پر پھنکارے تو زمین سبزی نہ اُگائے۔ (دارمی نے اس کی روایت کی ہے)۔

دفن کے بعد سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ پر قبر تنگ ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے دیر تک سُبْحَانَ اللّٰہ پڑھا یہاں تک کہ قبر کشادہ ہوگئی

12/139 ۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں گئے جب کہ وہ انتقال کر گئے تھے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''سُبْحَانَ اللّٰہ'' فرمایا تو ہم بھی دیر تک سُبْحَانَ اللّٰہ پڑھتے رہے، پھر آپ نے ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' فرمایا تو ہم نے بھی اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا، پس اس کے بعد آپ سے دریافت کیا گیا کہ کس لئے آپ نے تسبیح پھر تکبیر کہی تو فرمایا کہ تحقیق اس نیک بندے پر زمین تنگ ہوگئی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس تنگی کو دور فرمادیا۔ (امام احمد نے اس کی روایت کی ہے)۔

13/140 ۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ (سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ) وہ شخص ہیں جن کے لئے عرش ہل گیا اور آسمان کے دروازے ان کے لئے کھول دیئے گئے اور ستر ہزار فرشتوں نے ان کے جنازہ میں شرکت کی، بے شک یہ بھینچے گئے پھر ان کی قبر کشادہ کردی گئی۔ (پھر اس کی روایت نسائی نے کی ہے)۔

فتنۂ قبر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ ارشاد فرمانا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا آہ و بکا کرنا

14/141 ۔ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور قبر کے فتنہ کا ذکر فرمایا جس میں آدمی آزمایا جاتا ہے، جب آپ نے اس کا بیان فرمایا تو مسلمانوں نے آہ و بکا کیا، (بخاری نے اسی طرح روایت کی ہے) اور نسائی نے اتنا اضافہ کیا ہے کہ راوی کا بیان ہے کہتے ہیں کہ آہ و بکا کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو میں سمجھ نہ سکا جب شور کم ہوگیا تو میں نے اپنے سے قریب شخص سے دریافت کیا خدا تم کو

برکت دے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اخیر خطاب میں کیا ارشاد فرمایا؟ اس شخص نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے بذریعہ وحی معلوم کرادیا گیا ہے کہ تم قریب قریب فتنۂ دجال کی طرح ہی قبر میں آزمائے جاؤ گے۔

میت کو دفن کرنے کے بعد قبر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا سورج ڈوب رہا ہے

15/142۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب میت کو قبر میں داخل کر دیا جائے گا تو اس کو ایسا دکھائی دے گا کہ گویا آفتاب غروب ہونے کے قریب ہے تو وہ بیٹھ کر آنکھیں ملے گا اور کہے گا کہ مجھے چھوڑ دو کہ میں نماز پڑھوں۔ (اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے)۔

نیک مسلمان سے قبر میں کیسا سلوک ہوگا

16/143۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردہ (یعنی نیک مسلمان) قبر میں داخل ہونے کے بعد وہ قبر میں اٹھ کر بیٹھتا ہے نہ اس کو کوئی گھبراہٹ ہوگی اور نہ وہ خائف ہوگا، پھر اس سے سوال ہوگا کہ تو کس دین پر تھا؟ وہ کہے گا میں اسلام پر تھا، پھر اس سے سوال ہوگا کہ یہ کون حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں؟ وہ کہے گا: یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، آپ ہمارے ہاں اللہ کی جانب سے واضح دلائل لائے تو ہم نے آپ کی تصدیق کی، پھر اس سے پوچھا جائے گا کہ کیا تو نے اللہ کو دیکھا ہے؟ وہ جواب دے گا کہ کوئی شخص اس لائق نہیں کہ وہ اللہ کو دیکھ سکے، پس اس کے لئے دوزخ کی جانب سے ایک روشن دان کھول دیا جائے گا تو وہ دیکھے گا کہ اس میں آگ کے شعلے ایک دوسرے کو توڑ رہے ہیں، اس سے کہا جائے گا کہ دیکھ اس (جگہ) کو جس سے اللہ نے تجھ کو بچالیا ہے، پھر جنت کی جانب اس کے لئے ایک روشن دان کھول دیا جائے گا، وہ جنت کی بہار اور جو کچھ اس میں

ہے اس کی طرف دیکھے گا اس سے کہا جائے گا کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے تو یقین پر تھا اور اسی پر تیری موت ہوئی اور اسی پر تو ان شاء اللہ اٹھایا جائے گا۔

قبر میں بُرے آدمی پر کیا گزرے گی؟

اور بُرا آدمی قبر میں گھبراہٹ اور خوف کی حالت میں اٹھ بیٹھے گا اس سے سوال ہوگا کہ تو کس دین پر تھا؟ وہ کہے گا: مجھے معلوم نہیں، پھر سوال ہوگا یہ کون حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں؟ وہ کہے گا: لوگوں کو جو کہتے سنا میں نے بھی کہہ دیا تو اس کے لئے جنت کی جانب ایک دریچہ کھول دیا جائے گا تو وہ اس کی بہار اور جو کچھ اس میں ہے اس کو دیکھے گا اس سے کہا جائے گا تو اس مقام کو دیکھ جس کو اللہ تعالیٰ نے تجھ سے ہٹا دیا ہے۔ پھر اس کے بعد دوزخ کی جانب ایک دریچہ اس کے لئے کھولا جائے گا تو وہ اس کو دیکھے گا کہ اس میں شعلے ایک دوسرے کو توڑ رہے ہیں، اس سے کہا جائے گا یہ تیرا مقام ہے، کیوں کہ تو شک پر تھا اور اسی پر تیری موت ہوئی اور اسی پر تو انشاء اللہ اٹھایا جائے گا۔ (ابن ماجہ نے اس کی روایت کی ہے)۔

(5) بَابُ الْاِعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

(کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مضبوطی سے جمے رہنے کا بیان)

ف: ''کتاب'' سے مراد کلام اللہ ہے اور ''سنت'' سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور احوال ہیں جن کو شریعت، طریقت اور حقیقت کہتے ہیں۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ: ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعاً﴾ اورارشاد باری تعالیٰ ہے (سورہ آل عمران، پ:4، ع:11، آیت نمبر:103 میں) اللہ کی رسی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑے رہو۔

وَقَوْلُهُ: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ اورارشاد باری تعالیٰ ہے (سورہ احزاب، پ: 21، ع:3، آیت نمبر:21، میں) مسلمانو! تمہارے لئے (پیروی کرنے کے لئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عمدہ نمونہ موجود ہے۔

وَقَوْلُهُ: ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ اورارشاد باری تعالیٰ ہے (سورہ آل عمران، پ:3، ع:4، 31، میں) کہہ دو (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم!) اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت رکھے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والے مہربان ہیں۔

وَقَوْلُهُ: ﴿وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ، وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ اورارشاد باری تعالیٰ ہے: (سورہ حشر، پ:28، ع:1، آیت نمبر:7، میں) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جس چیز کا حکم دیں اس کو لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو۔

وَقَوْلُهُ: ﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ﴾ اورارشاد باری تعالیٰ ہے (سورہ نساء، پ:5، ع:9، آیت نمبر:69، میں) جو اللہ کی اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرے گا اس کا شمار ان لوگوں میں ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا وہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں۔

وَقَوْلُهُ: ﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ اورارشاد باری تعالیٰ ہے (سورہ نساء،

پ:5، ع:11، آیت نمبر:80 میں) جس نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

دین میں نئی بات کا پیدا کرنا قابلِ رد ہے

1/144۔عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص ہمارے اس (دین) میں ایسی بات پیدا کرے جو اس دین میں نہیں ہے تو وہ قابلِ رد ہے۔(بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

بہترین سیرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے

2/145۔جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمد وصلوٰۃ کے بعد فرمایا: واضح رہے کہ سب سے بہترین کلام، اللہ کی کتاب ہے، اور سب سے بہترین سیرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے اور بدترین امور (دین میں) نئی باتیں ہیں، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔(مسلم نے اس کی روایت کی ہے)۔

اللہ کے نزدیک تمام لوگوں میں تین شخص مبغوض ترین ہیں

3/146۔ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے نزدیک تمام لوگوں میں زیادہ مبغوض تین شخص ہیں: (1) حرم (مکہ مکرمہ) میں بے دینی کا رواج دینے والا، (2) اسلام میں جاہلیت کا طریقہ چاہنے والا، (3) ناحق کسی مسلم کے خون کا خواہاں کہ اس کی خونریزی کرے۔(بخاری نے اس کی روایت کی ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانبردار داخل جنت ہوگا اور آپ کا نافرمان منکر ہے

4/147۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ میری تمام امت جنت میں داخل ہوگی بجز اس شخص کے جو انکار کرے، دریافت کیا گیا کہ انکار کرنے والے سے مراد کون ہے؟ فرمایا: جس نے میری فرمانبرداری کی وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔ (بخاری نے اس کی روایت کی ہے)۔

فرشتوں کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو ایک مثال دے کر واضح کرنا

5/148۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چند فرشتے حاضر ہوئے اور آپ نیند میں تھے، انہوں نے کہا کہ تمہارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک مثال ہے اس کو بیان کرو، بعض فرشتوں نے کہا کہ وہ نیند میں ہیں اور بعض نے کہا کہ ان کی آنکھ سورہی ہے لیکن دل بیدار ہے تو پھر وہ کہنے لگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک مکان تعمیر کیا اور مکان میں کھانا تیار کیا اور ایک دعوت دینے والے کو بھیجا جس نے دعوت دینے والے کی دعوت کو قبول کیا تو مکان میں داخل ہوا اور کھانا کھایا اور جس نے دعوت قبول نہیں کی تو وہ نہ گھر میں داخل ہوا اور نہ کھانا کھایا، فرشتوں نے آپس میں کہا کہ اس کی وضاحت بیان کرو تا کہ وہ اس کو سمجھیں، بعضوں نے کہا: وہ تو سورہے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ آنکھ نیند میں ہے اور دل بیدار ہے، فرشتوں نے اس مثال کی وضاحت یوں کی کہ وہ مکان جنت ہے اور (بلانے والے) محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں فرق کرنے والے ہیں یعنی مومن اور کافر میں فرق کرنے والے ہیں۔ (بخاری نے اس کی روایت کی ہے)۔

ف: حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرق کرنے والے ہیں کہ فرق کردیا کافر اور مومن میں، حق اور باطل میں، صالح اور فاسق میں، کھانے سے مراد بہشت کی نعمتیں ہیں اور شخص سے مراد اللہ تعالیٰ ہیں،

یہ دونوں باتیں بالکل ظاہر تھیں اس لئے فرشتوں نے ان کی وضاحت نہیں کی۔12

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی سب کے لئے ایک مکمل نمونہ ہے تو جو آپ کے طریقہ سے روگرداں ہوجائے اس کا آپ سے کوئی تعلق نہیں

6/149۔انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ تین شخص (یعنی علی، عثمان بن مظعون اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت گذاری کے متعلق دریافت کریں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت گذاری کی ان کو تفصیل سنائی گئی تو گویا انہوں نے اس کو کم سمجھا اور انہوں نے کہا: ہم کہاں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہاں، اللہ نے تو آپ کو اگلے پچھلے گناہوں سے محفوظ رکھا، ان میں سے ایک نے کہا: اب میں تو ہمیشہ رات بھر نماز پڑھتا رہوں گا، دوسرے نے کہا: میں ہمیشہ دن میں روزے رکھوں گا اور کسی دن کا روزہ نہیں چھوڑوں گا اور تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے کنارہ کش رہوں گا اور کبھی نکاح نہ کروں گا، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے پاس تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: تم ہی وہ لوگ ہو جنہوں نے ایسا ایسا کہا ہے، سنو! خدا کی قسم میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں، اور سب سے زیادہ تقویٰ کرتا ہوں، اور کبھی (نفل) روزے رکھ لیتا ہوں اور کبھی اس کو چھوڑ دیتا ہوں، رات میں نمازیں بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔تو جو میرے طریقے سے روگردانی کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہے۔(بخاری اور مسلم نے اس کی روایت کی ہے)۔

دین میں غلو کرنے والوں پر تنبیہ

7/150۔عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی کام کیا اور لوگوں کو اس کے متعلق رخصت دے دی۔ایک قوم نے اس کے کرنے سے پرہیز کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر ملی تو آپ نے خطبہ دیا، اللہ کی حمد بیان کی پھر فرمایا: اس قوم کا کیا

حال ہے کہ ایسی بات سے پرہیز کرتی ہے جس کو میں کرتا ہوں، خدا کی قسم میں ان تمام کی نسبت اللہ سے زیادہ واقف اور ان سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کی بات لئے بغیر چارہ نہیں لیکن آپ اپنی رائے ظاہر فرمائیں تو کیا کیا جائے؟

8/151۔ رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور اہل مدینہ (کھجور کے نَر درخت کے پھول مادہ درخت میں ڈالا کرتے تھے) آپ نے فرمایا: کیا کرر ہے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم اس طرح کیا کرتے ہیں، فرمایا: اگر تم ایسا نہ کرو تو اچھا ہے، تو ان لوگوں نے (یہ طریقہ) چھوڑ دیا تو کھجور کم نکلے، راوی نے کہا کہ ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا، آپ نے ارشاد فرمایا: میں ایک انسان ہوں، اگر میں تم کو تمہارے دین کی کوئی بات کہوں تو تم اس کو لے لو اور جب میں تم کو اپنی رائے سے کچھ کہوں تو میں ایک انسان ہوں (یعنی ہوسکتا ہے کہ اس میں چوک ہوجائے اس پر عمل کرنا ضروری نہیں ہے)۔ (امام مسلم نے اس کی روایت کی ہے)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اس دین کی مثال اور آپ کی فرمانبرداری اور نافرمانی کرنے والوں کی مثال

9/152۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری مثال اور اس دین کی مثال جس کو اللہ نے مجھے دیکر بھیجا ہے اس آدمی کے مانند ہے جو کسی قوم کے پاس آئے اور کہے اۓ قوم! میں نے اپنی آنکھوں سے ایک فوج کو دیکھا جس

سے میں تم کو یقین کے ساتھ ڈراتا ہوں جلد سے جلد یہاں سے نکل جاؤ، قوم کے ایک حصہ نے اس بات کو مان لی اور اخیر رات میں نکل پڑے اور اطمینان سے چلے اور نجات پا گئے اور قوم کے دوسرے حصہ نے اس کو جھوٹا سمجھا وہ اسی جگہ پڑے رہے، فوج نے ان پر صبح صبح حملہ کر دیا اور ان کو پوری طرح ہلاک کر دیا۔ یہی مثال اس شخص کی ہے جس نے میری اطاعت کی اور میری لائی ہوئی باتوں کی پیروی کی (یعنی نجات پایا) اور یہ اس شخص کی بھی مثال ہے جس نے میری نافرمانی کی اور اس حق کی تکذیب کی جس کو لے کر میں آیا ہوں (یعنی عذاب میں گرفتار ہوا) (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کی ایک اور مثال وضاحت کے ساتھ

10/153۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اس شخص کے مانند ہے جس نے آگ سلگائی جب اس کے اطراف (یعنی چاروں حصے) روشن ہو گئے تو پتنگے اور آگ میں گرنے والے کیڑے آگ میں گرنے لگے، ایسا ہی میں تم کو آگ میں گرنے سے بچانے کے لئے تمہاری کمر کو پکڑ رہا ہوں اور تم آگ میں گرتے جا رہے ہو۔ (یہ بخاری کی روایت ہے)۔

11/154۔ اور مسلم میں بھی یہاں تک اسی طرح ہے جس کے آخر میں یوں ہے: پس یہ میری اور تمہاری مثال ہے کہ میں تمہاری کمر پکڑے ہوئے ہوں کہ تم کو آگ سے بچاؤں، میری طرف آؤ آگ سے بچو! میری طرف آؤ آگ سے بچو! مگر تم مجھ پر غالب ہو کر آگ میں گر رہے ہو (یعنی میرا کہنا نہیں سنتے ہو)۔

علم رسالت کی ایک روشن تمثیل

12/155۔ ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ہدایت اور علم کی مثال جس کو دے کر خدا نے مجھ کو بھیجا ہے کثیر بارش کے مانند ہے جو کسی زمین پر برسے، زمین کا (1) ایک عمدہ حصہ تھا کہ جس نے پانی کو قبول کرلیا اور اس سے خشک گھاس اور تر گھاس کو بکثرت اگایا، اور زمین کا (2) دوسرا حصہ سخت تھا جس نے پانی کو روک رکھا، اللہ نے اس سے لوگوں کو نفع پہنچایا، لوگ خود پیئے اور جانورں کو پلائے اور کھیتی باڑی کی ،زمین کا (3) تیسرا حصہ جو چٹیل میدان تھا نہ تو وہ پانی کو روک رکھا اور نہ گھاس پات اُگائے ، یہ مثال اس شخص کی ہے جس نے اللہ کے دین کو سمجھا اور اللہ نے اس کو علم و ہدایت سے نفع پہنچایا جس کو مجھے دے کر بھیجا ہے کہ اس نے خود علم سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور یہ اس شخص کی بھی مثال ہے جس نے اس ہدایت کی جانب توجہ نہیں کی اور نہ اللہ کی اس ہدایت کو قبول کیا جس کو مجھے دے کر بھیجا گیا ہے (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

13/156۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سورہ آل عمران، پ:3، ع:1، آیت نمبر:7، کی) یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿هُوَ الَّذِیٓ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْکَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْکِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ، فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ ، وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ، وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ، کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ، وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّآ اُوْلُوا الْاَلْبَابِ﴾۔

(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) وہی (ذات پاک) جس نے تم پر (یہ) کتاب اُتاری جس میں بعض آیتیں پکی (یعنی صاف اور صریح) ہیں کہ وہی اصل کتاب ہیں اور بعض دوسری مبہم (کہ ان کے معنوں میں کئی پہلو نکل سکتے ہیں) تو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ تو (دین میں فساد پیدا کرنے اور ان کے اصل مطلب ڈھونڈنے کی غرض سے قرآن کی انہیں مبہم آیتوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں

حالانکہ اللہ کے سوا ان کا اصلی مطلب کسی کو معلوم نہیں اور جو لوگ علم (دین میں) پختہ ہیں وہ تو اتنا ہی کہہ کر رہ جاتے ہیں کہ اس پر ہمارا ایمان ہے، یہ سب کچھ ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے اور نصیحت وہی لوگ قبول کرتے ہیں جن کو عقل اور سمجھ ہے۔

متشابہ آیات کی ٹوہ میں رہنے والوں کا شمار کج روگروہ میں ہے

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس وقت کہ تو دیکھے۔اور مسلم میں یوں ہے: جب تم ان کو دیکھو کہ جو متشابہ آیات کے پیچھے پڑ گئے ہیں تو سمجھ لو کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کا نام اللہ نے (اس آیت میں) کج روی کرنے والے رکھا ہے تو تم ایسے لوگوں سے دور رہو۔(بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر اس کی روایت کی ہے)۔

پچھلی امتوں میں لوگ کتاب اللہ میں اختلاف کرنے سے ہلاک ہوئے ہیں

14/157۔عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن دوپہر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کی آواز سنی جو ایک آیت کے بارے میں اختلاف کر رہے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے اور آپ کے چہرہ مبارک پر غصہ کے آثار تھے، فرمایا: تم سے پہلے کے لوگ اللہ کی کتاب میں اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے ہیں۔(اس کی روایت مسلم نے کی ہے)۔

ف: یہاں اختلاف سے مراد گمراہ فرقوں کا اختلاف ہے، ائمہ مجتہدین کا اختلاف مراد نہیں، ایسا اختلاف تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے بھی منقول ہے جو باعث رحمت ہے۔

مسلمانوں میں سب سے بڑا مجرم مسلمان کون ہے؟

15/158۔سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں میں سب سے بڑا مجرم وہ مسلمان ہے جس نے کسی ایسی چیز کا

سوال کیا جو مسلمانوں پر حرام نہ تھی مگر اس کے سوال کی وجہ سے وہ حرام کردی گئی ۔(مسلم نے اس کی روایت کی ہے اور بخاری کی روایت بھی اسی طرح ہے)۔

آخری زمانہ میں بکثرت دجال اور کذاب پیدا ہوں گے اور اُن سے دُور رہنے کی تاکید

16/159 ۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخری زمانہ میں بہت سے دجال اور کذاب پیدا ہوں گے جو (عقائد فاسدہ اور احکام باطلہ ثابت کرنے کے لئے) ایسی حدیثیں بیان کریں گے جن کو نہ تو تم نے سنا اور نہ تمہارے باپ دادا نے ، ان سے تم دور رہو، کہیں وہ تم کو گمراہ نہ بنادیں اور فتنہ میں مبتلا نہ کردیں ۔(مسلم نے اس کی روایت کی ہے)۔

اہل کتاب کی نہ تصدیق کی جائے اور نہ تکذیب

17/160 ۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ اہل کتاب تورات کو عبرانی زبان میں پڑھ کر اہل اسلام کے لئے عربی میں اس کی تفسیر کیا کرتے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل کتاب کی نہ تو تصدیق کرو اور نہ تکذیب بلکہ یوں کہو ﴿ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا ”الخ﴾ (سورہ بقرہ ، پ:1 ، ع:16 ، آیت نمبر:136) ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس کتاب پر ایمان لائے جو ہمارے لئے نازل کی گئی ہے ۔(امام بخاری نے اس کی روایت کی ہے)۔

کسی چیز کو سن کر بلا تحقیق بولتا پھرنا بھی جھوٹ ہے

18/161 ۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ جو کچھ سن لے اس کو (بلا تحقیق) بولتا پھرے ۔(اس کی روایت امام مسلم نے کی ہے)۔

جہاد بالید، جہاد باللسان اور جہاد بالقلب کی ضرورت

19/162۔ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی نبی کو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے کسی امت میں بھیجا ہے لازماً اس نبی کے لئے اس کی امت میں چند مددگار اور ساتھی رہے ہیں جو اس نبی کے طریقہ پر پابند رہے اور اس کے حکم کی پیروی کرتے رہے ان کے بعد ان کے برے جانشین آئے جو ایسی باتیں کہتے رہے جو خود نہیں کرتے تھے اور ایسے کام کرتے رہے جن کے کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا، ایسے لوگوں کے ساتھ جس نے ہاتھ سے جہاد کیا وہ مومن ہے اور جس نے ان کے ساتھ زبان سے جہاد کیا (یعنی منع کیا) وہ بھی مومن ہے اور جس نے ان کے ساتھ دل سے جہاد کیا وہ بھی مومن ہے اور اس کے سوا ایمان کا کوئی درجہ رائی کے دانہ کے برابر بھی نہیں ہے (یعنی جس نے دل سے برا نہ جانا تو گویا بری بات پر راضی ہوا؛ پس یہ کفر ہے)۔(اس کی روایت امام مسلم نے کی ہے)۔

ہدایت کی طرف بلانے والے کی فضیلت اور گمراہی کی طرف بلانے والے کی مذمت

20/163۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ہدایت کی طرف بلاتا ہے تو اس کو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا اس ہدایت پر عمل کرنے والے کو ملے گا اور ان پیروی کرنے والوں کے ثواب میں سے یہ ثواب کچھ کمی نہ کرے گا، اور جس نے گمراہی کی جانب بلایا تو اس پر اتنا ہی گناہ ہوگا جتنا اس گمراہی کے عمل کرنے والوں پر ہوگا اور یہ گناہ اس پر عمل کرنے والوں کے گناہوں میں سے کوئی کمی نہیں کرے گا۔(اس کی روایت مسلم نے کی ہے)۔

اسلام کا آغاز غریب الوطنی میں ہوا

21/164۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تعالیٰ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام کا آغاز غریب الوطنی میں ہوا اور عنقریب لوٹ کر ایسا ہی غریب الوطن بن جائے گا جیسا کہ شروع ہوا تھا، پس خوشی ہو غریب الوطنوں کے لئے۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)۔

ایمان مدینہ کی جانب سمٹ کر آجائے گا

22/165۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان مدینہ کی جانب سمٹ کر آجائے گا جس طرح کہ سانپ چوطرف پھر کر پھر اپنی بِل میں آجاتا ہے۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

چند فرشتوں نے اللہ تعالیٰ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم، اسلام اور جنت کو ایک مثال کے ذریعہ سمجھایا

23/166۔ ربیعۃ الجرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں چند فرشتے دکھائی دیئے اور آپ سے کہا گیا کہ تمہاری آنکھ سو جائے اور کان سنتے رہیں اور دل سمجھتا رہے، آپ نے فرمایا: میری آنکھ سو گئی ہے اور میرے دونوں کانوں نے سنا اور میرا دل سمجھا (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ سے کہا گیا کہ ایک سردار نے مکان بنایا اور اس میں کچھ کھانا تیار کیا اور ایک دعوت دینے والے کو بھیجا تو جس نے بلانے والے کی دعوت کو قبول کیا تو گھر میں داخل ہوا اور کھانا تناول کیا اور اس سے سردار خوش ہوا، اور جس نے دعوت قبول نہیں کی تو وہ گھر میں داخل نہیں ہوا اور کھانا بھی نہیں کھایا اور اس سے سردار ناراض ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ سردار تو اللہ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم دعوت پہنچانے والے ہیں اور مکان اسلام ہے اور کھانا جنت ہے۔ (اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔)

انکار حدیث کے فتنہ کی جانب اشارہ اور اس کی مذمت

24/167۔ ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز نہ پاؤں میں تم سے کسی کو اس طرح کہ وہ اپنی کرسی پر ٹیک لگائے ہو اور اس کے پاس میری کوئی حدیث پہنچے، جس میں میں نے حکم کیا ہے یا جس میں منع کیا ہے اور اس پر وہ کہے کہ میں نہیں جانتا (یعنی اس حدیث کو نہیں مانتا) اللہ کی کتاب میں جو کچھ ہم نے پایا ہے اس کی ہم پیروی کریں گے۔ (اس کی روایت امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں کی ہے)۔

ف: اس حدیث میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منکرین حدیث کے متعلق واضح اشارہ فرمایا ہے کہ وہ از راہ جہالت یوں کہا کریں گے کہ کتاب اللہ کے سوا ہم کچھ نہیں جانتے اور اس کے سوا ہم کسی کی پیروی نہیں کرتے حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جس طرح قرآن عطا ہوا ہے اسی طرح حدیث بھی عطا ہوئی ہے اور شریعت کے احکام جس طرح قرآن سے ثابت ہوتے ہیں، اسی طرح احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوئے ہیں اس کے بعد جو حدیثیں آرہی ہیں وہ بھی اس کی تائید کرتی ہیں۔

منکرین حدیث کی تردید اور ان چیزوں کا ذکر جن کی حرمت اور حلت قرآن میں موجود نہیں بلکہ صرف حدیث سے ثابت ہوتی ہے

25/168۔مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھی طرح سن لو مجھے قرآن دیا گیا اور اسی کے ساتھ اس کے مماثل حدیث دی گئی سن لو! عنقریب ایک شخص پیٹ بھرا ہوا اپنی کرسی پر تکیہ کئے ہوئے کہے گا کہ اس قرآن کو لے لو، اس میں جو چیز حلال پاؤ اس کو حلال سمجھو، اور جس چیز کو حرام پاؤ اس کو حرام سمجھو حالانکہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بعض چیزوں کو حرام قرار دیا ہے جس طرح اللہ نے حرام قرار دیا ہے، آگاہ ہو جاؤ کہ گھریلو گدھا تمہارے لئے حلال نہیں ہے اور ہر کو نچلی والا درندہ بھی حلال نہیں ہے اور ذمی کافر کی راستہ میں پڑی ہوئی چیز بھی حلال نہیں ہے لیکن ایسی صورت میں کہ اس کا مالک اس

راستہ میں گری ہوئی چیز کی پرواہ نہ رکھتا ہو، اور جو شخص کسی قوم کے پاس مہمان جائے تو اس قوم پر اس کی مہمانی ضروری ہے، اگر وہ اس کی مہمانی نہ کرے تو مہمان اس سے بقدر مہمانی جبراً حاصل کرسکتا ہے۔(اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور دارمی نے بھی اسی طرح کی روایت کی ہے اور ابن ماجہ نے " **كَمَا حَرَّمَ اللّٰه** "تک ایسا ہی روایت کی ہے)۔

ف(1): ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "**فَعَلَيْهِمْ اَنْ يَّقْرُوْهُ فَاِنْ لَّمْ يَقْرُوْهُ فَلَهٗ اَنْ يُّعْقِبَهُمْ بِمِثْلِ قِرَاهُ.**" (قوم کے مہمان کی ضیافت قوم پر ضروری ہے اگر وہ اس کی مہمانی نہ کریں تو وہ ان سے بقدر مہمانی جبراً حاصل کرسکتا ہے) یہ حکم ابتداء اسلام میں ضروری تھا اور میزبان سے بقدر میزبانی حاصل کرلینا منجملہ ان واجبات کے ہے جو وجوب زکوٰۃ سے منسوخ ہوچکے ہیں۔

ف(2): اس حدیث میں گھریلو گدھے کی حرمت کا ذکر ہے جو صرف سنت یعنی حدیث سے ثابت ہے، کتاب اللہ میں اس کا ذکر نہیں ہے اور یہ حکم بطور مثال بیان کیا گیا ہے، اِسی پر انحصار مقصود نہیں، اس کا ذکر طیبی نے کیا ہے اور اسی طرح بہت سی چیزیں حدیث سے حرام کردی گئی ہیں اور حدیث میں ذمی کی گری ہوئی چیز کا بطور خاص اس لئے ذکر فرمایا گیا ہے کہ اس سے معاہدہ کے اہتمام کا اظہار مقصود ہے کیوں کہ کافر کی ملک ہونے کی وجہ سے اس کو اٹھالینے اور اس کو لے لینے کا خیال پیدا ہوتا ہے حالانکہ کافر سے معاہدہ ہونے کے بعد معاہدہ کا لحاظ شریعت میں نہایت ضروری ہے۔(از مرقات)۔

ف(3): "**فَعَلَيْهِمْ اَنْ يَّقْرُوْهُ**" راہِ خدا کے مجاہد کی مہمانی کے لزوم کا حکم ابتداء اسلام میں تھا کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کے لئے فوج کے جتھے روانہ فرماتے تھے جن کا گذر عرب کے قبیلوں پر ہوتا تھا، مہمان کے لئے نہ تو کوئی بازار ہوتا کہ کھانا خرید لیں اور نہ فوجیوں کے ساتھ توشہ ہوتا، اس لئے قبیلوں پر ان فوجیوں کی مہمانی لازمی قرار دی گئی تاکہ ان کا سفر منقطع نہ ہوجائے مگر جب اسلام قوی ہوگیا تو عام طور سے رحم وکرم کا سلوک بھی عام کردیا گیا اور میزبانی کا لزوم منسوخ کردیا گیا البتہ صرف جواز اور استحباب باقی رہ گیا۔(از مرقات)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ میں منکرین حدیث کا رد فرمانا اوران چیزوں کا ذکر فرمانا جن کی ممانعت صرف حدیث سے ثابت ہے

26/169۔عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی کا یہ خیال ہے کہ وہ اپنی کرسی پر تکیہ لگائے ہوئے یہ گمان کرے کہ اللہ نے سوائے ان چیزوں کے کسی کو حرام نہیں فرمایا جن کا ذکر قرآن میں ہے! سنو خدا کی قسم میں نے حکم بھی دیا ہے، وعظ بھی کہا ہے اور کئی ایسی چیزوں سے منع کیا ہے جو قرآن کی ممنوعہ چیزوں کے مثل ہیں یا ان سے زائد ہی ہیں، چنانچہ اللہ نے یہ جائز قرار نہیں رکھا ہے کہ تم اہل کتاب کے گھروں میں ان کی اجازت کے بغیر داخل ہو جاؤ اور نہ اس کی اجازت دی ہے کہ تم ان کی عورتوں کو مار پیٹ کرو، اور نہ اس کی اجازت ہے کہ ان کے میوؤں کو کھالو، جبکہ وہ اس رقم کو ادا کریں، جس کی ادائی ان پر واجب ہے۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)۔

مسلمان حاکم کی اطاعت اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے طریقہ کے اختیار کرنے پر تاکید

27/170۔عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز پڑھائی، پھر ہماری جانب متوجہ ہوئے اور ایسا بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا کہ آنسو نکل پڑے اور دل خوف سے لرز گئے، ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ وعظ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک رخصت کرنے والے شخص کا وعظ ہے، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو کچھ وصیت فرمائیے، ارشاد ہوا: میں تم کو خدا سے ڈرتے رہنے اور (حاکم کی) اطاعت اور تابعداری کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ تمہارا امیر حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، اس لئے میرے بعد جو بھی تم میں زندہ رہے گا وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا، ایسی حالت میں تم پر میری سنت اور نیک ہدایت یافتہ خلفاء کا طریقہ اختیار کرنا

ضروری ہوگا، ان طریقوں کو دانتوں سے مضبوط پکڑلو، اورنئی نئی باتوں سے بچتے رہو، اس لئے کہ ہرنئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔(امام احمد، ابوداؤد، ترمذی اورابن ماجہ نے اس کی روایت کی ہے اورترمذی اورابن ماجہ میں نماز پڑھانے کا ذکرنہیں ہے)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خط کھینچ کر صراط مستقیم اور گمراہ راہوں کی تفہیم فرمائی، راہِ حق ایک ہے ناحق بہت ہیں

28/171۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ہمارے سامنے ایک خط کھینچا اور پھر فرمایا: یہ خدا کا راستہ ہے، پھراس خط کے سیدھے اور بائیں جانب چند خطوط کھینچے اور فرمایا: یہ چند راستے ہیں ان میں سے ہر ایک راستہ پر ایک شیطان ہے جو اپنی طرف بلاتا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سورہ انعام، پ:8، ع:19، آیت نمبر:153، کی) یہ آیت) تلاوت فرمائی﴿ وَاَنَّ هٰـذَا صِرَاطِىْ مُسْتَقِيماً فَاتَّبِعُوْهُ ...... الخ﴾ (یہ میرا راستہ سیدھا ہے اس کی پیروی کرو!)۔(اس کی روایت امام احمد، نسائی اور دارمی نے کی ہے)۔

کوئی شخص پورا ایماندار نہیں ہوتا جب تک اس کی خواہشات شریعت کے تابع نہیں ہوتیں

29/172۔عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ اس کی خواہش اس دین کی تابع نہ بن جائے جس کو میں لایا ہوں (امام بغوی نے شرح السنۃ میں اس کی روایت کی ہے اورامام نووی نے اپنی اربعین میں فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اوراس کو ہم نے کتاب الحجۃ میں صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے)۔

کسی مردہ سنت کو زندہ کرنے کا ثواب اور دین میں نئی بات پیدا کرنے کا گناہ

30/173۔ بلال بن حارث مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری کسی سنت کو زندہ کیا جو میرے بعد مردہ ہوگئی تھی (یعنی اس پر خود عمل کیا اور لوگوں کو اس پر عمل کرایا) تو اس کو اس پر عمل کرنے والوں کے ثواب کی طرح بھی ثواب ملے گا اور اس سے ان کے اجر میں کسی قسم کی کمی نہ ہوگی اور جس نے کوئی نئی گمراہ کن بات ایجاد کی جس کو اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پسند نہیں کرتے ہیں تو اس کو اس کے عمل کرنے والوں کا گناہ بھی ملے گا اور اس سے ان عمل کرنے والوں کے گناہوں میں کسی قسم کی کمی نہ ہوگی۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)۔

دین حجاز میں سمٹ کر آجائے گا

31/174۔ عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین، حجاز میں سمٹ کر آجائے گا جس طرح سانپ (چوطرف گھوم کر) پھر اپنی بل میں آجاتا ہے اور دین حجاز میں اس طرح پناہ گزیں ہوگا جس طرح پہاڑی بکری پہاڑ کی چوٹی میں پناہ گزیں ہوتی ہے اور دین کی ابتداء غریب الوطنی سے ہوئی ہے اور عنقریب پھر اس کی یہی حالت ہوگی۔ جس طرح کہ اس کی ابتداء ہوئی تھی۔

غریب الوطنوں کو خوشخبری اور یہ کون ہیں؟

پس غریب الوطنوں کو خوشخبری ہو، اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو میری سنت کو درست کریں گے جس کو میرے بعد لوگوں نے بگاڑ دیا تھا۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔)

بنی اسرائیل (72) فرقوں میں بٹ گئے اور امت محمد یہ (صلی اللہ علیہ وسلم) (73) فرقوں میں تقسیم پا جائے گی، اور نجات صرف اس فرقہ کو ہوگی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے طریقہ کا پابند رہیگا

32/175۔عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ضرور میری امت میں وہ تمام باتیں اس طرح پوری پوری ہوں گی جو بنی اسرائیل میں ہوئیں ہیں حتیٰ کہ اگر ان میں کا کوئی شخص علانیہ اپنی ماں سے زنا کا ارتکاب کیا ہوگا تو میری امت میں بھی ایسا شخص ہوگا جو ایسا ہی کرے گا، اور بنی اسرائیل (72) فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت (73) تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی اور سوائے ایک فرقہ کے سب کے سب دوزخ میں جائیں گے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ ایک نجات پانے والا فرقہ کونسا فرقہ ہوگا؟ فرمایا: وہی فرقہ نجات پانے والا ہوگا جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)۔

33/176 ۔اور امام احمد اور ابو داؤد نے معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ (72) بہتر فرقے آگ میں اور ایک فرقہ جنت میں ہوگا، اور وہ ایسی جماعت (یعنی سوادِ اعظم) ہوگا جو کتاب وسنت پر قائم رہے گا اور عنقریب میری امت میں چند ایسے لوگ پیدا ہوں گے جن میں اُہواء (یعنی نفسانی خواہشات) اِس طرح سرایت کر جائیں گے جس طرح کہ کسی مریض میں مرضِ کلب (کتے کاٹنے کی بیماری) سرایت کر جاتی ہے کہ کوئی رگ اور جوڑا ایسا نہیں ہوتا جس میں یہ بیماری سرایت نہ کی ہو۔

اُمت محمد یہ صلی اللہ علیہ وسلم گمراہی پر جمع نہیں ہوگی کیوں کہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے

34/177۔ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میری امت کو۔ یا یوں فرمایا کہ: امت محمد یہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے تو جو جماعت سے الگ ہوا وہ (جنتیوں کی جماعت سے الگ کر کے) دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ (ترمذی نے اس کی روایت کی ہے)۔

جو سوادِ اعظم یعنی بڑی جماعت کا اتباع نہ کرے گا اس کو تنہا دوزخ میں ڈال دیا جائے گا

35/178۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑی جماعت کی اتباع کرو، اس لئے کہ جو جماعت سے جدا ہوا وہ تنہا آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ (اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔)

دل میں کسی کی طرف سے برائی کا نہ ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا طریقہ ہے جو جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت نصیب کرے گا

36/179۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہوا ہے کہ اے پیارے بیٹے! اگر تجھے اس بات پر قدرت ہو کہ تیری صبح و شام ایسی گزرے کہ تیرے دل میں کسی کی نسبت کوئی برائی نہ آئے تو اس طرح گزار دے، پھر ارشاد ہوا: اے بچے یہ میرا طریقہ ہے، جس نے میرے طریقہ کو پسند کیا اس نے مجھ کو دوست رکھا اور جس نے مجھے دوست رکھا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)۔

فسادِ اُمت کے زمانہ میں پابندِ سنت کو (100) شہیدوں کا اجر ملے گا

37/180۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو میری امت کے بگڑ جانے کے زمانہ میں میری سنت کا پابند رہا تو اس کو (100) شہیدوں کا اجر ملے گا۔ (امام بیہقی نے اس کی روایت اپنی کتاب الزہد میں کی ہے)۔

اگر موسیٰ علیہ السلام آج موجود ہوتے تو انہیں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے بغیر چارہ نہ ہوتا

38/181۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب عمر رضی اللہ عنہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا کہ ہم یہود سے چند باتیں سنتے ہیں جو ہم کو پسند آتی ہیں، کیا آپ کی اجازت ہے کہ اس کو قلمبند کرلیں، ارشاد ہوا: کیا تم یہود و نصاریٰ کی طرح حیران و سرگرداں ہو جس طرح کہ یہود و نصاریٰ حیران ہوئے ہیں، میں تمہارے پاس روشن، واضح اور پاک وصاف دین لایا ہوں، اگر موسیٰ علیہ السلام موجود ہوتے تو میری اتباع کے سوا ان کو کوئی چارہ کار نہ ہوتا۔ (اس کی روایت امام احمد نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے)۔

جنت میں داخل ہونے کی تین شرطیں کیا ہیں؟

39/182۔ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص (1) پاک (یعنی حلال) غذا کھائے اور (2) سنت پر عمل کیا کرے ، اور (3) لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں تو وہ جنت میں داخل ہوگا، ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ آج ایسے لوگ بہت ہیں، فرمایا: میرے بعد کے زمانوں میں بھی ایسے لوگ رہیں گے۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)۔

آخری زمانہ میں عمل میں تخفیف کے باوجود نجات کی خوشخبری

40/183۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ایسے زمانہ میں ہو کہ اگر تم میں سے کوئی شخص بھی ان باتوں کا دسواں حصہ ترک

کردے جن کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو وہ ہلاک ہوگا، پھر ایک زمانہ آئے گا کہ اس زمانہ میں جو شخص ان باتوں کے دسویں حصہ پر عمل کرے گا جن کا اس کو حکم دیا گیا ہے تو وہ نجات پالے گا۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)۔

کسی قوم کا ہدایت کے بعد گمراہ ہونا دین میں جھگڑنے کی وجہ سے ہوتا ہے

41/184۔ ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو قوم بھی ہدایت پانے کے بعد گمراہ ہوئی ہے وہ صرف دین میں جھگڑنے کی وجہ سے گمراہ ہوئی ہے، پھر آپ نے (سورۂ زخرف، آیت نمبر:58، پ:25، ع:6، کی) یہ آیت ﴿مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ، بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ﴾ تلاوت فرمائی۔

ترجمہ: ان لوگوں نے جو یہ (عجیب مضمون) بیان کیا ہے تو محض جھگڑا کرنے کے لئے بلکہ یہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو۔ (اس کی روایت امام احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے)۔

دین کے بارے میں بیجا سختی مناسب نہیں!

42/185۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ (دین کے بارے میں) اپنے اوپر سختی نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ بھی تم پر سختی کرے گا، چنانچہ ایک قوم نے اپنے اوپر سختی کر لی تو اللہ نے ان پر اس کو سخت ہی کر دیا، چنانچہ گرجا گھروں میں اور یہود کے عبادت خانوں میں ان کے باقی ماندہ لوگ ہی تو ہیں کہ انہوں نے رہبانیت (دنیا سے بے تعلقی) کو خود ایجاد کر لیا جس کو اللہ نے ان پر لازم نہیں کیا تھا۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)۔

قرآن پانچ قسم کی باتوں پر نازل ہوا ہے

43/186۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کا نزول پانچ طرح پر ہوا ہے (1) حلال (2) حرام (3) محکم (4) متشابہ (5) اور امثال۔ حلال کو حلال سمجھو اور حرام کو حرام، محکم آیتوں پر عمل کرو، اور متشابہ آیتوں پر ایمان لاؤ، اور امثال (یعنی گذری ہوئی امتوں کے قصوں) سے عبرت حاصل کرو (یہ مصابیح کے الفاظ ہیں اور بیہقی نے شعب الایمان میں جو روایت کی ہے وہ یہ ہے کہ حلال پر عمل کرو اور حرام سے بچو اور محکم کی اتباع کرو)۔

ف: محکم سے مراد قرآن کی ایسی آیتیں ہیں جن کے معنوں میں کوئی اشتباہ نہ ہو جیسے ﴿وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ﴾ (نماز پابندی سے با قاعدہ پڑھا کرو اور زکات ادا کرتے رہو) (سورہ بقرہ، پ:1، ع:5، آیت نمبر:43)۔

اور متشابہ سے وہ آیتیں مراد ہیں جن کے معنی خوب واضح نہ ہوں اور ان کے کئی معنی ہو سکتے ہیں، جیسے ﴿وَجَآءَ رَبُّ﴾ (تمہارا پروردگار آیا) (سورہ فجر، پ:30، ع:1، آیت نمبر:22) وغیرہ۔12

احکام تین قسم کے ہیں

44/187۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حکم تین طرح کے ہیں: (1) وہ حکم جس کی ہدایت ظاہر ہے تو اس کی پیروی کیا کرو (جیسے نماز اور زکات کا حکم) (2) وہ حکم جس کی گمراہی ظاہر ہے تو اس سے بچتے رہو (جیسے زنا) (3) وہ حکم جس میں اختلاف کیا گیا ہے تو اس کو اللہ عز وجل کے سپرد کردو (جیسے قیامت کے دن کا تعین) وغیرہ۔ (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے)۔

جماعت اور جمہور کو لازم کرلیا جائے کیوں کہ شیطان جماعت سے دور رہنے والے کو پکڑ لیتا ہے

45/188۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان انسان کا ایسا بھیڑیا ہے جس طرح بکریوں کا بھیڑیا ہوتا ہے کہ وہ

اکیلی دُور رہنے والی اور کنارے پر چرنے والی بکری کو پکڑ لیتا ہے تو تم شاہ راہِ اسلام کو چھوڑ کر گمراہی کی گھاٹیوں سے بچو، اور تم لازم کرلو جماعت کو اور جمہور کو (یعنی چھوٹے چھوٹے فرقوں میں نہ بٹ جاؤ)۔(اس کی روایت امام احمد نے کی ہے)۔

جو جماعت سے ایک بالشت بھی جدا ہوجائے تو اس نے اسلام کا طوق گردن سے اتار دیا

46/189۔ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایک بالشت بھی جماعت سے جدا ہوجائے تو اس نے اسلام کا طوق اپنی گردن سے اتار دیا۔(اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے)۔

اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر جب تک عمل رہے گا گمراہ نہیں ہوسکتے

47/190۔مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطور مرسل روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم میں ایسی دو باتیں چھوڑ رہا ہوں، جب تک تم ان پر عمل کرتے رہو گے گمراہ نہ ہوگے (1) ایک اللہ کی کتاب (2) دوسرے اس کے رسول کی سنت۔(اس کی روایت موطا میں اسی طرح ہے۔)

دین میں جس قدر نئی بات نکالی جائے گی اسی قدر سنت اٹھالی جائے گی

48/191. غُضَيْفُ بنُ حَارِثْ ثُمَالِي رَضِيَ اللهُ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کبھی کسی قوم نے دین میں نئی بات نکال لی تو اتنی ہی سنت اٹھالی جاتی ہے، لہٰذا سنت پر عمل کرنا بدعت کے ایجاد کرنے سے بہتر ہے۔(اس کی روایت امام احمد نے کی ہے)۔

بدعت کی مذمت

49/192۔حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب کبھی کسی قوم نے

اپنے دین میں نئی بات ایجاد کرلی تو اللہ اتنی سنت ان سے اٹھالیتے ہیں، جس کو پھر قیامت تک ان کے پاس واپس نہیں فرماتے۔ (دارمی نے اس کی روایت کی ہے)۔

بدعتی کی تعظیم کرنا اسلام کے ڈھانے میں مدد کرنا ہے

50/193۔ابراہیم بن میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی بدعتی کی تعظیم کی تو اس نے اسلام کے ڈھادینے میں مدد کی۔ (امام بیہقی نے شعب الایمان میں اس کی روایت بطور ارسال کی ہے)۔

احکام خداوندی کی تعمیل کا ثمرہ

51/194۔ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جس نے اللہ کی کتاب کی تعلیم پائی پھر اس کے احکام کی تعمیل کی تو اللہ تعالیٰ دنیا میں اس کو گمراہی سے بچائیں گے اور قیامت میں اس کو بُرے حساب سے محفوظ رکھیں گے۔

52/195۔اور ایک دوسری روایت میں (ایسا بھی) آیا ہے کہ جس نے اللہ کی کتاب کی پیروی کی تو وہ دنیا میں گمراہ نہ ہوگا اور آخرت میں بدنصیب نہ ہوگا پھر آپ نے (سورہ طہٰ، آیت نمبر: 123، پ: 16، ع:7 کی) یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَایَ فَلَا یَضِلُّ وَلَا یَشْقٰی﴾۔

(ترجمہ: تم میں جو کوئی میری اس ہدایت یعنی قرآن اور سنت کا اتباع کرے تو وہ نہ دنیا میں گمراہ ہوگا اور نہ آخرت میں بدنصیب۔ (اس کی روایت رزین نے کی ہے۔)

صراط مستقیم کی اللہ تعالیٰ نے کس طرح مثال دی ہے؟

53/196۔ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کی ایک مثال اس طرح بیان کی ہے کہ ایک سیدھی راہ

ہے، اور اس کے ہر دو جانب دو دیواریں ہیں جس میں دروازے کھلے ہوئے ہیں اور دروازوں پر پردے لٹکے ہوئے ہیں، سر راہ ایک پکارنے والا پکار رہا ہے کہ سیدھی راہ پر قائم رہو، اور تیڑھی راہ نہ چلو (یعنی دائیں اور بائیں جو دروازے ہیں ان کا رخ نہ کرو) اور اس سیدھے راستے پر ایک اور پکارنے والا یہ بھی پکار رہا ہے، جب کبھی بندہ ان دروازوں میں سے کسی کو کھولنا چاہتا ہے (وہی پکارنے والا کہتا ہے) افسوس اس کو نہ کھول، اگر تو اس کو کھول دے گا تو اس میں داخل ہو جائے گا۔ پھر اس کی آپ نے تفسیر یوں فرمائی اور فرمایا کہ صراط سے مراد اسلام ہے، اور کھلے دروازے اللہ کے محارم (یعنی حرام کردہ چیزیں) ہیں اور لٹکے ہوئے پردے اللہ کے حدود ہیں، راستہ پر کھڑا ہو کر پکارنے والا قرآن ہے اور اس کے اوپر جو دوسرا پکارنے والا ہے وہ اللہ کا واعظ ہے جو ہر مومن کے دل میں ہے (جو ہر برائی کے وقت اس کو اس سے روکتا ہے مگر یہ اس کی نہ سن کر اس میں مبتلا ہو جاتا ہے)۔ (اس کی روایت ''رزین'' نے کی ہے)۔

54/197۔ اور امام احمد اور امام بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت نواس بن سمعان سے اس کی روایت کی ہے اور ترمذی میں اسی کا اختصار ہے۔

اسوۂ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اہمیت اور اس پر عمل نجات کی علامت ہے

55/198۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: جو شخص کسی طریقہ پر چلنا چاہتا ہے تو اس کو چاہئے کہ ان لوگوں کے طریقہ پر چلے جو اس دنیا سے گذر گئے ہیں کیوں کہ زندہ شخص کا فتنہ سے بچنا دشوار ہے اور یہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) ہیں جو اس امت میں افضل تھے، جن کے دل نہایت نیک اور جن کا علم بہت وسیع تھا اور جو تکلف سے دور تھے، ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و رفاقت اور دین کے قیام کے لئے منتخب فرمایا تھا، ان کی فضیلت کو سمجھو، ان کے نقشِ قدم پر چلو اور جس قدر ہو سکے ان کے اخلاق و سیرت کو اختیار کرو کہ وہ حضرات راہ راست اور ہدایت مستقیم پر تھے۔ (اس کی روایت رزین نے کی ہے)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تورات کو دیکھ کر غضبناک ہو جانا اور ارشاد فرمانا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام موجود ہوتے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی پیروی فرماتے

56/199۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تورات کا ایک نسخہ لے جا کر حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ تورات کا ایک نسخہ ہے تو آپ نے سکوت فرمایا، عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو پڑھنا شروع کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک (غصہ سے) متغیر ہو رہا تھا، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عمر (رضی اللہ عنہ)، تعجب ہے "ثَکِلَتْکَ الثَّوَاکِلُ" (یہ جملہ مقام تعجب میں کہا جاتا ہے) کیا تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کے تغیر کو نہیں دیکھ رہے ہو؟ عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کو دیکھا اور کہا میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں، اس کے غضب سے اور اس کے رسول کے غضب سے، ہم اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، اگر موسیٰ علیہ السلام تم میں ظاہر ہوتے اور تم ان کی پیروی کرتے اور مجھے چھوڑ دیتے تو تم راہ راست سے گمراہ ہو جاتے اور اگر موسیٰ علیہ السلام موجود ہوتے اور میری نبوت کو پاتے تو وہ بھی صرف میری پیروی کرتے (اس کی روایت دارمی نے کی ہے)۔

احناف کے پاس کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نسخ کی چار صورتیں ہیں

57/200۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: میرا کلام اللہ کے کلام کو منسوخ نہیں کرتا لیکن اللہ کا کلام میرے کلام کو منسوخ کرتا ہے۔(اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے)۔

ف(1): شیخ یعنی شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لمعات میں لکھا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک ثابت ہے کہ حدیث بھی کتاب اللہ کی ناسخ ہوتی ہے، لہٰذا اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کلامی (میرے کلام) سے مراد وہ قول ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر وحی کے اپنے اجتہاد اور رائے سے کہا ہے یعنی میرا ایسا کلام کلام اللہ کا ناسخ نہیں ہوتا۔

البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد "کنسخ القرآن" جو اس کے بعد والی حدیث میں مذکور ہے اگر اس کے معنی مصدری کو مفعول کی طرف مضاف کردیں تو اس معنی کے لحاظ سے حدیث کا ناسخِ قرآن ہونا ثابت ہوتا ہے اور اس صورت میں "کنسخ القرآن" کے معنی کنسخِ الأحادیثِ القرآنَ یعنی "احادیث کا قرآن کو منسوخ کرنا ہوں گے"۔12

احناف کے نزدیک کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نسخ کی چار صورتیں ہیں:

ف(2):(1) پہلی یہ کہ کتاب اللہ کی تنسیخ، کتاب اللہ سے ہو (2) دوسرے یہ کہ ایک سنت کی تنسیخ دوسری سنت سے ہو (3) تیسرے یہ کہ کتاب اللہ کی تنسیخ، سنت سے ہو (4) چوتھے یہ کہ سنت کی تنسیخ، کتاب اللہ سے ہو۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس نسخ کی صرف دو صورتیں جائز ہیں

امام شافعی رحمۂ اللہ نے مختلف فیہ صورت میں اختلاف کیا ہے، لہٰذا ان کے پاس دو ہی صورتیں نسخ کی جائز ہوں گی: (1) ایک یہ کہ کتاب اللہ کی ایک آیت، کتاب اللہ کی دوسری آیت کو منسوخ کردے (2) دوسری صورت نسخ کی یہ ہوگی کہ ایک حدیث کے ذریعہ سے دوسری حدیث منسوخ قرار پائے۔

كَلَامِيُ لَا يَنْسَخُ كَلَامَ اللّٰهِ سے کیا مراد ہے؟

احناف کی دلیل یہ ہے چونکہ نسخ کے معنی حکم مطلق کی مدت کو بیان کرنا ہے کہ اس حکم کی مدت اتنی تھی پس یہ جائز ہے کہ اللہ اپنے رسول کے کلام کی مدت بیان فرمادیں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اپنے رب کے کلام کی مدت بیان کردیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ''كَلامِیْ لَا يَنْسَخُ كَلَامَ اللّٰهِ'' (میرا کلام، کلام اللہ کو منسوخ نہیں کرتا) گو مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی بظاہر تائید کرتا ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا یہ منشاء ہے کہ جس چیز کو آپ بغیر وحی بطور اجتہاد یا بطور رائے فرمائے ہوں وہ ناسخ قرآن نہیں ہے لیکن وہ احادیث جو وحی کے ذریعہ سے ثابت ہوئے ہیں وہ کتاب اللہ کی ناسخ ہوتی ہے اور اس کی تائید ارشاد نبوی ''کنسخ القرآن'' سے ہوتی ہے۔

اس حدیث کے بعد والی حدیث (حدیث نمبر:201)(اِنَّ اَحَادِيْثَنَا يَنْسَخُ الخ) کا مطلب یہ ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احادیث بعض احادیث کو اسی طرح منسوخ کردیتی ہیں جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض احادیث بعض قرآن کو منسوخ کرتی ہیں، کنسخ القرآن میں (نسخ) مصدر کی اضافت قرآن کی جانب ہے، جو مفعول ہے اور فاعل ''احادیث'' ہے یعنی حدیث کو قرآن کے لئے ناسخ کہا جائے گا۔

حدیث سے کتاب اللہ کے منسوخ ہونے کی بحث

نسخ کی پہلی قسم یعنی حدیث سے کتاب اللہ کے منسوخ ہونے کی مثال یہ ہے: والدین اور قرابتداروں کے لئے وصیت کا حکم قرآنی حکم تھا جو حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم '' لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ '' (وارث کے لئے وصیت نہیں کرنا چاہئے) سے منسوخ ہوگیا، اس پر اعتراض کیا گیا ہے کہ اس حدیث سے وصیت والی آیت کو جو منسوخ قرار دیا جارہا ہے اس کی ناسخ تو دراصل آیتِ میراث ہے نہ کہ یہ حدیث، اس کا جواب یہ ہے کہ منسوخ آیت میں صرف وصیت کا ذکر ہے نہ کہ ورثاء کی مقدار میراث کا، تو آیتِ میراث ایسی آیت کی ناسخ قرار نہیں پاسکتی جس آیت میں صرف وصیت کا ذکر ہو، البتہ وہی حدیث جس میں صرف وصیت کا ذکر ہے منسوخ آیت کی ناسخ ہوسکتی ہے۔

اس کی دوسری مثال قول نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ''نَحْنُ مَعَاشِرُ الْاَنْبِيَاءِ لَا نُوَرِّثُ'' ہے (ہم انبیاء کی جماعت کسی کو وارث نہیں بناتے) یہ حدیث بھی آیت میراث کے ایک خاص حصہ کی جو نبیوں سے متعلق ہے ناسخ ہوتی ہے اور باقی آیت اپنے حال پر رہے گی، اس دوسری مثال سے بھی حدیث کا کلام اللہ کے لئے ناسخ ہونا ثابت ہوتا ہے، واضح باد ہو کہ یہ نسخ کی پہلی قسم یعنی حدیث کے ناسخ قرآن

ہونے کی مثالیں ہیں۔

قرآن سے حدیث کا منسوخ ہونا

نسخ کی دوسری قسم ’’وَکَلَامُ اللّٰہِ یَنْسَخُ کَلَامِیْ‘‘ ہے یعنی اللہ کا کلام میرے کلام کو منسوخ کرتا ہے اور اس سے مذہب حنفی کی تائید ہوتی ہے اور نسخ کی اس دوسری قسم کی مثال یہ ہے: بیت المقدس کی جانب رُخ کرنے کا حکم یوں منسوخ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کی جانب رُخ کر کے نماز اداء فرماتے تھے بعد ازاں بیت المقدس کی جانب متوجہ ہو کر نماز پڑھنے لگے اور اس پر قرآن کا کوئی حکم موجود نہیں تھا اور پھر یہ عمل قول باری تعالیٰ ﴿فَوَلِّ وَجْھَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ (آپ اپنے رخ کو مسجد حرام کی جانب کر دیجئے) (سورہ بقرہ، پ:2، ع:17، آیت نمبر:144) سے منسوخ ہوا۔

قرآن کی ایک آیت کا دوسری آیت کو منسوخ کرنا

نسخ کی تیسری قسم کی مثال ’’وَکَلَامُ اللّٰہِ یَنْسَخُ بَعْضُہٗ بَعْضًا‘‘ (کلام اللہ کی بعض آیتیں بعض آیات کو منسوخ کر دیتی ہیں) اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں اور اس کی مثال صلح کی آیات ہیں جو جہاد کی آیتوں سے منسوخ ہو گئیں۔

ایک حدیث کے دوسری حدیث کو منسوخ کرنے کی بحث

اب رہ گئی چوتھی قسم، وہ نسخُ السُّنَّۃِ بالسُّنَّۃ ہے یعنی ایک حدیث سے دوسری حدیث منسوقر پائے اور اس کے جائز ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ اس کی مثال حدیث شریف: ’’کُنْتُ نَھَیْتُکُمْ عَنْ زِیَـارَۃِ الْـقُبُوْرِ اَلاَ فَزُوْرُوْھَـا‘‘ ہے (یعنی میں نے تم کو زیارتِ قبور کی ممانعت کی تھی اب زیارت کیا کرو) اس حدیث شریف میں ناسخ اور منسوخ دونوں جمع ہیں، اور حدیث ’’اِنَّ اَحَادِیْثَنَا یَنْسَخُ بَعْضُہٗ بَـعْـضـاً.‘‘ کا مطلب یہ ہے کہ ہماری حدیثیں ایک دوسرے کو منسوخ کر دیتی ہیں۔ (یہ مضامین نور الانوار، قمر الاقمار، لمعات اور مرقات سے اخذ کئے گئے ہیں)۔12

فرشتوں کا آدم علیہ السلام کو سجدہ کس قسم کا تھا؟

ردالمحتار میں لکھا ہے کہ فرشتوں کے سجدہ کے بارے میں علماء نے اختلاف کیا ہے، ایک قول یہ

ہے کہ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا اور حضرت آدم علیہ السلام کی جانب صرف رُخ اور توجہ تھی، اور رُخ کرنے کا حکم اس لئے دیا گیا کہ اس سے حضرت آدم علیہ السلام کی بزرگی ثابت ہو، اور یہ حکم کعبہ کی طرف رُخ کرنے کی طرح ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدۂ تعظیمی کیا لیکن یہ سجدۂ تعظیمی کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "لَوْ اَمَرْتُ اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا" سے منسوخ ہے (یعنی اگر میں کسی کو کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے) (ماخوذ از تاتارخانیہ۔)

تبیین المحارم میں صراحت کی گئی ہے کہ فرشتوں کا سجدۂ آدم علیہ السلام کو بطور عبادت نہ تھا بلکہ سجدۂ تعظیمی و توقیری تھا اور اسی لئے سجدہ سے ابلیس نے انکار کیا اور یہ سجدۂ تعظیمی پہلے زمانہ میں جائز تھا، چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کے والدین اور بھائیوں کا یوسف علیہ السلام کو سجدۂ کرنا سجدۂ تعظیمی تھا۔

امام ابومنصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ قرآن میں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کے قصوں میں سجدۂ تعظیمی کا جو جواز معلوم ہوتا تھا وہ مذکور الصدر حدیث "لَوْ اَمَرْتُ اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا" سے منسوخ ہوگیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حدیث، قرآن کو منسوخ کرسکتی ہے۔ 12

58/201۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری بعض حدیثیں بعض کو منسوخ کردیتی ہیں، بالکل اسی طرح جس طرح میری حدیثیں قرآن کو منسوخ کردیتی ہیں۔ (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے)۔

چند اہم اعمال پر پابندی کی تاکید

59/202۔ ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کئی فرائض فرض کئے ہیں پس تم ان کو ضائع نہ کرو، اور کئی چیزیں حرام کی ہیں ان کا ارتکاب نہ کرو اور چند حدود مقرر فرمائے ہیں ان سے تجاوز نہ کرو، اور چند باتوں کے بارے میں بلا کسی بھول کے سکوت فرمایا ہے، ان میں کرید نہ کرو۔ (دارقطنی نے اس کی روایت کی ہے)۔

(2) کِتَابُ الْعِلْمِ

(یہ کتاب علم کے بیان میں ہے)

وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِی الدِّيْنِ وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴾۔

اورارشاد باری تعالیٰ ہے(سورہ توبہ،پ:11،ع:15،آیت نمبر:122میں) کہ ایسا کیوں نہ ہو کہ ان کی ہر ایک بڑی جماعت میں ایک ایک چھوٹی جماعت (جہاد) میں جاتی رہے تا کہ یہ باقی ماندہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتے رہیں، اس لئے کہ یہ لوگ اپنی اس قوم کو جب کہ وہ ان کے پاس واپس آویں، ڈراویں، اس غرض سے کہ وہ (ان سے دین کی باتیں سن کر برے کاموں سے) پرہیز کریں۔

وَقَوْلُهٗ: ﴿ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَيْرًا كَثِيْرًا ﴾ اورارشاد باری تعالیٰ ہے (سورۂ بقرہ،پ:3،ع:37،آیت نمبر:269میں) اور جن کو حکمت (یعنی دانائی) دی گئی تو ان کو بہت بڑا خیر دیا گیا۔

وَقَوْلُهٗ: ﴿ قُلْ هَلْ يَسْتَوِی الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ اورارشاد باری تعالیٰ ہے: (سورۂ زمر،پ:23،ع:1،آیت نمبر:9،میں) کیا علم والے اور بے علم دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔

وَقَوْلُهٗ: ﴿ يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ﴾ اورارشاد باری تعالیٰ ہے(سورہ مجادلہ،پ:28،ع:2،آیت نمبر:11میں) اللہ ان کے درجے بلند فرماتا ہے جو تم میں سے ایمان لائے اور جن کو علم دیا گیا۔

وَقَوْلُهٗ: ﴿ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ﴾ اورارشاد باری تعالیٰ ہے(سورہ طٰہٰ،پ:16،ع:6،آیت نمبر:114،میں) اے میرے رب میرے علم میں زیادتی فرما۔

وعظ و تبلیغ کی اہمیت اور غلط بیانی کی وعید

1/203۔عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری جانب سے ایک آیت بھی ہو تو پہنچادو اور بنی اسرائیل کے واقعات بیان کر سکتے ہو، اور اس میں کوئی حرج نہیں اور جس نے میری جانب عمداً جھوٹ کی نسبت کی (یعنی جو بات میں نے نہیں کہی اس کو میری کہہ کر بیان کرے) تو وہ اپنا مقام جہنم میں بنالے۔(اس کی راویت بخاری نے کی ہے)۔

جھوٹا کون ہے؟

2/204۔سَمُرَۃ بن جندب اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری جانب نسبت بیان کرتے ہوئے کوئی حدیث بیان کی، اور وہ گمان رکھتا ہو کہ وہ جھوٹ ہے تو وہ جھوٹوں میں کا ایک جھوٹا ہے۔(اس کی روایت مسلم نے کی ہے)۔

دین کی سمجھ کی فضیلت

3/205۔معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اس کو دین کی سمجھ دیتا ہے، میں ہی تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں۔(حدیث تو میں بیان کرتا ہوں، اور اس پر عمل کی توفیق اور سمجھ جس قدر چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ دیتے ہیں)۔(بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

لوگ اخلاق کے لحاظ سے سونے اور چاندی کے معدن کی طرح ہیں

4/206۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: لوگ معدن (یعنی کان) ہیں (یعنی صفات واخلاق کے اعتبار سے کمی وبیشی کا درجہ رکھتے ہیں) جیسے سونے اور چاندی کے کان (معادن ہیں) جاہلیت میں جو نیک تھے وہ اسلام میں بھی نیک ہیں جب کہ وہ دین کی سمجھ پیدا کرلیں۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)۔

وہ دو شخص کون ہیں جن پر رشک کیا جاسکتا ہے؟

5/207۔ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو شخصوں پر رشک کیا جاسکتا ہے: ایک وہ شخص ہے جس کو اللہ نے مال عنایت کیا اور اس نے مال کو حق میں (بموجب حکم شرع) خرچ کیا، اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے علم عطا فرمایا اور وہ علم کے موافق فیصلہ کرتا ہے اور اس کی تعلیم بھی دیتا ہے۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

وہ تین اعمال جن کے اجر وثواب کا سلسلہ موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے

6/208۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب انسان مرجاتا ہے تو تین اعمال کے ثواب کے سوا اس کے جملہ اعمال کا ثواب ختم ہوجاتا ہے: (1) صدقہ جاریہ ہے (جیسے کوئی زمین وقف کرگیا یا کنواں یا باؤلی بنا گیا) (2) علم جس سے فائدہ حاصل کیا جارہا ہے (جیسے کوئی کتاب تصنیف کی یا علم پڑھایا) (3) نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی رہے (یہ تین کام ایسے ہیں جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی انسان کو ملتا رہتا ہے)۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)۔

مومن کی زندگی کن قسم کے اعمال سے بھرپور رہنی چاہیئے

7/209۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: (1) جس نے کسی مومن کی کسی تکلیف کو دنیا میں دور کردیا تو اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کی سختیوں میں سے کسی سختی کو دور کردے گا، اور (2) جس نے کسی تنگ حال پر آسانی کردی تو اللہ تعالیٰ اس کی دینی اور دنیوی تنگیوں کو دور کردے گا اور (3) جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی عیب پوشی کرے گا (4) اللہ اپنے بندے کی مدد فرماتا رہتا ہے جب تک کہ وہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔

علم دین کی طلب میں محنت کرنے کا ثمرہ

(5) اور جو شخص کوئی راستہ علم (دین) کی طلب میں طے کرتا ہے تو طلب علم کی جزاء میں اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان بنادیتا ہے۔

قرآن کی تلاوت اور اس کا درس اطمینان اور رحمتِ حق کے نزول کا سبب ہیں

اور جو قوم خدا کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہوکر اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتی ہے اور باہم اس کا درس دیتے ہیں تو ان پر تسکین اور اطمینان کا نزول ہوتا ہے اور رحمت ان کو ڈھانک لیتی ہے اور فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ (فرشتوں) میں ان کا ذکر فرماتا ہے جو اس کی بارگاہ میں حاضر رہتے ہیں۔

قرب خداوندی عمل سے حاصل ہوتا ہے نہ کہ نسب سے

اور جس کسی کا عمل اس کو پیچھے ڈال دے گا تو اس کا نسب اس کو تیزی سے آگے نہیں بڑھائے گا (کیوں کہ) اللہ تعالیٰ کا تقرب اعمال صالحہ کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے نہ کہ نسب سے۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)۔

شہادت، تعلیم دین وقرآن اور سخاوت اگر یہ سارے اعمال اخلاص کے بغیر شہرت اور ناموری کے لئے کئے جائیں گے تو آخرت میں دوزخ کا گڑھا ہی نصیب ہوگا

8/210۔ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (1) پہلا شخص جس کا قیامت میں فیصلہ ہوگا وہ شہید ہوگا، اس کو دربارِ الٰہی میں حاضر کیا جائے گا اور اس کو ان نعمتوں کی یاد دلائی جائے گی جو اس پر کی گئی تھیں تو وہ ان کا اقرار کرے گا، پس کہا جائے گا کہ تو نے ان احسانات کے مقابلہ میں کیا عمل کیا، کہے گا: میں نے تیرے لئے جہاد کیا حتیٰ کہ میں شہید ہوگیا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے جھوٹ کہا ہے بلکہ تو نے تو جہاد اس لئے کیا تھا کہ تجھے بہادر کہا جائے، چنانچہ تجھ کو بہادر کہا گیا، پھر اس کے متعلق حکم ہوگا تم اس کو لے جاؤ تو اس کو چہرے کے بل دوزخ میں ڈال دیا جائے گا، اور (2) دوسرا وہ شخص جس نے علم سیکھا اور لوگوں کو سکھایا اور قرآن پڑھا وہ پیش کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اسے ان احسانات کو بتلائے گا جو اس پر کئے گئے ہیں، پس وہ ان کا اقرار کرے گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ان احسانات کے مقابلے میں تو نے کیا عمل کیا؟ جواب دے گا کہ میں نے علم سیکھا اور دوسروں کو سکھایا، اور تیری خوشنودی کے لئے قرآن پڑھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے جھوٹ کہا ہے بلکہ تو نے علم اس لئے سیکھا تھا کہ لوگ تجھے عالم کہیں اور قرآن اس لئے پڑھا کہ لوگ تجھے قاری کہیں، چنانچہ تجھے (عالم وقاری) کہا گیا، پھر اس کے متعلق حکم ہوگا تو وہ چہرے کے بل گھسیٹا جائے گا اور دوزخ میں جھونک دیا جائے گا۔اور (3) تیسرا وہ شخص (ہوگا) جس کو اللہ نے تونگر بنایا اور ہر طرح کی دولت سے سرفراز فرمایا تھا حاضر کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ ان احسانات وعنایات کو یاد دلائے گا جو اس پر کیا ہے، وہ ان کا اقرار کرے گا تو باری تعالیٰ سوال فرمائے گا کہ اس دولت سے کیا کام انجام دیا؟ جواب دے گا: میں نے مال خرچ کیا ہر اس راستہ میں جس میں مال کا خرچ کیا جانا تجھے پسند تھا، فرمائے گا: تو نے جھوٹ کہا، بلکہ تو نے مال و دولت اس لئے خرچ کیا تھا کہ تجھ کو سخی کہا جائے،

چنانچہ تجھے سخی کہا گیا، پھراس کے متعلق حکم ہوگا، پس وہ چہرے کے بل گھسیٹا جا کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔(اس کی روایت مسلم نے کی ہے)۔

علماء کا اٹھ جانا علم کا اٹھ جانا ہے، جاہل سردار خود گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں

9/211۔عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ لوگوں کے دلوں سے علم چھین لے، بلکہ علم کے اٹھالینے کی یہ صورت ہوگی کہ علماء اٹھالئے جائیں گے، تو جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا تو لوگ جاہل سرداروں کو منتخب کرلیں گے اور مسائل دریافت کئے جائیں گے، تو وہ بے علمی سے فتویٰ دیں گے، نتیجتاً خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو گمراہ کریں گے۔(بخاری اور مسلم نے اس کی متفقہ طور پر روایت کی ہے)۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہر پنجشنبہ کو وعظ فرمایا کرتے تھے

10/212۔شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر پنجشنبہ کو وعظ کیا کرتے تھے، ایک شخص نے کہا: ابوعبدالرحمٰن! میری آرزو ہے کہ آپ ہم کو ہر دن وعظ فرمایا کریں، آپ نے فرمایا کہ میں ہر دن اس لئے وعظ کہنا پسند نہیں کرتا کہ تمہیں روزانہ وعظ سے تنگ کروں، اور میں وعظ کے لئے تمہارا ایسا ہی خیال رکھتا ہوں جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اُکتانے کے اندیشہ سے ہمارا خیال فرماتے تھے۔(اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے)

کسی بات کا اہتمام مقصود ہوتا تو اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تین بار ارشاد فرماتے

11/213۔انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم جب کوئی بات (اہتمام سے) فرمانا چاہتے تو اس کو تین مرتبہ فرماتے تا کہ اچھی طرح سمجھ میں آجائے اور جب کسی قوم کے پاس آتے تو تین دفعہ سلام فرماتے (پہلا سلام اجازت کا۔ دوسرا سلام ملاقات کا۔ تیسرا سلام رخصتی کا)۔ (اس کی روایت بخاری نے کی ہے)۔

خیر کی طرف رہبری کرنے والے کو اس خیر کے کرنے والے کے برابر ثواب ملے گا

12/214۔ ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری سواری چل نہیں سکتی ہے، لہٰذا میرے لئے سواری کا انتظام فرما دیجئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس نہیں ہے، ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسے شخص کو بتادوں جو ان کے لئے سواری کا انتظام کردے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے بھلائی کی جانب رہبری کی تو اس کو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا ثواب اس خیر کے کرنے والے کو ملے گا۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)۔

قبیلہ مُضر کے چند شکستہ حال اشخاص کی دربار نبوت میں حاضری اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے لئے خیرات کا جمع کروانا

13/215۔ جریر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم دن کے ابتدائی حصہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے کہ آپ کی خدمت میں چند اشخاص برہنہ بدن، دھاری دار بال کی لنگی باندھے، عبا پہنے ہوئے گلے میں تلواریں لٹکائے حاضر ہوئے، اکثر بلکہ کُل قبیلہ مُضر کے تھے، ان کی حالت زار کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک غم کے آثار سے متغیر ہوگیا، فوراً آپ مکان تشریف لے گئے پھر باہر آئے اور بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے اذان دی اور اقامت کہی پھر آپ نے نماز پڑھائی اور خطبہ دیا: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِىْ

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ"(تا آخر آیت)" اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ (سورہ نساء، پ:4،ع:1،آیت نمبر:1) تلاوت فرمائی (اے لوگو! اس رب سے ڈرو جس نے تم سب کو نفس واحدہ (یعنی آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا (یہاں تک کہ آیت کا آخری حصہ) کی تلاوت فرمائی (اللہ تمہاری نگرانی کرنے والا ہے)۔

اور (سورہ حشر پ:28،ع:3،آیت نمبر:18)﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ" مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾ تلاوت فرمائی (اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ سے اور ہر شخص دیکھ لے کہ کل (قیامت) میں اس نے اپنے لئے کیا ذخیرہ بھیجا ہے) اور ہر شخص کو چاہئے کہ اپنے دینار، اپنے درہم، اپنے پارچہ (کپڑے) اور اپنے گیہوں اور کھجور کے باغ میں سے خیرات کرے، یہاں تک کہ فرمایا: کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو، جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک انصاری نے ایک تھیلی درہم یا دینار کی اٹھالائی جس کو اٹھانا مشکل ہو رہا تھا بلکہ اس کا ہاتھ اس کے اٹھانے سے عاجز ہوگیا تھا اس کے بعد لوگ فوراً یکے بعد دیگرے خیرات لانا شروع کئے، یہاں تک کہ میں (یعنی جریر رضی اللہ عنہ) نے کھانے اور کپڑے کے دو ڈھیر دیکھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک خوشی سے سونے کی طرح چمکتا نظر آنے لگا۔

جس نے اسلام میں اچھا طریقہ رائج کیا تو اس کو اس طریقہ پر عمل پیرا ہونے والے کا بھی ثواب ملے گا اور جس نے کوئی برا طریقہ رائج کیا تو اس کو اس طریقہ پر عمل کرنے والوں کا بھی عذاب ملے گا

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے اسلام میں اچھا طریقہ رائج کیا تو اس کو اس کا اجر اور ان لوگوں کا بھی اجر ملے گا جو آئندہ اس طریقہ پر عمل پیرا ہوں گے اور ان کے اجر میں کوئی کمی نہ

ہوگی اور جس نے اسلام میں کوئی برا طریقہ رائج کیا تو اس پر اس کے رواج دینے کا عذاب ہوگا اور ان لوگوں کا بھی گناہ ہوگا جو آئندہ اس طریقہ پر عمل کریں گے اور اس سے عمل کرنے والوں کے گناہوں میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)۔

جب کبھی خونِ ناحق ہوتا ہے تو اس قاتل کا پورا گناہ قابیل کو قتل کے موجد ہونے کی حیثیت سے پہنچتا ہے

14/216۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خونِ ناحق اور ظلم کے طور پر جو بھی جان لی جاتی ہے تو اس کے خون کا ایک حصہ آدم علیہ السلام کے پہلے لڑکے (یعنی قابیل) کو پہنچتا ہے اس لئے کہ اس نے سب سے پہلے قتل کا طریقہ نکالا ہے (جو کوئی کسی کو ظالمانہ قتل کرتا ہے تو جتنا گناہ قاتل پر لکھا جاتا ہے اتنا ہی گناہ قابیل پر بھی لکھا جاتا ہے، اس لئے کہ اس نے سب سے پہلے اپنے بھائی (ہابیل) کو قتل کیا تھا، اور دوسرے قاتلوں کے گناہ میں کچھ کمی نہیں ہوتی)۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

ایک شخص کا صرف ایک حدیث کے لئے مدینہ منورہ سے دمشق تک سفر کرنا

15/217۔ کثیر بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں مسجد دمشق میں ابودرداء رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا: اے ابودرداء (رضی اللہ عنہ)! میں تمہاری خدمت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ سے صرف ایک حدیث کے لئے آیا ہوں، جس کی مجھے اطلاع ملی کہ آپ اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اور میں کسی اور کام کے لئے نہیں آیا ہوں۔

علم دین کا طالب جنت کے ایک راستہ پر چلے گا، فرشتے اس کے لئے پر بچھاتے ہیں اور تمام مخلوق اور مچھلیاں اس کے لئے دعائے مغفرت مانگتی ہیں

ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو کسی راستہ پر علم (دین) کی طلب میں چلتا ہے تو اس کی وجہ سے خدائے تعالیٰ اس کو جنت کے راستوں میں سے ایک راستہ پر چلائے گا اور فرشتے طالب علم کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنے بازو بچھا دیتے ہیں، اور عالِم (دین) کے لئے آسمان اور زمین کی پوری مخلوق' مغفرت طلب کرتی ہے اور مچھلی پانی میں اس کے لئے مغفرت چاہتی ہے اور اس کے لئے دعاء کرتی ہے، اور عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت تمام تاروں پر ہوتی ہے اور علماء' انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔

علماء' انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں

انبیاء نے دینار اور درہم کا ترکہ نہیں چھوڑا؛ بلکہ انہوں نے علم کو ترکہ میں چھوڑا، پس جس نے علم کو حاصل کیا اس نے بڑا نصیبہ پایا۔ (اس کی روایت امام احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔)

عابد پر عالم کی فضیلت

16/218۔ ابوامامہ باھلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا، ایک عابد اور دوسرا عالم، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے سب سے معمولی شخص پر ہے۔

مُعلِّم خیر کا مرتبہ

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے فرشتے اور آسمانوں اور زمین والے

حتیٰ کہ چیونٹی اپنے بل میں اور یہاں تک کہ مچھلی سب کے سب اس شخص کے لئے دعاء کرتے ہیں جو لوگوں کو خیر (یعنی علم دین) کی تعلیم دینے والا ہے (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے) اور دارمی نے مکحول سے مرسلاً روایت کی ہے (اور دو آدمیوں کا ذکر نہیں کیا بلکہ یہ بیان کیا ہے کہ "فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِيْ عَلٰى اَدْنَاكُمْ" (عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسی میری فضیلت تمہارے معمولی شخص پر ہے)۔

خشیتِ الٰہی علم اور آگہی کا ثمرہ ہے

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (سورہ فاطر، پ:22، ع:4، آیت نمبر: 28 کی) اس آیت کی تلاوت فرمائی ﴿ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں علماء ہی سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ پھر اس کے بعد اخیر تک ماقبی حدیث کو بیان فرمایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو طالبین کے بارے میں وصیت فرمانا

17/219۔ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ تمہارے تابع ہیں اور اطراف زمین سے لوگ تمہارے پاس آئیں گے کہ دین میں سمجھ حاصل کریں، جب وہ تمہارے پاس آئیں تو میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ تم ان کے ساتھ بھلائی سے پیش آؤ اور انہیں علم دین کی تعلیم دیا کرو۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)۔

حکمت اور دانائی کی بات حکیم یعنی مومن کا گم شدہ سرمایہ ہے

18/220۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ بات جو (سراپا) حکمت (اور عقلمندی) ہو حکیم (یعنی مومن کی) گم شدہ چیز ہے، اس لئے اس کو جہاں پائے وہی سب سے زیادہ اس کا حقدار ہے (اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے)۔

ایک عالم شیطان پر ہزار عابد سے گراں ہے!

19/221۔ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک عالم شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ گراں ہے۔ (اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے)۔

علم دین کی طلب ہر مسلمان پر فرض ہے اور نا اہل کو علم سکھانے کی وعید

20/222۔انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم دین کی طلب ہر مسلمان پر فرض ہے اور نا اہل کو علم سکھانے والے کی مثال خنزیر کے گلے میں جواہر موتیوں اور سونے کا مالا ڈالنے والے کی ہے (مثلاً عوام کے آگے تصوّف وغیرہ کی باریکیاں بیان کرنا، کیوں کہ اس سے ان کے گمراہ ہوجانے کا اندیشہ ہے اور ایسا بے محل علم ان کے لئے سراسر ظلم ہے) اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

اور بیہقی نے شعب الایمان میں صرف " طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ " تک روایت کی ہے)۔

خوش اخلاقی اور دین کی سمجھ منافق میں نہیں جمع ہوتیں

21/223۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو خصلتیں منافق میں جمع نہیں ہوتیں: خوش اخلاقی اور دین کی سمجھ۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔)

علم دین کے طالب کی فضیلت

22/224۔انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: جو شخص علم دین کی طلب میں نکلے وہ واپس ہونے تک راہِ خدا (یعنی جہاد) میں ہے۔ (اس کی راویت ترمذی اور دارمی نے کی ہے۔)

علماء کے لئے جنت کی خوشخبری

23/225۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام علماء کو جمع فرمائے گا اور ارشاد فرمائے گا کہ میں نے تمہارے دلوں میں حکمت محض اس لئے ڈال دی تھی کہ تم سے میرا ارادہ بھلائی کا تھا، تم سب جنت میں داخل ہو جاؤ، پس میں نے تم سب کو بخش دیا خواہ تم سے کچھ بھی ہوا ہو۔ (ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی روایت کی ہے)۔

مومن کو کلمۂ خیر کے سننے سے کبھی سیری نہیں ہوتی

24/226۔ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خیر کی بات سننے سے مومن کا پیٹ نہیں بھرتا (یعنی ہمیشہ سنتا رہتا ہے) یہاں تک کہ اس کی انتہاء بہشت ہوتی ہے۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)۔

علم کو چھپانے کی وعید

25/227۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص سے علم کی بات پوچھی جائے جس کو وہ جانتا ہو، پھر وہ اس کو چھپاوے تو قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام دی جائے گی۔ (اس کی روایت امام احمد، ابوداؤد اور ترمذی نے کی ہے)۔

26/228۔ اور ابن ماجہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

جو علماء سے مقابلہ کرنے اور بے وقوفوں سے جھگڑنے اور لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے علم سیکھے تو اس کا ٹھکانا دوزخ ہے

27/229۔کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے علم اس غرض سے سیکھا کہ علماء سے مقابلہ کرے یا بے وقوفوں سے بحث اور جھگڑا کرے یا لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے تو اللہ اس کو دوزخ میں داخل کرے گا۔(اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔)

28/230۔اور ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔)

علم دین کو دنیوی فائدہ کی غرض سے سیکھنے والے کی وعید

29/231۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے وہ علم سیکھا جس سے خدا کی خوشنودی مطلوب ہوتی ہے مگر اس کا مقصد دنیا کا فائدہ حاصل کرنا تھا تو وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو تک نہ پائے گا۔(اس کی روایت امام احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔)

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد رکھ کر پہنچانے والے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء

30/232۔ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اس بندے کو خوشحال رکھے جس نے میری حدیث سنی اور اس کو یاد رکھا اور یاد رکھ کر لوگوں تک اس کو پہنچایا۔ کیوں کہ بہت سے فقہ کا سرمایہ رکھنے والے فقیہ (یعنی سمجھ دار) نہیں ہوتے اور بہت سے لوگ فقہ کا علم ان لوگوں تک پہنچاتے ہیں جو ان سے زائد سمجھدار ہوتے ہیں۔

تین باتیں ایسی ہیں کہ ان میں مسلمانوں کا دل خیانت نہیں کرتا (یعنی یہ باتیں مومن میں ضرور پائی جاتی ہیں اور جب وہ ان پر عمل پیرا رہتا ہے تو اس کے دل میں کینہ نہیں پیدا ہوتا کہ اس کو حق سے پھیر دے)۔

عمل میں اخلاص، مسلمانوں کی خیر خواہی عقائد اور عمل میں مسلمانوں کی جماعت سے وابستگی، یہ تین باتیں مومن میں لازماً پائی جاتی ہیں

(1) ایک یہ کہ عمل میں اخلاص اور رضائے الٰہی مقصود ہو، (2) دوسرے مسلمانوں کی خیر خواہی کیا کرے (3) تیسرے لازمی طور پر مسلمانوں کی جماعت کا (عقائد اور عمل) میں ساتھ دے، اس لئے کہ مسلمانوں کی دعاء کی برکت سب کو گھیرے رہتی ہے (یعنی دعاء ان کو شیطان کے مکر اور گمراہی سے بچائے رکھتی ہے، اس میں اس بات کی تنبیہ ہے کہ جو کوئی مسلمانوں کی جماعت سے نکل جاتا ہے اس کو مسلمانوں کی دعاء اور دعاء کی برکت نہیں پہنچتی)۔ (امام شافعی نے اور بیہقی نے ''مدخل'' میں اس کی روایت کی ہے)۔

31/233۔ اور امام احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ اور دارمی نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے البتہ ترمذی اور ابوداؤد سے (وَثَلَاثٌ لَا يَغُلُّ عَلَيهِن) سے آخر تک مروی نہیں ہے)۔

لسانِ نبوت سے حدیث کی خدمت کرنے والے کے لئے خوشحالی کی دعاء

32/234۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ اس آدمی کو خوش وخرم رکھے جس نے ہماری حدیث سن کر یاد رکھ لی، پھر جس طرح اس نے سنا اسی طرح دوسرے تک پہنچا دیا، کیوں کہ بہت سے لوگ جن کے پاس پہنچایا

جا تا ہے وہ سننے والے ہی پہنچانے والے سے بہتر سمجھ والے ہوتے ہیں۔(اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے)۔

33/235۔اور دارمی نے اس کو ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔

ف: اس قسم کی حدیثوں سے مجتہدین امت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔12

حدیث کے بیان کرنے میں احتیاط کی تاکید اور قصداً غلط بیان کرنے والے کی وعید

34/236۔ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ سے حدیث بیان کرنے میں احتیاط کرو (اور اسی حدیث کو بیان کرو) جس کی تحقیق تم کو ہو(کہ وہ حدیث میری ہی ہے پس جس نے قصداً مجھ پر جھوٹ کہا وہ اپنے لئے دوزخ کا ٹھکانہ بنالے۔(اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔)

35/237۔اور ابن ماجہ نے اس کو ابن مسعود، اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے جس میں (اِتَّقُوا الحَدِيثَ عَنِّي اِلَّا مَا عَلِمْتُمْ) کے الفاظ نہیں ہیں۔

قرآن کی تفسیر بغیر سند اور علم کے بیان کرنے والے کا ٹھکانا دوزخ ہے

36/238۔ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے قرآن کی تفسیر بغیر سند کے اپنی عقل سے کی تو وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔

37/239۔اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جس نے قرآن کی تفسیر بغیر علم (دین) کے بیان کی تو وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔(اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔)

اپنی رائے سے قرآن کی صحیح تفسیر بیان کرنے والا بھی غلط بیان ہے

38/240۔جُندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے بیان کی اور صحیح بیان کی تب بھی اس نے غلطی کی ۔(اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے ۔)

قرآن میں جھگڑنا کفر ہے

39/241 ۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن میں جھگڑنا کفر ہے ۔(اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے)۔

قرآن میں جھگڑنے کی توضیح اور اس کا علاج

ف: جھگڑنے سے مراد یہ ہے کہ قرآن کی ایک آیت کو دوسری آیت سے جھٹلایا جائے، مناسب یہ ہے کہ قرآن کی آیتوں میں موافقت کی کوشش کرے، اگر موافقت دشوار معلوم ہو تو یہ عقیدہ رکھے کہ یہ میری بدفہمی ہے اور اس کے علم کو اللہ اور رسول پر سونپ دے ۔12

پچھلی اُمتیں کتاب اللہ میں جھگڑنے سے برباد ہوئی ہیں

40/242 ۔عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ اپنے والد سے اور وہ انکے دادا سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایک جماعت کو قرآن میں جھگڑتے ہوئے سنا تو فرمایا: تم سے پہلے جو لوگ تھے وہ اسی قسم کے جھگڑوں کی وجہ سے تباہ و برباد ہوئے ہیں، اللہ کی کتاب کے ایک حصہ کو دوسرے حصہ سے انہوں نے رد کیا، حالانکہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اس طرح نازل ہوئی کہ اس کا ایک حصہ، دوسرے حصہ کی تصدیق کرتا ہے ۔تو اس کے ایک حصہ کو اس کے دوسرے حصہ سے مت جھٹلاؤ ۔

جس بات کا علم نہ ہو اس کو عالم کے سپرد کردینا چاہئے

جس کو تم جانتے ہو وہ کہو اور جس بات کو نہیں جانتے ہو اس کو جاننے والے کے سپرد کردو ۔(اس کی روایت امام احمد اور ابن ماجہ نے کی ہے ۔)

قرآن سات طرح پر نازل کیا گیا ہے

41/243۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن نازل کیا گیا سات طرح (کے قرأت یا احکام پر) ہر ایک آیت کے لئے ایک ظاہر ہے اور ایک باطن اور ان دونوں میں سے ہر ایک کی ایک حد ہے جس کے لئے فہم کی ضرورت ہے۔ (امام بغوی نے شرح السنۃ میں اس کی روایت کی ہے۔)

قرآن کے ظاہر اور باطن کی توضیح

ف: ظاہر آیت کے لئے علوم عربیہ اور باطن کے لئے تصفیہ نفس و ریاضت، اکل حلال اور صحبت کامل کی ضرورت ہے۔ 12

علوم دین کیا ہیں؟

42/244۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم تین ہیں: (1) آیت محکمہ یا (2) سنت قائمہ یا (3) فریضۂ عادلہ، ان کے سوا قابل اعتبار نہیں (اس کی روایت امام بغوی نے شرح السنۃ میں کی ہے)۔

ف: (1) آیت محکمہ یعنی غیر منسوخ آیت جو ایک معنی کے سوا دوسرے معنی کا احتمال نہ رکھے، (2) سنت قائمہ وہ احادیث ہیں جو متن و اسناد کے ساتھ ثابت ہیں، (3) فریضۂ عادلہ سے مراد اجماع اور قیاس ہے جس کا مأخذ کتاب و سنت ہو، اجماع اور قیاس کو فریضہ اس لئے کہا کہ اس پر عمل واجب ہے کیوں کہ لفظ عادلہ سے یہی مراد ہے۔

اصولِ دین چار ہیں: کتاب، سنت، اجماع اور قیاس

اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ اصول دین چار ہیں، کتاب و سنت و اجماع اور قیاس اور جو علم ان کے سوا ہیں وہ زائد اور بے معنی ہیں۔ 12

تین شخص وعظ کہا کرتے ہیں، امیر، مامور اور متکبر

43/245۔عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی وعظ کہے گا وہ یا تو حاکم ہوگا یا مقرر کردہ شخص ہوگا یا متکبر ہوگا۔ (ابوداؤد نے اس کی روایت کی ہے۔)

44/246۔اور دارمی نے عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے، وہ اپنے والد سے، وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں۔

45/247۔اور ایک روایت میں متکبر کی جگہ ریا کار کا ذکر ہے۔

ف: مطلب یہ ہے کہ یہ فعل صرف تین شخصوں سے صادر ہوتا ہے، ان میں سے دو حق پر ہیں یعنی امیر اور مامور کہ ان دونوں کو وعظ بیان کرنا چاہیئے، البتہ متکبر یا ریا کار کو وعظ نہ کہنا چاہیئے، وعظ بیان کرنے کا حق اولاً حاکم کا ہے کیوں کہ وہ رعیت پر مہربان ہوتا ہے اور ان کی صلاح اور فلاح کو خوب جانتا ہے، اور اگر خود نہ کہے گا تو علماء میں جو صاحب تقویٰ اور بے طمع ہوں ان کو مقرر کردے گا۔

بے علم فتویٰ دینے کی وعید

46/248۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کسی شخص کو بغیر علم کے فتویٰ دیا گیا تو اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہوگا۔

مشورہ کس طرح دیا جائے؟

اور جس نے اپنے بھائی کو کوئی ایسا مشورہ دیا جس کے متعلق وہ جانتا ہے کہ اس کے خلاف دوسرے امر میں بھلائی ہے تو اس نے اس کی خیانت کی۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔)

مغالطہ میں ڈالنے والے سوالات ممنوع ہیں

47/249۔معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے مغالطہ میں ڈالنے والے سوالات سے منع فرمایا ہے(اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)۔

ف: علماء سے ایسے مسائل نہ پوچھے جس کا مقصد ان کو مغالطہ میں ڈالنا ہو، کیوں کہ اس سے مسلمان کو ایذا ہوتی ہے جس سے عداوت اور فتنہ پیدا ہوتا ہے اور چونکہ اس سے سائل کو اپنی فضیلت کا اظہار مقصود ہوتا ہے اس وجہ سے یہ حرام ہے۔12

فرائض اور قرآن سکھانے کی تاکید

48/250۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرائض اور قرآن سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ میں (دنیا سے) اٹھائے جانے والا ہوں۔(اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔)

ف: فرائض سے مراد علمِ فرائض ہے یا وہ چیزیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے فرض فرمایا ہے جو احادیث سے ثابت ہوتے ہیں۔12

علمِ وحی کا (آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کی وجہ سے) اٹھ جانا

49/251۔ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، اتنے میں آسمان کی جانب آپ نے نگاہ اٹھائی اور فرمایا: وہ وقت آ گیا ہے کہ لوگوں سے علم وحی (میری وفات کی وجہ سے) چھین لیا جائے گا۔نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ علم وحی کی کسی شئی پر قادر نہ ہوں گے، اس وجہ سے کہ (میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے)(اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔)

علم کی طلب میں دور دراز کا سفر اختیار کیا جائے گا

50/252۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عنقریب لوگ علم کی طلب میں اونٹوں کو بھگا بھگا کر دور دراز کا سفر کریں گے، پس وہ مدینہ کے عالم سے بڑھ کر (علم میں) کسی کو نہ پائیں گے۔(اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)۔

عالم مدینہ کون تھے؟

اور جامع ترمذی میں ہے کہ ابن عیینہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عالم مدینہ سے مراد امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ ہیں، اور عبدالرزاق سے بھی اسی طرح وضاحت ہے، البتہ اسحٰق بن موسیٰ نے کہا کہ میں نے ابن عیینہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ عالم مدینہ سے مراد عمری زاہد ہیں جن کا نام عبدالعزیز بن عبداللہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسمیہ ارشاد فرمایا کہ دین ثریا پر بھی ہو تو فارس کا ایک شخص ضرور حاصل کرلے گا!

51/253۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ (قدرت) میں میری جان ہے، اگر دین ثریا (یعنی ستارۂ پروین) کے پاس معلق ہو تو اس کو فارس کا ایک شخص ضرور حاصل کرے گا۔ (بخاری اور مسلم نے اس کی روایت متفقہ طور پر کی ہے۔)

52/254۔اور طبرانی نے قیس بن سعد بن عبادہ سے اسی طرح روایت کی ہے

53/255۔اور ان کی روایت میں ’’دین‘‘ کی جگہ علم کا لفظ ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول کہ فارس کے شخص سے امام الائمہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں

حافظ سیوطی نے فرمایا کہ یہ حدیث جس کو بخاری اور مسلم نے بالاتفاق روایت کیا ہے اصل صحیح ہے، اس میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی جانب اشارہ ہونے پر اعتماد ہوتا ہے اور اس حدیث کی صحت پر سب کا اتفاق ہے۔

علامہ شامی کی تائید کہ حدیث سے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہی مراد ہیں، کیوں کہ اہل فارس سے امام کے درجہ عمل کو کوئی نہ پہنچ سکا

مواہب پر شبراملسی کے حاشیہ میں علامہ شامی جو حافظ سیوطی کے شاگرد ہیں؛ لکھتے ہیں کہ ہمارے شیخ کا یہ یقین ہے کہ اس حدیث سے مراد ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں بالکل واضح بات ہے، جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں، اس لئے کہ اہل فارس سے کوئی بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے درجۂ علم کو نہ پہنچ سکا۔

امت کی اصلاح کے لئے ہر سو سال کے بعد ایک مجدد پیدا ہوگا

54/256۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے (وہ کہتے ہیں) منجملہ ان چیزوں کے جن کا مجھے علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا ہے یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر سو سال کے بعد ایک ایسا مجدد پیدا کرے گا جو دین کی تجدید کرے گا۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)۔

ف: اس حدیث سے یہ مراد ہے کہ ایک شخص اس امت میں ممتاز ہوتا ہے جو اپنے زمانہ میں دین کی مدد اور ترویج کر کے بدعت کو دفع کرتا ہے، بعض علماء نے اس کو عالم پر محمول کیا ہے خواہ ایک شخص ہو یا جماعت۔12

امت کے انتظام اور دینی تحریفات کی اصلاح کے لئے ثقہ اور عادل لوگ ہمیشہ موجود رہیں گے

55/257۔ابراہیم بن عبدالرحمٰن عذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس علم (کتاب وسنت) کو ہر بعد میں آنے والوں میں سے ایسے ثقہ اور عادل لوگ اٹھائیں گے جو تحریف اور تغیر کرنے والوں کی تحریف

اوزیادتی اوراہل باطل کے جھوٹ باندھنے کواور جاہلوں کی تاویلوں کودورکریں گے۔(اس کی روایت بیہقی نے کتاب المدخل میں کی ہے۔)

اس شخص کی فضیلت جواسلام کے زندہ کرنے کی خاطرعلم حاصل کرتا ہوامر جائے

56/258۔حسن بصری رضی اللہ عنہ سے بطورارسال روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کوموت ایسی حالت میں آجائے کہ وہ علم حاصل کررہا تھا تاکہ اس کے ذریعہ اسلام کوزندہ کرے تو اس کے اورانبیاء کے درمیان جنت میں صرف ایک درجہ کا فرق رہے گا (اس کی روایت دارمی نے کی ہے)۔

فرض نمازوں کے بعد دین کی تعلیم کے لئے بیٹھ جانا افضل ہے یا دن بھر روزے رکھ کرتمام رات عبادت کرنا؟

57/259۔حسن بصری رضی اللہ عنہ سے بطورارسال روایت ہےانہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوآدمیوں کے متعلق دریافت کیا گیا جو بنی اسرائیل میں سے تھے،ایک تو عالم تھا جوفرض نماز پڑھ کرلوگوں میں دین اورعلم کی تعلیم کے لئے بیٹھ جاتا تھااوردوسرا شخص ہمیشہ دن میں روزہ رکھتااورتمام رات نماز میں گذارتا،ان میں سے کون افضل ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس عالم کی فضیلت جوفرض نماز پڑھ کرلوگوں کودین اورعلم سکھانے کے لئے بیٹھتا ہےاس عابد پر جودن میں روزے رکھتا اور رات میں نمازیں پڑھتا ہے ایسی ہے جیسی میری فضیلت تمہارے ادنیٰ شخص پر (اس کی روایت دارمی نے کی ہے)۔

دین کی صحیح فکر رکھنے والے کی فضیلت

58/260۔علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہےانہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا وہ شخص کیا ہی اچھا ہے جو دین میں سمجھ رکھتا ہے، اگر اس کی طرف احتیاج ہو تو وہ دوسروں کو دینی نفع پہنچائے، اگر اس سے بے پروائی برتی جائے تو وہ دوسروں سے اپنے کو بے نیاز رکھے۔ (اس کی روایت رزین نے کی ہے۔)

اہل علم کے لئے ایک مفید راہ عمل

ف: حاصلِ حدیث یہ ہے کہ عالم کے لئے سزاوار یہ ہے کہ وہ اپنی ضرورتوں کو عوام پر پیش نہ کرے اور ان سے طمع بھی نہ رکھے اور اس کے لئے یہ بھی مناسب نہیں کہ عوام سے مطلقاً بے تعلق ہو جائے، اس کی صورت یہ ہے کہ اگر وہ بغرض استفادہ اس سے رجوع ہوں تو علم سے ان کو برابر فائدہ پہنچاتے رہے اور اگر عوام استفادہ نہ کریں تو وہ عبادت مولیٰ اور خدمت علم کے لئے مطالعہ کتب اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہو جائے۔12

ہر ہفتہ میں کتنے مرتبہ وعظ کہنا چاہئے

59/261۔عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہر جمعہ میں ایک مرتبہ لوگوں کو وعظ کیا کرو، اگر تم کو یہ پسند نہیں تو دو مرتبہ، اگر اس سے زائد چاہتے ہو تو تین مرتبہ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی واعظین کو ہدایات

اور لوگوں کو اس قرآن سے تنگ مت کرو (کہ وہ اکتا جائیں) میں تم کو اس طرح دیکھنا نہیں چاہتا کہ تم لوگوں کے پاس جاؤ اور وہ اپنی کسی بات میں مشغول ہوں اور تم ان کے سامنے وعظ کرنا شروع کر دو، اور ان کی بات کاٹ دو، جس سے وہ تنگ ہو جائیں، بلکہ تم اس وقت خاموش رہو، پس جب وہ تم سے خواہش کریں تو تم ان کو وعظ سناؤ (اور ایسی حالت میں وعظ ختم کرو کہ ان کا شوق ابھی باقی ہے) اور دعاء میں مُسَجّعُ (یعنی قافیہ دار عبارت) سے احتیاط کرو، اس لئے کہ میں نے اللہ کے

رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو دیکھا ہے کہ وہ اس طرح قافیہ بند دعاء نہیں کیا کرتے تھے (کیوں کہ تکلف سے رقت قلبی باقی نہیں رہتی ہے)۔(اس کی روایت دارمی نے کی ہے)۔

طلب علم کی فضیلت

60/262۔ واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے علم دین طلب کیا اور اس کو حاصل کرلیا تو اسے دو اجر ملیں گے اور اگر وہ حاصل نہ کرسکا تو اس کو ایک اجر ملے گا (اس کی روایت دارمی نے کی ہے)

وہ اعمال جن کا اجر مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے

61/263۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منجملہ ان اعمال اور نیکیوں کے کہ جن کا ثواب مومن کو اس کی موت کے بعد بھی پہنچتا رہتا ہے، ان میں سے (1) ایک علم ہے جس کو اس نے سیکھا اور اس کی اشاعت کی، اور (2) نیک اولاد چھوڑا، (3) یا وارثوں کے لئے قرآن مجید چھوڑ گیا، یا مسجد بنا کر گیا، یا مسافر خانہ بنا کر چھوڑا، یا نہر جاری کیا یا وہ خیرات جس کو اس نے اپنے زندگی اور صحت میں اپنے مال سے کیا ہو جس کا اجر مرنے کے بعد اس کو ملتا رہے۔(اس کی روایت ابن ماجہ نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے)۔

علم کی طلب میں راستہ چلنے کی فضیلت، نابینا کو جنت کی خوشخبری، علم کی زیادتی عبادت کی زیادتی سے بہتر ہے، دین کا دارومدار پرہیز گاری پر ہے

62/264۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ نے مجھ پر وحی فرمائی ہے کہ جو شخص علم دین کی طلب میں کوئی راستہ چلے گا تو میں اس کے لئے جنت کا راستہ سہل کردوں گا اور میں نے جس کی دونوں آنکھ لے لیں

(یعنی وہ نابینا ہوگیا) تو ان کے عوض اس کو جنت دوں گا اور علم میں زیادتی عبادت میں زیادتی سے بہتر ہے اور دین کا دارومدار پرہیزگاری پر ہے۔ (بیہقی نے شعب الایمان میں اس کی روایت کی ہے)۔

رات میں تھوڑی دیر علم کا پڑھنا پڑھانا تمام رات عبادت کرنے سے بہتر ہے

63/265۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رات میں تھوڑی دیر علم کا پڑھنا پڑھانا اور تصنیف وتالیف کرنا) تمام رات عبادت کرنے سے بہتر ہے۔ (دارمی نے اس کی روایت کی ہے)۔

مجلس عبادت ودعاء اور مجلسِ علم دونوں خیر پر ہیں لیکن مجلسِ علم افضل ہے

64/266۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر اپنی مسجد کی دو مجلسوں پر ہوا، ارشاد ہوا کہ یہ دونوں خیر پر ہیں لیکن ایک جماعت نیکی میں دوسرے سے افضل ہے، یہ لوگ جو اللہ کی عبادت کررہے ہیں اور دعاء میں مشغول ہیں اور اس کی طرف متوجہ ہیں (اللہ تعالیٰ) چاہے تو ان کو عطا فرمائے اور نہ چاہے تو عطا نہ کرے، لیکن یہ دوسری جماعت جو فقہ سیکھ رہی ہے یا علم حاصل کررہی ہے اور جاہل کو علم سکھلاتی رہتی ہے تو یہ پہلی جماعت سے افضل ہے اور میں معلم ہی بنا کر بھیجا گیا ہوں، پھر آپ اس دوسری جماعت میں (جو علم کی تھی) بیٹھ گئے۔ (اس کی روایت دارمی نے کی ہے)۔

امت کے نفع کے لئے دینی امور کی 40 حدیثیں حفظ کرنے والے کے لئے ایک بڑی خوشخبری

65/267۔ ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ علم کی وہ کونسی حد ہے جس تک پہنچنے سے آدمی فقیہ ہوجاتا ہے تو رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میری امت کے نفع کے لئے دینی امور کی چالیس حدیثیں حفظ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کو فقیہ اٹھائے گا (یعنی اس کا حشر علماء کے زمرہ میں ہوگا) اور میں اس کے لئے قیامت میں شفیع اور گواہ ہوں گا۔(1)

سب سے زیادہ سخی کون ہے؟

66/268۔انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم کو معلوم ہے کہ کون سب سے زیادہ سخی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ جانتے ہیں، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ سخی ہیں۔

وہ عالم جس نے علم کی اشاعت کی ہو وہ قیامت کے دن امیر کی طرح آئے گا

پھر میں بنی آدم میں سب سے بڑھ کر سخی ہوں اور میرے بعد سب سے زائد سخی وہ مرد عالم ہے جس نے علم سیکھا اور اس کی اشاعت کی، ایسا شخص قیامت کے دن تنہا امیر کی طرح آئے گا یا امت واحدہ کی طرح آئے گا۔(2)

ف: امیر واحد یا امت واحدہ سے یہ مراد ہے کہ وہ ایک امیر کی حیثیت سے آوے گا یعنی وہ کسی کے تابع نہیں ہوگا بلکہ اس کے ساتھ کئی تابع اور خادم ہوں گے، مقصود یہ ہے کہ وہ قیامت کے دن معزز اور مکرم باشوکت وحشمت آئے گا۔12

دو حریص ایسے ہیں جن کا پیٹ نہیں بھرتا، علم کا بھوکا اور دنیا کا بھوکا

67/269۔انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو حرص کرنے والے ایسے ہیں جن کا پیٹ نہیں بھرتا، ایک علم کا بھوکا جو علم سے سیر نہیں ہوتا اور دوسرے دنیا کا بھوکا جس کا دنیا سے پیٹ نہیں بھرتا۔(3) (مذکورہ تینوں حدیثوں کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔)

صاحب علم اور دنیادار کبھی سیر نہیں ہوتے!

270/68۔عون رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دو حریص ایسے ہیں کہ سیر نہیں ہوتے، ایک صاحب علم اور دوسرا دنیادار، اور دونوں برابر نہیں ہیں، صاحب علم تو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو زیادہ حاصل کرتا رہتا ہے اور دنیادار سرکشی میں بڑھتا جاتا ہے، پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (سورہ علق، آیت نمبر: 6/7، پ:30، ع:1، کی) یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿ كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ﴾۔

ترجمہ: (مگر انسان کا حال یہ ہے کہ وہ) خود کو بے نیاز سمجھ کر (شکر کے بدلے خدا سے الٹے) سرکشی کرتا ہے اور عون رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا دوسرے یعنی (صاحب علم) کے متعلق عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (سورہ فاطر، آیت نمبر: 28، پ: 22، ع: 4، کی) یہ آیت ﴿اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ﴾ تلاوت فرمائی کہ اللہ کے بندوں میں سے علماء ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔(اس کی روایت دارمی نے کی ہے)۔

امراء کے پاس آمدورفت رکھنے والے علماء کی مذمت

271/69۔ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں سے لوگ عنقریب دین میں سمجھ پیدا کریں گے اور قرآن پڑھیں گے اور کہیں گے کہ ہم امراء (یعنی دولت مندوں) کے پاس جاتے ہیں کہ ان کی دنیا سے کچھ حاصل کرلیں اور ان سے اپنے دین کو بچائے رکھیں گے حالانکہ ایسا نہ ہوسکے گا کیوں کہ جس طرح خاردار درخت سے صرف کانٹے کے سوا کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی، اِسی طرح امراء کی نزدیکی سے اِسی چیز کو حاصل کریں گے، (امام بخاری کے استاد) محمد بن صالح رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے اور ان کی مراد اس سے

گناہ تھی (یعنی امراء کی ہم نشینی سے گناہ ہی حاصل ہوں گے)۔(اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔)

سرداری کس طرح حاصل ہوسکتی ہے؟

علم کو معاش کا ذریعہ بنایا جائے تو ذلت حاصل ہوتی ہے

جس نے ساری فکروں کو آخرت کی فکر بنالیا تو اللہ تعالی اس کے لئے کافی ہوجاتے ہیں

70/272۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا: اگر اہل علم، علم کی حفاظت کرتے اور علم کو اس کے اہل تک ہی پہنچاتے تو علم کے ذریعہ سے زمانے کے سردار بن جاتے لیکن انہوں نے علم کو اہل دنیا کے لئے استعمال کیا تا کہ اس کے ذریعہ سے ان کی دنیا میں سے کچھ حاصل کریں۔تو دنیاداروں کی نظر میں ذلیل ہوگئے۔ میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے تمام فکروں کو ایک فکر یعنی آخرت کی فکر بنالیا تو اللہ تعالیٰ اس کی دنیا کی تمام فکروں کے لئے کافی ہوجاتے ہیں اور جس کو دنیا کی فکریں اور احوال پراگندہ کردیں (یعنی کبھی کسی فکر میں لگا اور کبھی کسی میں) تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ وہ دنیا کے کسی جنگل میں ہلاک ہوجائے۔(اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔)

71/273۔اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ''مَنْ جَعَلَ الْهُمُوْمَ'' سے تا آخر روایت کی ہے۔

علم کی آفت نسیان ہے اور اس کو ضائع کرنا یہ ہے کہ نا اہل کے سامنے بیان کیا جائے

72/274۔اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم کی آفت بھول جانا ہے اور اس کو ضائع کرنا یہ ہے کہ تو اس کو نا اہل کے سامنے

بیان کرے۔(اس کی روایت دارمی نے بطریق ارسال کی ہے۔)

درحقیقت اہل علم کون ہیں؟

73/275۔سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ علم والے کون ہیں؟ کعب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: وہ لوگ ہیں جو ان باتوں پر عمل کرتے ہیں، جن کو وہ جانتے ہیں۔

طمع علماء کے دلوں سے علم کی برکت کونکال دیتی ہے

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر وہ کیا چیز ہے جو علماء کے دل سے علم کو نکال دیتی ہے؟ کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: طمع (حرص)۔(دارمی نے اس کی روایت کی ہے۔)

ف: حرص اور طمع علماء کے دلوں سے علم کی برکت، ہیبت اور نور کو دور کر دیتی ہے۔12

بُرے علماء بدترین خلائق ہیں اور اچھے علماء بہترین خلائق ہیں

74/276۔احوص بن حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد حکیم سے روایت کرتے ہیں (ان کے والد حکیم) کہتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شر کی نسبت دریافت کیا، ارشاد ہوا مجھ سے شر کی نسبت نہ پوچھو، بلکہ مجھ سے خیر سے متعلق سوال کرو، اس کو تین مرتبہ فرمایا، پھر ارشاد ہوا سنو! بُروں میں سب سے بُرے، بُرے علماء ہیں اور بھلوں میں سب سے بہتر (بھلے) علماء ہیں۔ (دارمی نے اس کی روایت کی ہے۔)

اپنے علم سے فائدہ حاصل نہ کرنے والا بدترین شخص ہے

75/277۔ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک بدترین شخص وہ عالم ہے جس نے اپنے علم سے

کچھ فائدہ حاصل نہیں کیا۔ (اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔)

وہ تین چیزیں جو اسلام کو برباد کر دیتی ہیں

76/278۔ زیاد بن حُدَیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کیا تم کو معلوم ہے کہ اسلام کو کیا چیز تباہ کرتی ہے؟ میں نے کہا: میں نہیں جانتا، فرمایا: عالم کی (1) لغزش، (2) منافق کا کتاب اللہ سے (تاویلات باطلہ کے ذریعہ) جھگڑنا اور (3) گمراہ حکام کے فیصلے (یہ سب اسلام کو) تباہ کر دیتے ہیں۔ (اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔)

کارآمد علم وہ ہے جو دل میں اتر جائے اور وہ علم جو زبان پر ہو، وہ انسان پر وبال ہے

77/279۔ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ علم دو قسم کے ہوتے ہیں: ایک علم دل میں ہوتا ہے اور یہی علم کارآمد ہے، ایک علم زبان پر ہوتا ہے اور ایسا علم اللہ کی طرف سے انسان پر حجت ہے (یعنی یہ الزام دے گا کہ تم کو ہم نے علم دیا تھا تو پھر کیوں تم نے اس پر عمل نہیں کیا)۔ (اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔)

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو طرح کے علم ملے

78/280۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو طرح کے علم محفوظ کئے ہیں: ایک علم کی تو میں نے تم میں اشاعت کی ہے، اگر دوسرے علم کی اشاعت کروں تو یہ گلا کاٹ دیا جائے گا۔ (اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔)

ف: دوسرے علم سے مراد یہ ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوا تھا کہ آپ کی وفات کے بعد کئی قسم کے فتنے اٹھیں گے اور ظالم حکام برسر اقتدار رہوں گے جن کے نام تک ابو ہریرہ رضی الہ عنہ کو بتلا دیئے گئے تھے۔

کسی چیز کا علم نہ ہوتو" اَللّٰہُ اَعْلَمُ" کہہ دینا ہی شانِ علم ہے

79/281۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: اے لوگو! جوشخص کسی چیز کا علم رکھتا ہوتو اس کو بیان کردے، اور جو کسی چیز کا علم نہ رکھتا ہوتو کہہ دیا کرے "اَللّٰہُ اَعْلَمُ" (اللہ زیادہ جاننے والے ہیں)۔اللہ نے اپنے نبی سے (سورہ ص، پ:23، ع:5، آیت نمبر:86) میں فرمایا: ﴿قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ﴾ (کہو میں تم سے اس پر کوئی اُجرت نہیں چاہتا اور نہ میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں)۔ بخاری اور مسلم نے با تفاق اس کی روایت کی ہے۔

علم دین کے لئے استاذ کے انتخاب میں احتیاط کی تاکید

80/282۔ابن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ یہ علم (کتاب وسنت) دین ہے تو تم غور کرلو کہ اپنا دین کس سے حاصل کررہے ہو۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔)

ف: غیر ثقہ، بے دین، جاہل اور بدعتی سے علم حاصل نہ کیا جائے۔12

سلفِ صالح کی اتباع کو چھوڑنا گمراہی میں پڑنا ہے

81/283۔حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: اے علماء کے گروہ! راہ راست پر قائم رہو کیوں کہ (راہ راست پر استقامت میں) تمہارے اسلاف تم پر سبقت پا چکے ہیں اور اگر تم (سلفِ صالح کی اتباع کو چھوڑ کر) دائیں بائیں چلو گے (یعنی نئے نئے طریقے ایجاد کرو گے تو راہِ راست سے) بھٹک کر گمراہی میں بہت دور جا پڑو گے۔ (بخاری نے اس کی روایت کی ہے۔)

ریا کار علماء اور قرّ اء، جُبّ الحُز ن یعنی جہنم کی شدید ترین وادی میں ڈال دیئے جائیں گے

مبغوض ترین قاری اور عالم وہ ہیں جو امراء کے پاس آیا جایا کرتے ہیں

82/284۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی جُبّ الحزن (غم کے کنویں) سے پناہ مانگو، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جب الحزن کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم ہر دن چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے، عرض کیا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں کون داخل ہوگا؟ ارشاد فرمایا: وہ علماء اور قرّ اء جو اپنے عمل میں ریا کاری کرتے ہیں۔ (ترمذی نے اس کی روایت کی ہے) ابن ماجہ نے اتنا اضافہ اور کیا ہے "وَاِنَّ مِنْ اَبْغَضِ الْقُرَّاءِ اِلٰی اللّٰهِ تَعالٰی اَلَّذِیْنَ یَزُوْرُوْنَ الْاُمَرَآءَ" (اللہ کے نزدیک مبغوض ترین قُرّ اء وہ ہیں جو امراء کے پاس آتے جاتے ہیں) محاربی نے کہا ہے کہ: امراء سے یہاں ظالم امراء مراد ہیں۔

دورِ فِتن کے آثار کیا ہیں؟

83/285۔علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب ایک ایسا زمانہ لوگوں پر آنے والا ہے کہ اسلام کا صرف نام رہ جائے گا اور قرآن کا صرف رسم (یعنی قرآن کی تجوید اور درستگی الفاظ کی طرف تو توجہ کریں گے لیکن عمل سے دور رہیں گے) ان کی مسجدیں آباد ہوں گی، مگر ہدایت اور یاد الٰہی سے خالی ہوں گے، اور ان کے علماء آسمان کے نیچے رہنے والوں میں سب سے بدتر ہوں گے، ان ہی سے فتنے نکلیں گے اور ان ہی میں یہ فتنے لوٹیں گے۔ (اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔)

عِلم پر عمل نہ کریں تو عِلم اٹھ جاتا ہے

84/286۔زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

کسی چیز کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ یہ چیز علم کے اٹھ جانے کے وقت ہوگی، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علم کیسے اٹھ جائے گا؟ جب کے ہم قرآن پڑھتے ہیں اور اپنے بچوں کو پڑھاتے ہیں اور ہمارے بچے اپنے بچوں کو قیامت تک پڑھاتے ہی رہیں گے۔ ارشاد ہوا: اے زیاد! تم پر تعجب ہے میں تو تم کو مدینہ کے نہایت سمجھدار لوگوں میں سے سمجھتا تھا، کیا یہ یہود و نصاریٰ توریت اور انجیل نہیں پڑھا کرتے ہیں، مگر وہ ان ہر دو کتابوں کی کسی چیز پر عمل نہیں کرتے۔ (اس کی روایت امام احمد اور ابن ماجہ نے کی ہے اور ترمذی نے زیاد رضی اللہ عنہ سے اِسی طرح کی روایت کی ہے۔)

85/287۔ اور دارمی کی روایت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی ہے۔

علم دین کے سیکھنے کی تاکید اور اس کا سبب

86/288۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عِلم دین سیکھو اور اسے لوگوں کو سکھلاؤ، فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھلاؤ۔ قرآن پڑھو اور اسے لوگوں کو پڑھاؤ، اس لئے کہ میں وفات پانے والا ہوں اور علم عنقریب اٹھالیا جائے گا اور فتنے پھوٹ پڑیں گے حتیٰ کہ دو آدمی کسی مسئلہ میں اختلاف کریں گے تو کسی کو بھی (علم کی قلت کی وجہ سے) ایسا نہیں پائیں گے کہ وہ ان میں فیصلہ کرسکے۔ (اس کی روایت دارمی اور دارقطنی نے کی ہے)۔

وہ علم جس سے دوسرے کو فائدہ نہ پہنچے، ایسا خزانہ ہے جس کو راہِ خدا میں خرچ نہ کیا جائے

87/289۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس علم کی مثال جس سے دوسرے کو فائدہ نہ پہنچے اُس خزانہ کی ہے جس کو راہِ خدا میں خرچ نہ کیا جائے۔ (اس کی روایت امام احمد اور دارمی نے کی ہے)۔

(3) كِتَابُ الطَّهَارَةِ

(وہ کتاب جس میں طہارت کے احکام ہیں)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ: ﴿فِيْهِ رِجَال'' يُحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا، وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ﴾۔

اور ارشاد الٰہی ہے: (سورہ توبہ، پ:11، ع:13، آیت نمبر:108 میں) اس میں (یعنی مسجد قبا میں) ایسے لوگ ہیں جو خوب پاک وصاف رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب پاک وصاف رہنے والوں کو پسند فرماتے ہیں۔

وضوء نماز کی کنجی ہے، اس کی تحریم پہلی تکبیر اور اس کی تحلیل سلام ہے

1/290۔ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز کی کنجی طہارت اور وضوء ہے اور اس کی تحریم پہلی تکبیر اور اس کی تحلیل سلام ہے۔ (اس کی روایت ابوداؤد، ترمذی اور دارمی نے کی ہے۔)۔

ف: تکبیر تحریمہ کہنے سے نماز شروع ہوجاتی ہے اور ساری حلال چیزیں یعنی کھانا پینا اور وہ سارے افعال جو نماز کے منافی ہیں حرام ہوجاتے ہیں اور سلام پھیرنے سے یہ تمام چیزیں پھر حلال ہوجاتی ہیں۔12

نماز جنت کی کنجی ہے

2/291۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہارت اور وضوء ہے۔ (امام احمد نے اس کی روایت کی ہے۔)

ف: اس حدیث میں جنت کی کنجی سے مراد جنت کے درجات کی کنجی ہے، اس سے قبل حدیث میں یہ گذر چکا ہے کہ درحقیقت کلمۂ توحید جنت کی کنجی ہے۔ (ماخوذ از مرقات 12)۔

اچھی طرح طہارت نہ کی جائے تو امام پر قرآن پڑھنے میں تشابہُ ہو جاتا ہے

3/292۔شبیب بن ابی روح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی جس میں سورۂ روم کی تلاوت فرمائی تو آپ کو تشابہ ہو گیا، جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور اچھی طرح طہارت نہیں کرتے، یہی لوگ ہم کو قرآن کے پڑھنے میں تشابہ میں ڈال دیتے ہیں۔(نسائی نے اس کی روایت کی ہے)۔

(1/6) بَابُ فَضَائِلِ الْوُضُوْءِ

(یہ باب ہے وضوء کی فضیلتوں کے بیان میں)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ : ﴿ مَایُرِیْدُ اللّٰهُ لِیَجْعَلَ عَلَیْکُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰکِنْ یُّرِیْدُ لِیُطَهِّرَکُمْ وَلِیُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْکُمْ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ. ﴾ ارشاد باری تعالیٰ ہے (سورہ مائدہ، پ:6، ع:2، آیت نمبر:6، میں) اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں کہ تم پر کوئی تنگی ڈالیں لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ تم کو خوب پاک وصاف رکھے اور یہ کہ تم پر اپنا انعام پورا فرمائے تا کہ تم شکرادا کرو۔

طہارت اور وضوء نصف ایمان ہے اور نماز نور ہے

'' سُبْحَانَ اللّٰهُ '' اور '' اَلْحَمْدُ لِلّٰهُ '' کی فضیلت

1/293۔ ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طہارت اور وضوء نصف ایمان ہے اور الحمد للہ کا ثواب میزان عمل کو بھر دیتا ہے اور دونوں کلمے ''سُبْحَانَ اللّٰهُ'' اور ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهُ'' کا ثواب یا فرمایا ان میں سے ہر ایک کلمہ کا ثواب آسمان اور زمین کی درمیانی وسعت کو بھر دیتا ہے اور نماز نور ہے اور خیرات (ایمان کی صداقت پر) دلیل ہے اور صبر روشنی ہے (یعنی گناہوں سے باز رہنا، طاعتوں پر مستعد رہنا اور مصیبتوں پر جزع و فزع نہ کرنا، یہ سب قبر میں روشنی کا سبب ہیں) اور قرآن تمہارے حق میں دلیل ہے یا تمہارے خلاف حجت ہے (یعنی اگر قرآن پر عمل کیا ہے تو وہ نفع دے گا اور عمل نہیں کیا ہے تو وہ نقصان پہنچائے گا اور جھگڑے گا) اور ہر شخص صبح کرتا ہے تو اپنے نفس کو بیچ ڈالتا ہے، اب اس کو آزاد کرا دے گا یا اس کو تباہ اور برباد کر دے گا (یعنی جب صبح ہوتی ہے تو عمل کے اعتبار سے انسان کی دو حالتیں ہوتی ہیں، اگر اس نے اچھے عمل کئے تو اپنے کو عذاب سے محفوظ کرلیا ورنہ برے اعمال کر کے اپنے کو ہلاک کر ڈالا)۔ (مسلم نے اس کی روایت کی ہے۔)

2/294۔اور ایک اور روایت میں ہے کہ ”لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ“اور” اَللّٰهُ اَكْبَرُ“ ان دونوں کلموں کا ثواب آسمان اور زمین کی درمیانی وسعت کو بھر دیتا ہے۔

ایسے وضوء میں جس سے گناہ دور ہوتے ہیں نیت شرط ہے

ف: طہارت اور وضوء، نصف ایمان ہے، ایمان کا نصف اس لئے ہے کہ ایمان سے کبیرہ اور صغیرہ گناہ مٹ جاتے ہیں اور وضوء سے صرف صغیرہ گناہ دور ہوتے ہیں اور اس وضوء کو احناف کے نزدیک بھی نیت سے مشروط کرنا ضروری ہے تا کہ وضوء ایسی عبادت قرار پائے جس سے گناہ دور ہوتے ہوں اور یہ بغیر نیت کے ایسی عبادت نہیں ؛ کیونکہ بغیر نیت کا وضوء، عبادت کے لئے صرف وسیلے اور ذریعہ کا کام دیتا ہے جس سے نماز تو صحیح ہوجاتی ہے مگر ایسے وضوء پر اجر وثواب نہیں ملتا۔ (از مرقات)12۔

سبحان اللّٰه، الحمد للّٰه ، اللّٰه اکبر کا ثواب

روزہ نصف صبر ہے، طہارت اور وضوء نصف ایمان ہے

3/295۔قبیلہ بنی سلیم کے ایک شخص سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ہاتھ یا اپنے دست مبارک (کی پانچوں انگلیوں پر ذیل کی ان پانچ باتوں کو) شمار فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ (1) سبحان اللہ کہنے کا ثواب نصف میزان کو اور (2) الحمد للہ پڑھنے کا ثواب پورے میزان کو بھر دیتا ہے اور (3) اللہ اکبر کہنے کا ثواب آسمان اور زمین کی درمیانی وسعت کو بھر دیتا ہے۔ (4) روزہ رکھنا نصف صبر ہے (پورا صبر یہ ہے کہ نفس کو طاعتوں پر لگانے اور گناہوں سے بچانے پر روک رکھے چونکہ روزہ نفس کو طاعتوں پر لگائے رکھتا ہے اس لئے یہ آدھا صبر ہے اور (5) طہارت اور وضوء نصف ایمان ہے۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)۔

مشقت میں کامل طور پر وضوء کرنے، مسجدوں کو دور ہونے کے باوجود بار بار جانے اور مسجد میں ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت

4/296۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تم کو ایسا عمل نہ بتاؤں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو مٹادے اور جس کے ذریعہ سے درجات بلند فرمائے، صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور بتلائیے، ارشاد فرمایا: مشقت (یعنی شدت سردی یا تکلیف کے اوقات) میں کامل طور پر وضوء کرنا اور مسجدوں کی طرف (باوجود دور ہونے کے) بار بار جانا (اور مسجد میں بیٹھے ہوئے ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا اور یہی رباط ہے۔)

5/297۔اور حضرت مالک بن انس کی روایت میں اس طرح ہے اور یہی رباط ہے اس کو دو مرتبہ فرمایا۔(اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور ترمذی کی دوسری روایت میں تین دفعہ کا ذکر ہے۔)

رباط کس کو کہتے ہیں؟

ف: سرحد اسلام پر دشمنان دین کے مقابلہ میں نگہبانی کرنے کو رباط کہتے ہیں تا کہ وہ سرحد کو پار نہ کرلیں اور اس کا بڑا ثواب آیا ہے۔اسی طرح سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھنے کو بھی رباط قرار دیا کہ جیسے وہاں کفار کے مقابلہ میں بیٹھتے ہیں یہاں شیطان کے مقابلہ میں بیٹھنا ہے کہ وہ دین کا کھلا دشمن ہے۔12

اچھی طرح وضوء کرنے سے صغیرہ گناہ جسم سے خارج ہوجاتے ہیں

6/298۔عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے وضوء کیا، اور اچھی طرح وضوء کیا تو اس کے (صغیرہ) گناہ جسم سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے ناخن کے نیچے سے بھی خارج ہوجاتے ہیں۔(مسلم نے اس کی

روایت کی ہے)۔

وضوء میں ہر عضو کے دھولینے کے بعد تمام گناہ دور ہوجاتے ہیں

7/299۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بندہ مسلم یا مؤمن وضوء کرتا ہے، اور اپنا چہرہ دھولیتا ہے تو اس نے اپنی آنکھوں سے جن گناہوں کی طرف دیکھا تھا وہ تمام گناہ اس کے چہرے سے پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ (بہہ کر) نکل جاتے ہیں اور جب ہاتھ دھوتا ہے تو جن گناہوں کو ہاتھ سے پکڑا تھا وہ سب گناہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ (بہہ کر) نکل جاتے ہیں اور جب پاؤں کو دھوتا ہے تو جن گناہوں کی طرف پاؤں سے چلا تھا وہ تمام گناہ پانی کے ساتھ یا آخری قطرۂ وضوء کے ساتھ (بہہ کر) نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ بندہ گناہوں سے پاک وصاف ہوجاتا ہے۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔)

وہ کونسی نماز ہے جس کی وجہ سے تمام پچھلے گناہ بجز کبائر کے مٹادیئے جاتے ہیں

8/300۔ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرض نماز کا وقت آنے پر جو کوئی مسلمان نماز کے لئے اچھی طرح وضوء کرے اور نماز کو خشوع کے ساتھ ادا کرے اور رکوع عمدہ طریقے سے کرے تو گناہ کبیرہ کے سوا جس قدر گناہ اس سے قبل اس سے ہوئے ہیں وہ تمام مٹادیئے جاتے ہیں اور ایسا ہمیشہ ہوتا رہتا ہے۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔)

ایسا وضوء اور نماز جس کی وجہ تمام پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے

9/301۔ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے وضوء کیا تو دونوں ہاتھوں پر

تین مرتبہ پانی ڈالا، پھر کلی کی اور ناک صاف کیا، پھر چہرے کو تین مرتبہ دھویا، پھر سیدھا ہاتھ کہنیوں سمیت تین مرتبہ دھویا، پھر بایاں ہاتھ کہنیوں سمیت تین مرتبہ دھویا، پھر سر کا مسح کیا، پھر سیدھا پیر اس کے بعد بایاں پیر تین تین مرتبہ دھویا، پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا کہ آپ نے میرے اس وضوء کی طرح وضوء فرمایا تھا (اس کے بعد عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میرے اس وضوء کی طرح وضوء کرے اور دو رکعت نماز ادا کرے اور ان دونوں رکعتوں میں اپنے دل میں وسوسہ نہ لائے (اگر خود بخود وسوسہ آئے تو کچھ مضر نہیں) تو اس کے پچھلے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے اور الفاظ حدیث بخاری کے ہیں۔)

کس وضوء اور نماز سے جنت واجب ہوگی

10/302۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی مسلمان اچھی طرح وضوء کر کے دو رکعت نماز دلی توجہ اور خشوع کے ساتھ ادا کرے گا تو اس کے لئے جنت واجب ہوگی۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔)

وضوء میں پورے آداب کا لحاظ کر کے شہادتین پڑھنے کی فضیلت

11/303۔ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو بھی وضوء میں پانی کو اعضائے کی اس مقدار تک پہنچادے جہاں تک پہنچانا ضروری ہے، یا یوں فرمایا کہ وضوء میں پورے سنتوں کو پابندی کے ساتھ ادا کرے، پھر کہے "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ" تو اس کے لئے جنت کے آٹھ دروازے کھول دیئے جاتے ہیں کہ جس سے چاہے جنت میں داخل ہوجائے۔ (مسلم نے اس کی روایت کی ہے اور ترمذی نے یہ زائد کیا ہے: "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ

الْمُتَطَهِّرِیْن ". (خدایا تو مجھے توبہ کرنے والوں اور خوب پاک وصاف رہنے والوں میں بنادے۔)

وضوء کے بعد " سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِکَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْکَ "پڑھنے کی فضیلت

12/304۔ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جوشخص وضوء کرے اور وضوء سے فارغ ہونے کے بعد کہے "سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِکَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْکَ" تو اس کو ایک کاغذ میں لکھ لیا جاتا ہے، پھر مہر کردی جاتی ہے اور قیامت تک مہر نہیں توڑی جاتی۔(اس کی روایت نسائی اور حاکم نے کی ہے)۔

وضوء کے بعد کی دعا

ف:"منیة المصلی" کی شرح کبیر میں لکھا ہے کہ مستحبات وضوء سے یہ ہے کہ وضوء کرنے والا وضوء سے فارغ ہونے کے بعد "سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِکَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ اَسْتَغْفِرُکَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْکَ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ " ۔ترجمہ: اے اللہ! آپ پاک ہیں، سب تعریف آپ ہی کے لئے ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، آپ یکتا ہیں اور آپ کا کوئی شریک نہیں، میں آپ سے گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں اور سب گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بندے اور آپ کے رسول ہیں۔

(یہ دعاء) آسمان کی جانب نگاہ اٹھا کر پڑھے اور اس دعاء کے ختم پر یا درمیان میں "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ وَاجْعَلْنِی مِنْ عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ الَّذِیْنَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ" پڑھے (جس کا ترجمہ یہ ہے) اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں میں سے بنایئے اور خوب پاک وصاف رہنے والوں میں سے بنایئے اور مجھے آپ کے ان صالح بندوں

میں سے بنائیے جن کو مرنے کے بعد پیش آنے والی چیزوں سے خوف نہ ہوگا اور نہ دنیا کے چھوٹ جانے پر غم۔لیکن حلیۃ میں لکھا ہے کہ وضوء کے ختم پر یعنی مذکورالصدر شہادتین ''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ'' کے بعد ''اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ'' سے لے کر'' وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ''والی دعاء بھی پڑھے۔12

اچھی طرح وضوء کر کے شہادتین پڑھنے کی فضیلت

13/305۔ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:جس نے وضوء کیا اور اچھی طرح وضوء کیا اور پھر آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور کہا ''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ'' تو اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں کہ جس میں سے چاہے وہ داخل ہوجائے۔(اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔)

اس امت کا لقب قیامت کے دن اعضائے وضوء کے منور ہونے کی وجہ سے کیا ہوگا؟

14/306۔ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کو قیامت کے دن اعضائے وضوء کے منور ہونے کی وجہ سے،''غُرًّا مُحَجَّلِیْنَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوْءِ'' اے روشن پیشانی والو!اے روشن ہاتھ پیر والو! کہہ کر پکارا جائے گا، پس تم میں سے جو شخص اپنے اس وضوء کے نور کو بڑھا سکتا ہے تو بڑھائے۔(بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے۔)

وضوء کا نور کیا ہے؟

ف: رَدُّالمُحْتَار میں لکھا ہے کہ آداب وضوء سے یہ ہے کہ اپنی پیشانی اور ہاتھ اور پیر کے نور کو بڑھایا جائے اور البحر میں لکھا ہے کہ اس نور کے بڑھانے کی صورت یہ ہے کہ وضوء میں ہاتھ اور پیر کے دھونے کی جو حد (یعنی مقدار) مقرر ہے اس سے اضافہ کیا جائے اور حلیہ میں لکھا ہے کہ تحجیل (یعنی ہاتھ اور

پیر کے نور) کی حد کے متعلق ہمارے احناف سے کوئی صراحت منقول نہیں ہے، البتہ امام نووی نے لکھا ہے کہ اس مسئلہ میں شوافع کے تین قول ہیں: پہلا قول یہ ہے کہ کہنی اور ٹخنوں سے بڑھا کر دھونا مستحب ہے لیکن اس کی حد مقرر نہیں، دوسرا قول یہ ہے کہ کہنی سے بڑھا کر نصف مونڈھے تک اور پاؤں میں نصف پنڈلی تک دھووے، تیسرا قول یہ ہے کہ ہاتھ کندھے تک اور پیر گھٹنوں تک دھوئے، آخر میں امام نووی نے کہا ہے کہ احادیث سے یہ تمام احکام نکلتے ہیں۔

مومن کا زیور کیا ہے؟

15/307۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کا زیور (بروز قیامت) وہاں تک ہوگا جہاں تک اس کے وضوء کا پانی پہنچا ہوگا۔(اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔)

اعمال میں نماز سے بہتر کوئی عمل نہیں اور وضوء کی محافظت صرف مومن ہی کرسکتا ہے

16/308۔ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اعمال خیر کے ہمیشہ پابند رہو (اور راہِ راست سے مت ہٹو) اور تم ہرگز ایسا نہ کرسکو گے (کیوں کہ اعمالِ خیر کی پابندی اور راہِ راست پر استقامت بہت مشکل ہے) اور یقین رکھو کہ تمہارے سب اعمال میں سب سے بہترین عمل نماز ہے اور وضوء کی محافظت صرف مومن ہی کرسکتا ہے۔(اس کی روایت امام مالک، امام احمد، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔)

وضوء پر وضوء کرنے کا ثواب

17/309۔ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے وضوء کے ہوتے ہوئے دوبارہ وضوء کیا تو اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔(اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)۔

ف: مستحبات وضوء سے یہ ہے کہ باوضوء ہونے کے باوجود دوبارہ وضوء کرلے، یہ منیۃ المصلی میں مذکور ہے اور ردالمحتار میں لکھا ہے کہ دوبارہ وضوء کرنا اس وقت مستحب ہے کہ پہلے وضوء سے نماز پڑھی ہو یا کوئی ایسا عمل کیا ہو جس کا شمار عبادت مقصودہ میں ہے جیسے سجدۂ تلاوت اور مسِّ مصحف وغیرہ، یہ مضمون شرعۃ اور قنیۃ سے ماخوذ ہے تو اس قسم کا عمل کئے بغیر وضوء پر وضوء کرنا مستحب نہیں ہوگا۔12

وضوء کے وقت ہر عضو سے گناہ نکل جاتے ہیں

18/310۔عبداللہ صنابحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بندۂ مومن وضوء کرتا ہے اور کلی کرتا ہے تو اس کے منہ کے گناہ منہ سے نکل جاتے ہیں اور جب ناک چھینکتا ہے تو اس کی ناک سے ناک کے گناہ نکل جاتے ہیں، اور جب اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے چہرے کے گناہ نکل جاتے ہیں، یہاں تک کہ اس کی دونوں آنکھوں کی پلکوں کے نیچے سے گناہ جھڑ جاتے اور جب اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے دونوں ہاتھوں سے ہاتھوں کے گناہ نکل جاتے ہیں، حتیٰ کہ اس کے ہاتھوں کے ناخن کے نیچے سے گناہ جھڑ جاتے ہیں، اور جب سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر کے گناہ نکل جاتے ہیں حتیٰ کہ اس کے دونوں کانوں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور جب اپنے دونوں پیروں کو دھوتا ہے تو اس کے پیروں سے دونوں پیروں کے گناہ نکل جاتے ہیں، حتیٰ کہ اس کے پیروں کے ناخنوں کے نیچے سے گناہ جھڑنے لگتے ہیں، پھر اس کے مسجد کی طرف چلنے اور نماز پڑھنے کا ثواب اس کے علاوہ رہا۔ (امام مالک نے اس کی روایت بطور ارسال کی ہے)۔

قبرستان میں کیا دعاء پڑھی جائے؟

19/311۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان تشریف لے گئے اور فرمایا: (اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ).

سلام ہو تم پر اے مسلمانوں کی جماعت! یقیناً ہم تم سے ملنے والے ہیں انشاءاللہ۔ (اس کے بعد پھر فرمایا) مجھے آرزو تھی کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھتے، صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ ارشاد ہوا: تم میرے صحابہ ہو، اور ہمارے بھائی وہ ہیں جو ابھی تک نہیں پیدا ہوئے ہیں، صحابہ نے عرض کیا کہ آپ اپنی امت کے ان لوگوں کو کیسے پہچانیں گے جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئے ہیں: ارشاد ہوا کہ تم بتلاؤ کہ کسی شخص کے ایسے گھوڑے ہوں جن کی پیشانیاں اور ہاتھ پیر سفید ہوں اور وہ سیاہ گھوڑوں میں مل جائیں تو کیا وہ شخص اپنے گھوڑوں کو نہیں پہچان لے گا، صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ ضرور پہچان لے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو بروز قیامت ہاتھ، پیر اور پیشانی پر وضوء کے نور کی وجہ سے پہچان لیں گے

ارشاد ہوا: میری امت (قیامت میں) وضوء کے نور کی وجہ سے روشن چہرے اور چمکدار ہاتھ پیر کے ساتھ آئے گی (اس علامت سے میں ان کو پہچان لوں گا) اور میں حوضِ کوثر پر ان سے پہلے پہونچ جاؤں گا اور ان کے راحت اور آرام کا سامان مہیا کرتا رہوں گا۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔)

قیامت کے دن سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کی اجازت ملے گی

20/312۔ ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے مجھے سجدہ کرنے کی اجازت ہوگی اور سب سے پہلے سجدہ سے سر اٹھانے کی اجازت بھی مجھے ہوگی، پس میں اپنے روبرو دیکھوں گا اور اپنی امت کو تمام امتوں میں پہچان لوں گا، میں اپنے پیچھے دائیں اور بائیں بھی اسی طرح اپنی امت کو پہچان لوں گا۔

وہ تین علامتیں جن کی وجہ سے روزِ محشر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو پہچان لیں گے

ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر آپ کے زمانہ تک کی درمیانی امتوں میں اپنی امت کو کیسے پہچان سکیں گے؟ ارشاد فرمایا: میری امت وضوء کے نور کی وجہ سے روشن ہاتھ پیر والی ہوگی اور یہ بات کسی اور میں نہ ہوگی اور ان کو اس وجہ سے بھی پہچان لوں گا کہ ان کو نامۂ اعمال سیدھے ہاتھ میں دیئے جائیں گے (اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس امت کی خصوصیت ہے کہ ان کو سب سے پہلے داہنے ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا، یا ان کو اعمال نامہ دینے کی کوئی خاص صفت ہوگی اور اس وجہ سے بھی پہچان لوں گا کہ ان کے چھوٹے بچے (جو چھوٹی عمر میں انتقال کر گئے ہیں ان کی مغفرت کی کوشش میں) ان کے آگے دوڑتے ہوں گے۔ (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔)

(2/7) بَابُ مَا یُوْجِبُ الْوُضُوْءَ

(یہ باب ان چیزوں کے بیان میں ہے جن سے وضوء کرنا واجب ہوتا ہے)

وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ: ﴿اَوْجَآءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ﴾ ارشاد الٰہی ہے: (سورہ نساء، پ:5، ع:7، آیت نمبر:43) یا تم میں سے کوئی بیت الخلاء سے آئے۔

نماز بغیر وضوء کے قبول نہیں ہوتی

1/313۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کی نماز جس کو وضوء نہ ہو بغیر وضوء کے قبول نہیں ہوتی۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے۔)

مال حرام سے خیرات مقبول نہیں

2/314۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: بغیر طہارت اور وضوء کے نماز قبول نہیں کی جاتی اور مال حرام سے خیرات بھی قبول نہیں ہوتی۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔)

3/315۔منذر ابویعلی ثوری رحمہ اللہ، محمد بن الحنفیۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، منذر کہتے ہیں: میں محمد بن الحنفیۃ کو ان کے والد (سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ ان کے والد یعنی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا: مجھے مذی کثرت سے آیا کرتی تھی تو میں نے مقداد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق دریافت کریں اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرنے میں شرم محسوس ہوتی تھی کیوں کہ آپ کی صاحبزادی میرے نکاح میں تھیں۔

مذی کیا چیز ہے؟

مذی اس رقیق پانی کو کہتے ہیں جو عورتوں کے ساتھ مذاق کرنے یا ان کو شہوت کے ساتھ دیکھنے سے نکلتا ہے۔

منی سے غسل اور مذی سے وضوء واجب ہوتا ہے

مقداد رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو ارشاد ہوا کہ ہر جوان مرد کو مذی آتی ہے، اگر منی خارج ہو تو غسل واجب ہے اور اگر مذی نکلے تو اس پر صرف وضوء واجب ہے، غسل واجب نہیں ہے۔ (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے، اور بخاری اور مسلم سے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔)

مذی نکلنے پر کیا شرمگاہ کا دھونا بھی واجب ہے؟

ف: مرد سے جب مذی نکلے تو اس پر وضوء ضروری ہے، اس بارے میں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اولاً ایک جماعت کے مسلک کو نقل کیا ہے جو حنفیوں کے خلاف ہے جن کا قول یہ ہے کہ مرد کو

جب مذی نکلے تو اس پر شرمگاہ کا دھونا واجب ہے، جس طرح پیشاب کرنے کے بعد شرمگاہ کا دھونا ضروری ہے لیکن احناف نے ان کی مخالفت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ بعض حدیثوں سے مذی نکلنے پر شرمگاہ کا جو دھونا معلوم ہوتا ہے اس سے شرمگاہ کے دھونے کا واجب کرنا مقصود نہیں بلکہ اس کی غرض مذی کی آمد کا بند کرنا ہے، اسی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں شرم گاہ کے دھونے کا ذکر نہیں ہے بلکہ صرف وضوء کرنے کا ذکر ہے جس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ غسل کرنے کی ضرورت نہیں، امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف اور محمد بن الحسن رحمہم اللہ کا یہی ارشاد ہے۔

مذی کے لئے صرف وضوء کافی ہے

4/316۔ عائش بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منبر پر کہتے ہوئے سنا کہ میں ایسا شخص تھا کہ مجھ سے مذی بکثرت خارج ہوا کرتی تھی تو میں اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرنا چاہا مگر آپ کی صاحبزادی میرے نکاح میں ہونے کی وجہ سے مجھے شرم محسوس ہوئی تو میں نے عمار رضی اللہ عنہ کو دریافت کرنے کے لئے کہا، عمار رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: اس کے لئے وضوء کافی ہے۔ (امام طحاوی نے اس کی روایت کی ہے۔)

مذی سے وضوء اور منی سے غسل لازم آتا ہے

5/317۔علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مذی کی نسبت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: مذی کے نکلنے سے وضوء لازم آتا ہے اور منی کے نکلنے سے غسل۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔)

مذی خارج ہو تو شرمگاہ کو دھولے اور وضوء کرلے

6/318۔سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ جب مرد سے

مذی خارج ہوجائے تو حشفہ یعنی شرمگاہ کو دھوڈالے اور نماز کے وضوء کی طرح وضوء کرلے۔(اس کی روایت طحاوی نے کی ہے۔)

پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضوء نہیں ٹوٹتا

7/319۔ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا دست تناول فرمایا اور اس کے بعد نماز پڑھی اور وضوء نہیں فرمایا۔(بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے اور طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت تناول فرماکر تازہ وضوء کئے بغیر نماز ادا فرمائی

8/320۔ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کے دست کا گوشت تناول فرمایا پھر اس ٹاٹ سے ہاتھ صاف فرمایا جس پر آپ تشریف فرماتھے، پھر کھڑے ہوئے اور نماز ادا فرمائی، (گوشت تناول فرمانے کی وجہ سے وضوء نہیں فرمایا)۔(ابوداؤد اور ابن ماجہ نے اس کی روایت کی ہے۔)

9/321۔ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھنے ہوئے پہلو کا گوشت پیش کیا تو آپ نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا پھر نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور وضوء نہیں فرمایا۔(اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔)

پکی ہوئی چیز کے کھانے سے تازہ وضوء کی ضرورت نہیں

10/322۔محمد بن منکدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) میں سے ایک کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اس چیز کے متعلق کوئی حدیث بیان فرمایئے جو آگ سے پکائی گئی ہو، انہوں نے کہا کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی ہمارے پاس تشریف لاتے تو اکثر ہم آپ کے لئے ایک غلہ کی دانہ دار قسم کی چیز جو مدینہ میں پائی جاتی ہے تل دیا کرتے تو آپ اس کو تناول فرماتے اور نماز پڑھتے اور (تازہ) وضوء نہیں فرماتے۔(اس کی روایت طحاوی نے کی ہے۔)

11/323۔ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بکری کا دل اور کلیجی بھونتا اور آپ اس کو تناول فرما کر نماز ادا فرماتے اور (تازہ) وضوء نہیں فرماتے تھے۔(اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور طحاوی کی روایت بھی اسی طرح ہے۔)

12/324۔ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ابورافع کے پاس بکری کا گوشت بطور ہدیہ بھیجا گیا تو انہوں نے اس کا گوشت پکانے کے لئے ہانڈی میں چڑھایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: اے ابورافع! یہ کیا ہے تو انہوں نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بکری کا گوشت ہے جو ہمارے یہاں تحفہ آیا ہے جس کو میں نے ہانڈی میں پکالیا ہے، آپ نے ارشاد فرمایا: اے ابورافع! اس کا ایک دست مجھے دو، پس میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دست پیش کر دیا، ارشاد ہوا مجھے دوسرا دست دو، میں نے دوسرا دست پیش کر دیا، پھر ارشاد فرمایا: ایک اور دست لا دو، ابورافع نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری کے دو ہی دست ہوتے ہیں، آپ نے فرمایا: اے ابورافع: تم اگر خاموش رہتے تو تم دست پر دست دیتے جاتے جب تک تم خاموش رہتے، پھر آپ نے پانی منگوا کر کلی فرمائی اور انگلیوں کے سروں کو دھوڈالا، پھر کھڑے ہو کر نماز ادا فرمائی، پھر آپ دوبارہ ان کے پاس تشریف لائے تو ان کے ہاں ٹھنڈا گوشت موجود پایا پھر اس کو تناول فرمایا اور پھر مسجد میں جا کر نماز ادا فرمائی اور پانی استعمال نہیں کیا۔(اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔)

13/325۔اور دارمی نے اس کو ابو عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جس میں پانی منگوانے سے لے کر آخر تک کا واقعہ مذکور نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پکی ہوئی چیز تناول فرما کر وضوء نہیں فرمایا کرتے تھے

14/326۔انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں اور اُبی بن کعب اور ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے، ہم نے گوشت اور روٹی کھائی، پھر میں نے وضوء کے لئے پانی منگوایا تو دونوں نے کہا: وضوء کیوں کرتے ہو، میں نے کہا: اس کھانے کی وجہ سے جس کو ہم نے کھایا ہے، تو ان دونوں نے کہا: کیا پاکیزہ چیزیں کھا کر وضوء کرتے ہو، حالانکہ جو تم سے بہتر۔(یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم) تھے انہوں نے تو پکی ہوئی چیز کھا کر وضوء نہیں فرمایا۔(امام احمد نے اس کی روایت کی ہے)۔

15/327۔سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فتح خیبر کے سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اور جب مقام صھباء پر پہنچے جو خیبر سے قریب تر ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز ادا فرمائی، پھر آپ نے توشے طلب فرمائے تو صرف ستو حاضر کیا گیا تو ستو کے متعلق فرمایا کہ بھگویا جائے تو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تناول فرمایا اور ہم بھی کھائے، پھر آپ نماز مغرب کے لئے اٹھے اور آپ نے کلی کی ہم نے بھی کلی کی، پھر آپ نے نماز پڑھی اور وضوء نہیں فرمایا۔(اس کی روایت بخاری نے کی ہے اور امام طحاوی اور امام محمد نے بھی اسی کے مثل روایت کی ہے۔)

16/328۔جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شوربا گوشت کے ساتھ تناول فرمایا پھر نماز پڑھی۔(اس کو ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے)۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گوشت تناول فرما کر تازہ وضوء نہیں کیا

17/329۔ وہب بن کیسان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے گوشت تناول فرمایا، پھر نماز پڑھی اور وضوء نہیں کیا۔(اس کی روایت امام محمد نے موطا میں کی ہے۔)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے شام کا کھانا کھایا اور تازہ وضوء نہیں فرمایا

18/330۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شام کا کھانا کھایا، پھر عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی اور وضوء نہیں کیا۔(اس کی روایت امام محمد نے موطأ میں کی ہے۔)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے گوشت اور روٹی کھا کر تازہ وضوء نہیں کیا

19/331۔ ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے گوشت اور روٹی تناول فرمائی، پھر کلی کی اور دونوں ہاتھ دھوئے، پھر دونوں ہاتھوں کو چہرے پر مل دیا، اس کے بعد نماز ادا فرمائی اور وضوء نہیں کیا۔(اس کی روایت امام محمد نے مؤ طا میں کی ہے)۔

ابو ہریرہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان آگ سے پکی ہوئی چیز کے کھانے پر وضوء نہ کرنے کے متعلق ایک لطیف مکالمہ

20/332۔سعید بن ابی بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اور وہ اپنے والد ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ وہ چیز کھا کر وضوء کرنے سے متعلق کیا کہتے ہیں جس کو آگ نے پکایا ہے؟ فرمایا: وضوء کیجئے۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: آپ چکنی چیز اور گرم پانی کی نسبت کیا فرماتے ہیں کہ آیا ان کے استعمال سے

وضوء کیا جائے؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تم قریشی ہو اور میں قبیلہ دوس کا ہوں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) شائد آپ (سورہ زخرف، پ:25، ع:6، آیت نمبر:58، کی) اس آیت سے استدلال کررہے ہیں ﴿ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ﴾ (بلکہ یہ جھگڑالو قوم ہے)۔ (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے۔)

21/333۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل آگ سے پکی ہوئی چیز کے استعمال کے بعد وضوء نہ کرنا تھا۔ (طحاوی اور نسائی نے اس کی روایت کی ہے اور شرح مسلم میں امام نووی نے کہا ہے کہ یہ صحیح حدیث ہے۔)

اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضوء کرنا مستحب ہے

22/334۔ جابر بن سَمُرَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ: آیا بکری کا گوشت کھانے کے بعد ہم وضوء کریں؟ ارشاد ہوا: اگر تم چاہو تو وضوء کرلو اور اگر نہیں چاہتے ہو تو مت کرو، کیا اونٹ کا گوشت کھائیں تو وضوء کرلیں؟ فرمایا: ہاں اونٹ کا گوشت کھانے سے (یعنی کھانے کے بعد) وضوء کرلیا کرو (اونٹ کا گوشت کھا کر وضوء کرنے کا حکم بطورِ استحباب ہے واجب نہیں، علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی صراحت کی ہے) میں نے عرض کیا کہ بکریوں کے باندھنے کی جگہ نماز ادا کرسکتا ہوں؟ ارشاد ہوا: ہاں، عرض کیا کہ اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ نماز پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: نہیں۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔)

دودھ پی کر کلی کی جائے

23/335۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پینے کے بعد کلی کی اور فرمایا اس میں چکناہٹ ہوتی ہے۔ (بخاری اور مسلم

نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے۔)

ایک ہی وضوء سے کئی نمازیں ادا کی جاسکتی ہیں

24/336۔ بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فتح مکہ کے روز کئی نمازیں ایک ہی وضوء سے ادا فرمائیں اور موزوں پر مسح کیا، عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ نے آج ایسا کام کیا ہے جس کو آپ نے اس سے قبل نہیں کیا ہے (یعنی ایک ہی وضوء سے جملہ نمازیں ادا کیں) ارشاد ہوا: اے عمر! (رضی اللہ عنہ) میں نے قصداً ایسا کیا ہے، (تا کہ اس کا جواز معلوم ہو)۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)۔

شبہ کے موقع پر جب تک کہ ہوا کے نکلنے کی آواز نہ سن لے یا محسوس نہ کرلے وضوء نہیں ٹوٹتا اور وضوء ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کے بارے میں یقین پر عمل کرے

25/337۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنے پیٹ میں کچھ (حرکت) پائے اور اس پر شبہ ہو کہ اس سے کچھ ہَوا خارج ہوئی ہے یا نہیں تو وہ ہرگز مسجد سے نہ نکلے جب تک کہ آواز نہ سن لے یا ہوا نہ محسوس کرلے۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔)

ف: درمختار اور ردالمحتار میں ہے کہ اگر وضوء رہنے پر یقین ہو اور وضوء کے ٹوٹنے پر شک ہو یا اس کے برعکس ہو یعنی وضوء ٹوٹنے پر یقین ہو اور وضوء قائم رہنے پر شک ہو تو جس پر یقین ہو اس پر عمل کرے۔

ہوا آواز سے نکلے یا بدبو ظاہر ہو تو وضوء ٹوٹ جاتا ہے

26/338۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آواز سے ہوا خارج ہو، یا بدبو (ظاہر ہونے) سے وضوء کرنا لازم ہوجاتا ہے البتہ صرف

شک کی وجہ سے وضوء لازم نہیں ہوتا۔ (اس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے۔)

عورتوں سے لواطت نہ کی جائے

27/339۔ علی بن طلق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی شخص سے (بلا آواز کے) ہَوا خارج ہو تو وضوء کرلے اور تم اپنی عورتوں سے لواطت مت کرو۔ (اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔)

نیند سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے

28/340۔ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں آنکھیں سرین کی بندش ہیں جب آنکھیں نیند سے بند ہوجائیں تو سرین کی گرہ کھل جاتی ہے۔ (یعنی نیند میں اعصاب ڈھیلے ہوجاتے اور ہوا خارج ہوجاتی ہے تو وضوء ٹوٹ جاتا ہے)۔ (اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔)

بیٹھے ہوئے سو جانے سے وضوء نہیں ٹوٹتا

29/341۔ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ سرین کا بند دونوں آنکھیں ہیں تو جو شخص سو جائے تو اسے چاہئے کہ وہ وضوء کرلے۔ (ابوداؤد نے اس کی روایت کی ہے۔)

اور شیخ امام محی السنۃ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ حکم بیٹھے ہوئے سوجانے والوں کے لئے نہیں ہے کیونکہ......

30/342۔ انس رضی اللہ عنہ سے حدیث صحیح میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے سر نیند کی وجہ سے نماز عشاء کے انتظار میں جھک جاتے تھے پھر وہ نماز ادا فرماتے اور دوبارہ

وضوء نہیں کرتے تھے۔(اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔)

اور ترمذی نے اپنی روایت میں " يَنْتَظِرُوْنَ الْعِشَاءَ حَتّٰى تَخْفِقَ رُؤُسُهُمْ" کے بجائے "يَنَامُوْنَ "،(یعنی بیٹھے ہوئے بغیر کسی چیز کے سہارے کے) سوجایا کرتے تھے، نقل کیا ہے۔

قیام، رکوع یا سجدہ کی حالت میں نیند لگ جانے سے بھی وضوء نہیں جاتا، کروٹ سو رہنے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے

اور شیخ امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ وضوء نہ ٹوٹنے کا حکم اس شخص سے بھی متعلق ہے جو بیٹھے ہوئے یا سجدہ یا رکوع کی حالت میں سوجائے۔

31/343۔جیسا کہ صحیح حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دوبارہ وضوء کرنا اس شخص پر واجب نہیں جو بیٹھنے کی حالت میں یا کھڑے ہوئے یا سجدے میں سوجائے بشرطیکہ اس نے کروٹ نہ سویا ہو، کیوں کہ زمین پر کروٹ لیٹ جائے تو اس کے جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔(اور ہوا نکلنے کا شبہ ہوجاتا ہے) اور ایسی صورت میں وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔(اس کی روایت بیہقی نے کی ہے۔)

32/344۔اور بیہقی نے دوسری روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً بیان کی ہے جس کی سند جیّد ہے۔

33/345۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدے کی حالت میں سوتے دیکھا یہاں تک کہ آپ زور سے سانس لے رہے تھے پھر نماز ادا فرما رہے تھے میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ سو گئے تھے؟ ارشاد ہوا کہ وضوء اس شخص پر واجب ہے جو کروٹ سوجائے اس لئے کہ جب وہ کروٹ سوجاتا ہے تو اس کے جوڑ بند ڈھیلے پڑ جاتے ہیں (جس سے ہوا نکلنے کا شبہ ہوجاتا ہے اور ایسی صورت میں وضوء ٹوٹ جاتا ہے)۔(اس

کی روایت ابوداؤداورترمذی نے کی ہے۔)

زمین پر پہلو رکھ کر سوجانے سے وضوءٹوٹ جاتا ہے

34/346۔عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے والداوران کے والدان کے دادا سے روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: اس شخص پر وضوء واجب نہیں جو کھڑے رہ کر یا بیٹھ کر سوجائے یہاں تک کہ وہ زمین پر پہلو رکھ کر نہ سوجائے۔(تو ایسی صورت میں وضوءٹوٹ جاتا ہے)۔(اس کی روایت ابن عدی نے کی ہے۔)

35/347۔حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ(منورہ) کی مسجد میں اونگھتے ہوئے بیٹھا تھا کہ ایک حضرت نے مجھے پیچھے سے گود میں لے لیا، میں پلٹ کر دیکھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں،تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے وضوء کرنا ضروری ہے؟ فرمایا:نہیں، جب تک تم اپنے پہلو کو زمین پر رکھ کر نہ سوجاؤ۔(ابن عدی نے اس کی روایت کی ہے۔)

36/348۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وضوء اس شخص پر واجب ہے جو لیٹے ہوئے سوجائے، کیونکہ جب وہ لیٹ کر سوجاتا ہے تواس کی جوڑیں ڈھیلی ہوجاتی ہیں۔(اس کی روایت ترمذی اورابوداؤد نے کی ہے۔)

شرمگاہ کو ہاتھ لگنے سے وضوءنہیں ٹوٹتا

37/349۔طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ آدمی وضوء کرلینے کے بعد اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگادے تو (کیا وضوءٹوٹ جاتا ہے؟) اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ وہ بھی آدمی کے جسم کا ایک حصہ ہے(یعنی اس کو ہاتھ لگ جانے سے وضوءنہیں ٹوٹتا، جیسے اورعضو کو ہاتھ لگ جانے سے وضوءنہیں جاتا)(اس کی روایت ابوداؤد، ترمذی، نسائی اورابن حبان نے اپنی صحیح میں اورامام محمد نے اپنی مؤطا میں کی ہے۔)

امام ترمذی کے پاس طلق رضی اللہ عنہ کی حدیث زیر نظر مسئلہ سے متعلقہ حدیثوں میں صحیح ترین حدیث ہے

اور ترمذی نے صراحت کی ہے کہ طلق رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ان تمام حدیثوں میں جو اس مسئلہ کے تعلق سے بیان کی گئی ہیں، ان سب میں زیادہ صحیح ہے۔ اور طحاوی کی روایت بھی اسی طرح ہے اور طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ اس حدیث کی سند نہایت مستقیم ہے، جس کے اسناد اور متن دونوں میں کسی قسم کا اضطراب نہیں ہے۔

امام ابن مدینی رحمۃ اللہ علیہ بھی حدیث طلق کو حدیث بسرہ سے بلحاظ سند قوی تر قرار دیتے ہیں

امام طحاوی رحمہ اللہ نے ابن مدینی رحمہٗ اللہ سے نقل کیا ہے کہ طلق رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث جس کی سند میں ملازم بن عمرو ہیں، بُسرۃ بنت صفوان رضی اللہ عنہما کی حدیث (جس میں شرمگاہ کو ہاتھ لگ جانے سے وضوء کا ٹوٹنا ثابت ہوتا ہے) سے زیادہ قوی ہے۔

امام محی السنۃ کا اعتراض کہ طلق رضی اللہ عنہ کی حدیث منسوخ ہے

امام محی السنۃ وغیرہ کا یہ قول ہے کہ بُسرہ کی حدیث منسوخ ہے اور انہوں نے منسوخ ہونے کی یہ وجہ بتلائی ہے کہ طلق رضی اللہ عنہ ہجرت کے پہلے سال آئے ہیں اور حدیث بُسرہ کے راوی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، جنہوں نے بعد میں اسلام قبول کیا ہے اس وجہ سے طلق رضی اللہ عنہ کی حدیث جو اسلام لانے میں پہلے ہیں، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو اسلام لانے میں بعد ہیں منسوخ قرار پاتی ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ناسخ ہوتی ہے۔

امام ابن الہمام کا مفصل اور مدلل جواب کہ کسی طرح حدیث طلق منسوخ نہیں قرار دی جاسکتی

امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ طلق رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں شرمگاہ کو ہاتھ لگ جانے سے وضوء کا باقی رہنا ثابت ہوتا ہے، اس وقت منسوخ قرار پاتی جبکہ طلق رضی اللہ عنہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے قبل وفات پاتے یا اس بات کا ثبوت مل جاتا کہ وہ اپنے

وطن واپس گئے جس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا موقع ان کو پھر حاصل نہ ہوسکا اور طلق رضی اللہ عنہ کا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اسلام سے قبل وفات پاجانا یا وطن واپس ہوکر پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کو نہ پانا، ان دونوں باتوں کو طلق رضی اللہ عنہ کی حدیث کو منسوخ ماننے والے ثابت نہیں کرسکتے اور یہ کس طرح ثابت کرسکتے ہیں کہ خود انہوں نے طلق رضی اللہ عنہ سے ایک ضعیف حدیث ''مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ'' (جس نے اپنی شرمگاہ کو چھولیا تو وہ وضوء کرلے) کی روایت کی ہے اور یہ قول بھی ان ہی کا ہے کہ طلق رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث ناسخ ومنسوخ کو سنا ہے تو ظاہر ہے کہ طلق رضی اللہ عنہ کا وفات پانا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا نہ ملنا ہرگز ثابت نہیں ہوسکتا۔ علاوہ بریں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ضعیف ہے اس لئے کہ ان کی سند میں یزید بن عبدالملک ہیں جو ضعیف ہیں اور طلق رضی اللہ عنہ کی حدیث اس دلیل کی وجہ سے مرجح ہے جس کو ابن مدینی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے صدر میں نقل کیا گیا ہے اور طلق رضی اللہ عنہ کی حدیث اس وجہ سے بھی مرجح ہے کہ طلق رضی اللہ عنہ مرد ہیں اور بُسرہ رضی اللہ عنہا عورت ہیں، اور مردوں کی حدیث قوی تر ہوتی ہے کہ وہ زیادہ حافظ اور ضابط ہوتے ہیں، اسی وجہ سے دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کی شہادت کے مساوی قرار دی گئی ہے، نیز نواقص وضوء کا حکم خاص وعام سے متعلق ہے بُسرہ رضی اللہ عنہا پر وضوء ٹوٹنے کا حکم تو ظاہر ہوجائے اور ان حضرات سے پوشیدہ رہے جن کا ذکر ذیل میں آتا ہے۔

حضرت علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما اور دیگر جلیل القدر صحابہ کے پاس بھی شرمگاہ کو ہاتھ لگ جانے سے وضوء نہیں ٹوٹتا

چنانچہ حضرت علی، عمار بن یاسر، عبداللہ بن مسعود، ابن عباس، حذیفہ بن یمان، عمران بن حصین، ابوالدرداء اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کے نزدیک شرمگاہ کے چھونے سے وضوء نہیں ٹوٹتا، لہٰذا ان حضرات سے اس مسئلہ کا حکم باوجودیکہ اس کی ان کو زیادہ ضرورت ہے پوشیدہ نہیں رہ سکتا اور صرف بُسرہ رضی اللہ عنہا پر ظاہر ہونا کہ جس حکم کی ان کو ضرورت نہیں قیاس کے خلاف ہے، پس حدیث بُسرہ رضی اللہ عنہا میں کئی وجوہ سے انقطاع باطن ہے، یہ تمام تفصیل حلبی میں مذکور ہے۔

حضرت ابن عباس اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کے پاس بھی شرمگاہ کو ہاتھ لگ جانے سے وضوءنہیں ٹوٹتا

38/350۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا کہ اگر آپ نماز میں ہوں اور آپ کا ہاتھ شرمگاہ کو لگ جائے تو (کیا وضوء ٹوٹ جائے گا)؟ تو آپ نے جواب دیا کہ مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ میرا ہاتھ شرمگاہ کو لگ جائے یا ناک کو (یعنی وضوء کے نہ توڑنے میں دونوں مساوی ہیں)۔(اس کی روایت امام محمد اور طحاوی نے کی ہے۔)

39/351۔براء بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ میں نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے شرمگاہ کے چھونے کی نسبت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا (وضوء کے نہ ٹوٹنے میں) شرمگاہ کو ہاتھ لگانا ایسا ہے جیسا کہ اپنے سر کو ہاتھ لگ جائے۔(اس کی روایت امام محمد وطحاوی اور ابن ابی شیبہ نے کی ہے۔)

40/352۔قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ ایک شخص عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کی خدمت میں آیا اور کہا: میں نے نماز کی حالت میں اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگایا تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (اگر شرمگاہ کو ہاتھ لگ جانے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے) تو تم نے اسے کیوں نہ کاٹ دیا، پھر فرمایا: تیری شرمگاہ تیرے جسم کے اور دیگر عضو کے مانند ہے۔(اس کی روایت امام محمد نے کی ہے۔)

41/353۔قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ ایک شخص سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ آیا میرے لئے بحالت نماز شرمگاہ کو ہاتھ لگانا جائز ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم اس کو اپنے جسم کا ایک نجس ٹکڑا سمجھتے ہو تو کاٹ ڈالو،تمہارا یہ خیال صحیح نہیں کہ بحالت نماز اس کو ہاتھ لگ جانے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔(اس کی روایت امام محمد

اور طحاوی نے کی ہے اور طبرانی کی کبیر میں اسی طرح روایت ہے اور مجمع الزوائد میں کہا ہے کہ اس کے تمام رجال (یعنی روای) قابل بھروسہ ہیں۔)

عورت کو چھونے سے وضوء نہیں ٹوٹتا

42/354۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض بیبیوں کا بوسہ لیتے اور پھر نماز ادا فرماتے اور وضوء نہیں کرتے تھے۔ (اس کی روایت ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔)

صاحبِ مشکوٰۃ کا اعتراض

صاحب مشکوٰۃ نے کہا کہ ترمذی کا یہ قول ہے کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک عروۃ رضی اللہ عنہ کا ، عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حدیث کی روایت کرنا صحیح نہیں ہے۔

علامہ طیبی کا جواب

علامہ طیبی نے اس کا جواب دیا ہے کہ عروۃ رضی اللہ عنہ کا' عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نہ کرنا کس طرح صحیح نہیں ہے، کیونکہ بخاری اور مسلم میں عروۃ رضی اللہ عنہ کا عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع کثرت کے ساتھ ثابت ہے، اس لئے عروۃ رضی اللہ عنہ، عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شاگرد تھے۔

صاحب مشکوٰۃ کا دوسرا اعتراض

اور دوسرے اعتراض کا جواب

صاحبِ مشکوٰۃ نے یہ بھی کہا ہے کہ ابراہیم تیمی کی سند عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے درست نہیں، اور ابوداؤد نے بھی اسی کی تائید میں کہا ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور ابراہیم تیمی نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نہیں سنا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے کوئی حرج نہیں واقع ہوتا کیونکہ مرسل نہ صرف ہمارے پاس بلکہ جمہور کے پاس حجت ہے، اور بزار نے اپنی سند میں اسناد حسن کے ساتھ اسی طرح روایت کی ہے۔

43/355۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں: میں آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سوتی رہتی تھی اور میرے دونوں پیر آپ کے سامنے قبلہ کی طرف رہتے ، جب آپ سجدہ فرماتے تو مجھے ہاتھ سے ٹھوسا دیتے اور میں اپنے پیر سمیٹ لیتی اور جب آپ کھڑے ہوجاتے تو میں اپنے پیر دراز کردیتی۔ آپ فرماتی ہیں کہ اُن دنوں گھروں میں چراغ نہ تھے۔ (اس کی روایت امام محی السنۃ نے کی ہے اور بخاری اور مسلم نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور زیلعی نے کہا ہے کہ نسائی کے اسناد شروط صحیح کے مطابق ہیں۔)

44/356۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں: میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں سورہی تھی کہ رات میں آپ کو موجود نہ پائی، میں نے ہاتھ سے ٹٹولا تو میرا ہاتھ آپ کے قدموں پر پڑا، آپ سجدے میں تھے اور یہ فرمارہے تھے: ''اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ ، وَ بِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ، وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ، اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفسِکَ''۔

(میں آپ کی رضامندی کی پناہ میں آتا ہوں آپ کی ناراضی سے، اور آپ کی معافی کی پناہ میں آتا ہوں آپ کے عذاب سے، اور میں آپ کی رحمت کی پناہ میں آتا ہوں آپ کے غضب سے، میں آپ کی پوری تعریف نہیں کرسکتا ہوں جس طرح کہ خود آپ نے اپنی تعریف کی ہے)۔ (اس کی روایت محی السنۃ نے کی ہے اور مسلم کی روایت بھی اسی طرح ہے۔)

45/357۔ یحیٰی بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، نماز کے لئے نکلے تو ان کی بیوی نے ان کا بوسہ لیا اور آپ نے نماز پڑھ لی اور وضوء نہیں کیا۔ (عبدالرزاق نے اس کی روایت کی ہے۔)

46/358۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ عورت کا بوسہ لوں یا کسی پھول کو سونگھ لوں وضوء کے نہ ٹوٹنے میں دونوں برابر ہیں۔ (اس کی روایت عبدالرزاق نے کی ہے)۔

ایسے ہی اوپر کی حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت کے مس کرنے سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔

حضرت علی، ابن عباس اور حسن بصری رضی اللہ عنہم کے پاس لمس سے مراد جماع ہے

47/359۔علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ لمس (جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے اس سے مراد) جماع ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بطور کنایہ جماع کے لئے لمس کا ذکر فرمایا ہے۔(ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے اس کی روایت کی ہے۔)

48/360۔اور امام محی السنۃ کی روایت مجاہد اور قتادۃ سے اسی طرح کی ہے۔

49/361۔ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ ﴿اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ﴾ کی تفسیر میں (لمس کا جو ذکر ہے) اس سے جماع مراد ہے۔(سورۂ نساء، پ:5، ع:7، آیت نمبر:43)۔(ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے اس کی روایت کی ہے۔)

50/362۔حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مَلامسة سے مراد جماع ہے۔(اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے۔)

ہر بہنے والے خون سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے

51/363۔عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے، اور وہ تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بہنے والے خون سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے اس لئے پھر وضوء کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔(اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے)۔

دارقطنی کا پہلا اعتراض

صاحب مشکوٰۃ نے دارقطنی سے دو اعتراضات نقل کئے ہیں، جن میں پہلا اعتراض یہ ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے تمیم داری رضی اللہ سے نہ تو سنا ہے اور نہ ان کو دیکھا ہے۔

جواب

شیخ ابن ہمام نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اس سے کوئی حرج واقع نہیں ہوتا کیونکہ ہمارے اور

جمہور کے نزدیک حدیث مرسل حجت ہے۔

دارقطنی کا دوسرا اعتراض

دارقطنی کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ اس حدیث کی سند میں یزید بن خالد اور یزید بن محمد مجہول ہیں۔

دارقطنی کے دوسرے اعتراض کا مفصل اور مدلل جواب

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث متعدد طُرق سے مروی ہے، جن میں بعض کو بعض سے تقویت پہنچتی ہے اور اس طرح سے یہ حدیث مرتبہ حسن تک پہنچ جاتی ہے، علاوہ ازیں ابن عدی نے کامل میں زید رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کی حدیث مرفوعاً روایت کی ہے۔

شیخ دہلوی نے فتح المنان میں صراحت کیا ہے کہ یزید بن خالد اور یزید بن محمد کی نسبت اختلاف ہے، لیکن بعض علماء نے ان میں سے ایک کی توثیق کی ہے، چنانچہ ذہبی کی کاشف میں اسی طرح مذکور ہے، اور مجہول سے مراد مجہول العین ہے کہ جس سے صرف ایک شخص روایت کرے اور وہ قابل بھروسہ نہ ہو اور جس شخص سے دو یا دو سے زائد راوی روایت کریں وہ مجہول نہیں، اور چونکہ دونوں راویوں یزید بن خالد اور یزید بن محمد سے کئی حضرات نے روایت کی ہے اس وجہ سے یہ مجہول نہیں ہو سکتے۔ 12

قئے کرنے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے!

52/364۔ حسین معلم رضی اللہ عنہ جن کی سند معدان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ تک پہنچتی ہے وہ ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قئے فرمائی اور وضوء کیا۔ معدان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دمشق کی مسجد میں ثوبان رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی تو ابودرداء رضی اللہ عنہ کی روایت کا ذکر ان کے سامنے کیا تو ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابودرداء رضی اللہ عنہ نے سچ کہا، میں ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وضوء کا پانی ڈال رہا تھا۔ (ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے اس کی روایت کی ہے اور ترمذی نے صراحت کی ہے کہ اس باب میں جتنی حدیثیں آئی ہیں ان سب

میں یہ حدیث زیادہ صحیح ہے، اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔)

نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسنے سے وضوء اور نماز دونوں ٹوٹ جاتے ہیں

53/365۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسے وہ نماز اور وضوء دونوں کا اعادہ کرے۔ (اس کی روایت ابن عدی نے کامل میں کی ہے۔)

54/366۔ اور دار قطنی کی ایک روایت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جب نماز میں کوئی قہقہہ لگائے تو نماز اور وضوء دونوں کا اعادہ کرے۔

55/367۔ معبد بن ابی معبد الخزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک نابینا نماز پڑھنے کے لئے آئے اور ایک گڑھے میں گر گئے، قوم کو ہنسی آ گئی اور قہقہہ لگائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: تم میں سے جس نے قہقہہ لگایا ہے وہ وضوء اور نماز ہر دو کا اعادہ کرے۔

(اس کی ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں روایت کی ہے، اور اس کی روایت دار قطنی، طبرانی، عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابن عدی نے کی ہے اور ابوداؤد نے بھی اپنے مراسیل میں اسی طرح کی روایت کی ہے اور عبدالرزاق کی روایت کے رجال بخاری اور مسلم کے رجال ہیں۔ نصب الرایہ میں یہی مذکور ہے)۔

ف: یہ حدیث مسند امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ میں مسند اور مرسل ہر دو طرح سے مروی ہے۔ اور کتاب الآثار میں بھی یہ حدیث موجود ہے اور کتاب الآثار کے رجال سب کے سب ثقہ اور مشہور ہیں، اور معبد رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ (احیاء السنن میں اسی طرح مذکور ہے۔)

مباشرت فاحشہ سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے

56/368۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتلایئے کہ ایک شخص کی ایک عورت سے ملاقات ہوگئی اور وہ ایک دوسرے کو نہیں پہچانتے اور اس شخص نے اس اجنبی عورت کے ساتھ جماع تو نہیں کیا مگر باقی تمام ایسی چیزیں کیں جس کو ایک مرد اپنی بیوی سے کرتا ہے (تو ایسے شخص کے متعلق کیا حکم ہے) معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس پر (سورہ ہود، پ12، ع:10، آیت نمبر:114، کی) یہ آیت نازل ہوئی ﴿ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ ،اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ، ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰکِرِیْنَ﴾ (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) پابندی کے ساتھ نماز پڑھا کرو، دن کو دونوں طرف میں اور رات کے قریبی ساعتوں میں (دن کے دو طرف میں، ایک طرف سے مراد نماز فجر ہے اور دوسری طرف سے مراد نماز ظہر اور عصر ہے اور قریبی ساعتوں میں نماز سے مراد مغرب وعشاء ہیں) کیونکہ نیکیاں گناہوں کو دور کردیتی ہیں جو لوگ ذکر الٰہی کرتے ہیں ان کے حق میں یہ ایک طرح کی یاد دہانی ہے) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو وضوء کرنے اور نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ حکم اسی شخص کے لئے خاص ہے یا تمام ایمان والوں کے لئے ہے؟ ارشاد فرمایا: بلکہ تمام ایمان والوں کے لئے عام ہے (ترمذی نے اس کی روایت کی ہے) صاحب البدائع کہتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مباشرت فاحشہ وضوء توڑ دیتی ہے۔

مباشرت فاحشہ کس کو کہتے ہیں؟

ف: مباشرت فاحشہ سے مراد یہ ہے کہ مرد اور عورت برہنہ ہوکر بغیر کپڑوں کے ایک دوسرے کے بدن کو مس کریں اور آلہ تناسل میں انتشار ہو اور دونوں اپنی شرمگاہوں کو ملادیں۔
(شرح وقایہ میں اسی طرح مذکور ہے۔)

(8) بَابُ آدَابِ الْخَلَاءِ (بیت الخلاء کے آداب کا بیان)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ: ﴿فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ﴾ اور ارشاد باری تعالیٰ ہے (سورہ توبہ، پ:11، ع:13، آیت نمبر:108) اس میں یعنی مسجد قبا میں ایسے لوگ ہیں جو خوب پاک وصاف رہنے کو پسند رکھتے ہیں اور اللہ خوب پاک وصاف رہنے والوں کو دوست رکھتے ہیں۔

پیشاب اور پاخانہ کے وقت گھر ہوں یا جنگل، قبلہ کی جانب منہ کرنا یا پیٹھ کرنا حرام ہے

1/369۔ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء کو جائے تو قبلہ کی جانب رُخ کرے نہ پشت، بلکہ مشرق کی طرف یا مغرب کی جانب رُخ کرے۔ (بخاری اور مسلم نے اس کی روایت کی ہے۔)

(یہ مسئلہ خاص مدینہ والوں کے لئے ہے اس لئے کہ ان کا قبلہ رُخ جنوب کی جانب ہے اور ہم ہندوستانیوں کے لئے حکم یہ ہوگا کہ ہم اپنا رُخ اور پُشت نہ مغرب کی طرف کریں اور نہ مشرق کی طرف)

شیخ امام صدر الشریعہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث ہمارے نزدیک عام ہے کہ جنگل اور آبادی دونوں جگہ قبلہ کی جانب رُخ اور پیٹھ کرنا حرام ہے۔)

2/370۔ اس لئے کہ عطاء بن یزید لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم ملک شام کو آئے تو بیت الخلاء ایسے بنے ہوئے پائے کہ جن کا رُخ قبلہ کی طرف تھا، ہم قبلہ کی طرف سے رُخ پھیر لیتے تھے اور استغفار کیا کرتے تھے۔ (اس کی روایت بخاری اور طحاوی نے کی ہے)۔

ف: بیت الخلاء میں قبلہ کی طرف منھ کرنا یا پیٹھ کرنا دونوں حرام ہیں، خواہ گھروں کے اندر بیت الخلاء ہوں یا جنگل میں حاجت کے لئے بیٹھ رہے ہوں، دونوں کا حکم ایک ہے۔ یہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے، اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ بیت الخلاء میں قبلہ کی جانب رخ کرنا اور اسی

طرح پیٹھ کرنا جائز ہے جبکہ بیت الخلاء گھروں کے اندر ہو، البتہ اگر جنگل میں رفع حاجت کے لئے بیٹھیں تو قبلہ کی جانب رُخ کرنا یا پیٹھ کرنا دونوں اس حالت میں جائز نہیں ہیں۔ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس یہ حکم ہے کہ رفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف پیٹھ کرنا جائز ہے گھروں کے بیت الخلاء میں ہو یا جنگل میں، رہا قبلہ کی طرف رُخ کرنا کسی حالت میں ان کے پاس جائز نہیں، لیکن درحقیقت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے کلام سے مذہب حنفی کی تائید ہوتی ہے، کیوں کہ رفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف رُخ کرنے یا پیٹھ کرنے کی ممانعت گھروں یا جنگل دونوں صورتوں میں عام نہ ہوتی تو ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیت الخلاء میں جو قبلہ رُخ تھے رفع حاجت کے لئے بیٹھتے وقت قبلہ سے نہ تو اپنے رُخ کو پھیرتے اور نہ استغفار ہی کرتے، واضح ہو کہ استغفار دل سے ہوتا تھا کیوں کہ ان مقامات میں زبان سے استغفار نہیں کیا جاسکتا یا یوں ہوتا تھا کہ بیت الخلاء میں دل سے استغفار کرتے اور نکلنے کے بعد زبان سے استغفار کرتے۔ 12

3/371۔ رافع بن اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو انہوں نے مصر میں یہ کہتے سنا کہ بخدا میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان بیت الخلاؤں کو کیا کروں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء کو جائے یا پیشاب کو تو قبلہ کی جانب نہ تو منھ کرے اور نہ پیٹھ۔ (اس کی روایت نسائی اور طحاوی نے کی ہے۔)

4/372۔ سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: قضاء حاجت کے وقت ہم کو قبلہ رُخ ہونے کی ممانعت کی گئی ہے۔ (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے اور مسلم نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔)

5/373۔ اُسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بَول و براز کے وقت قبلہ رُخ رہنے سے منع فرمایا ہے۔ (اس کی روایت بزار اور سعید بن منصور نے کی ہے۔)

دائیں ہاتھ سے طہارت کرنا ممنوع ہے

6/374۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے لئے باپ کی طرح ہوں کہ تمہاری تعلیم اور تربیت کرتا ہوں پس جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء جائے تو قبلہ کی جانب نہ تو منھ کرے اور نہ پیٹھ کرے اور دائیں ہاتھ سے طہارت نہ کرے۔ (اس کی روایت امام احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان اور طحاوی نے کی ہے۔)

7/375۔عبدالرحمٰن بن یزید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے روایت کیا ہے کہ ان سے ایک شخص نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تمہارے حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) تم کو تعلیم دیتے ہیں یہاں تک کہ تم کو اس بات کی بھی تعلیم دی ہوگی کہ تم بیت الخلاء کو کس طرح جاؤ، ان صحابی نے اس شخص سے کہا کہ ہاں اگر چہ تم اعتراض کرتے ہو کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسی باتوں کی تعلیم دیتے ہیں، آپ نے ہم کو منع فرمایا ہے کہ جب ہم میں سے کوئی بیت الخلاء کو جائے تو قبلہ رخ نہ رہے۔ (اس کی روایت طحاوی، مسلم اور امام احمد نے کی ہے۔)

بیت الخلاء میں قبلہ رخ یا پیٹھ نہ کرنے کا اجر

8/376۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بیت الخلاء میں قبلہ کی جانب نہ رُخ کرے اور نہ پیٹھ کرے تو اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور اس کا ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے۔ (طبرانی نے اس کی روایت اوسط میں کی ہے اور اس کی سند حسن ہے۔)

مسجد کی جانب پیشاب نہ کیا جائے

9/377۔ابومجلز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

مسجد کی جانب پیشاب کرنے سے ممانعت فرمائی ہے۔(اس کی روایت ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں بطور مرسل کی ہے۔)

مساجد کے دروازوں پر پیشاب نہ کیا جائے

10/378۔مکحول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مساجد کے دروازوں پر پیشاب کرنے سے ممانعت فرمائی ہے۔(اس کی روایت ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں بطور مرسل کی ہے)۔

بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت کیا دعا پڑھی جائے؟

11/379۔انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو فرماتے "اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَ الْخَبَائِثِ"۔ اے اللہ! میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں ناپاک نر اور مادہ جنوں سے۔(بخاری اور مسلم نے اس کی روایت کی ہے۔)

پاخانوں میں شیاطین رہتے ہیں اس لئے دعا پڑھی جائے

12/380۔زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ پاخانے ایسے ہیں جن میں شیاطین حاضر رہتے ہیں لہٰذا جب تم میں سے کوئی شخص بیت الخلاء جائے تو یہ دعا پڑھے "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ" میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں ناپاک نر اور مادہ خبیثوں سے۔(اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔)

بسم اللہ جنات کی آنکھوں اور انسانوں کی شرمگاہوں کے درمیان پردہ ہے

13/381۔علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا:بِسۡمِ اللّٰہ ، جنات کی آنکھوں اور بنی آدم کی شرمگاہ کے درمیان پردہ بسم اللہ کہنے سے پڑتا ہے ،جب کوئی بیت الخلاء میں داخل ہوتو بِسۡمِ اللّٰہ کہے۔(اس کی روایت امام احمد،نسائی نے کی ہے)۔

14/382۔اور طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

بیت الخلاء سے باہر نکل کر غُفۡرَانَکَ پڑھنا چاہئے

15/383۔عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے،فرماتی ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء سے نکلتے تو فرمایا کرتے ”غُفۡرَانَکَ“ اے اللہ! تیری مغفرت چاہتا ہوں ۔(اس کی روایت ترمذی،ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔)

بیت الخلاء سے نکلنے کے بعد کی دعا

16/384۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء سے نکلتے تو فرماتے ”اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ اَذۡھَبَ عَنِّی الۡاَذٰی وَ عَافَانِیۡ “ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے مجھ سے تکلیف کو دور فرمایا اور مجھے عافیت دی۔(اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔)

پیشاب کی چھینٹھ سے احتیاط نہ کرنے اور چغلخوری سے عذاب قبر ہوتا ہے

17/385۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا گزر دو قبروں پر سے ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور عذاب کسی ایسی وجہ سے نہیں ہو رہا ہے جس کا کرنا دشوار تھا(کیوں کہ اگر وہ بچنا چاہتے تو آسانی سے بچ سکتے تھے)ان میں سے ایک تو پیشاب سے نہیں بچتا تھا(یعنی اس بات کی احتیاط نہ کرتا تھا کہ پیشاب کے چھینٹے نہ پڑیں)اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ یہ پیشاب سے احتیاط نہ کرتا تھا اور دوسرا چغلخوری

کرتا پھرتا تھا۔ پھر آپ نے ایک ہری ڈالی منگوا کر اس کے دو حصے کئے اور ہر ایک ٹکڑا ہر قبر پر لگا دیا، لوگوں نے عرض کیا: آپ نے ایسا کیوں کیا؟ ارشاد ہوا: اُمید ہے کہ ان کے سوکھنے تک عذاب میں تخفیف ہو جائے گی۔ (بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر اس کی روایت کی ہے۔)

راستہ یا سایہ میں پیشاب کرنے سے لعنت کی جاتی ہے

18/386۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تم ایسی دو چیزوں کے بارے میں احتیاط کرو جن کے سبب سے لعنت کی جاتی ہے، صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ دو چیزیں کیا ہیں جن کے سبب سے لعنت کی جاتی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ جو پیشاب یا پاخانہ کرتا ہے لوگوں کے راستہ میں یا ان کے سایہ لینے کی جگہ میں۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔)

تین چیزیں لعنت کا سبب ہیں

19/387۔ معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان تین چیزوں سے بچو جن کے سبب سے لعنت کی جاتی ہے، پاخانہ کرنا نہر اور چشموں کے گھاٹ پر یا سڑکوں پر اور سایہ کی جگہ پر۔ (اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔)

پیتے وقت برتن میں سانس نہ لی جائے

20/388۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کچھ پی رہا ہو تو برتن میں سانس نہ لے (بلکہ برتن کو منہ سے علیحدہ کر کے سانس لے) اور جب بیت الخلاء کو جائے تو داہنے ہاتھ سے اپنی شرمگاہ کو نہ چھوئے اور نہ اپنے داہنے ہاتھ سے طہارت کرے۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی راویت کی ہے۔)

سیدھے ہاتھ سے کونسا کام نہ کیا جائے؟

21/389۔ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیشاب کرتے وقت تم میں سے کوئی شخص ہرگز اپنی شرمگاہ کو سیدھے ہاتھ سے نہ پکڑے اور نہ سیدھے ہاتھ سے طہارت کرے اور نہ پانی پیتے وقت پانی کے برتن میں سانس چھوڑے۔(اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔)

22/390۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی تم میں سے طہارت کرے تو سیدھے ہاتھ سے طہارت نہ کرے (بلکہ) بائیں ہاتھ سے طہارت کرے۔(اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔)

سیدھا اور بایاں ہاتھ کن کن کاموں کے لئے ہے

23/391۔عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدھا ہاتھ ، پاک کاموں اور کھانے کے لئے مخصوص تھا اور بایاں ہاتھ طہارت اور دیگر ایسی چیزوں کے لئے مخصوص تھا جس سے طبیعت کو ناگواری ہوتی ہے۔(جیسا کہ ناک صاف کرنا وغیرہ۔)(اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔)

ایک تنبیہ

ف: مسلمانوں کو چاہئے کہ آداب شریعت سے واقف ہوں، ان کی رعایت رکھیں اور ان سے غفلت نہ برتیں، اِس زمانہ میں لوگوں نے بعض عجیب اطوار اختیار کر رکھے ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ کتاب بائیں ہاتھ میں لیتے ہیں اور جوتی دائیں ہاتھ میں، حالانکہ یہ خلاف سنت ہے۔12

سرمہ طاق عدد میں لگائے

24/392۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: جوشخص سرمہ لگائے تو طاق مرتبہ لگائے اور جس نے اس طرح کیا تو اس نے (امر) مستحب ادا کیا اور جس نے طاق مرتبہ نہ لگایا تو کوئی مضائقہ نہیں۔

طہارت کے لئے ڈھیلے بھی طاق عدد لیوے

جوشخص طہارت کے لئے ڈھیلے لے تو طاق عدد ڈھیلے لے اور جس نے طاق عدد ڈھیلے لئے تو اس نے مستحب (امر) ادا کیا اور جس نے طاق عدد ڈھیلے نہ لئے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

خِلال کرنے کے آداب

اور جوشخص کھانا کھائے اور خلال کے ذریعہ دانتوں کے درمیان سے کچھ نکالے تو اسے پھینک دے اور جو کچھ زبان کے ذریعہ سے نکالے تو اُسے نگل جائے جس نے ایسا کیا تو اس نے اچھا کیا اور جس نے ایسا نہ کیا تو کچھ مضائقہ نہیں۔

رفع حاجت کے موقع پر پردہ نہ کریں تو شیطان دلوں میں وسوسے پیدا کرتا ہے

اور جوشخص قضائے حاجت کے لئے جائے تو پردہ کرے، اگر کوئی دیوار وغیرہ پردے کے لئے نہ پائے تو وہ ریت کا تودہ پیٹھ کے پیچھے (ستر کے لئے) جمع کرے، کیوں کہ شیطان انسان کی شرمگاہوں سے کھیلتا ہے (کہ اگر وہ رفع حاجت کے موقع پر پردہ نہ کریں تو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے کہ وہ شرمگاہوں کو دیکھیں) جس نے اِس طرح کیا تو اچھا کیا اور جس نے ایسا نہ کیا تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (اس کی روایت ابوداؤد، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔)

ایک پتھر یا ڈھیلے سے بھی طہارت حاصل کی جاسکتی ہے

25/393۔ سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم طہارت کے لئے ڈھیلے لیتے ہو تو طاق عدد لیا کرو (اس کی راویت نسائی نے کی ہے، نسائی نے کہا کہ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ ایک پتھر یا ایک ڈھیلے سے بھی طہارت کرنے کی اجازت ہے۔)

طہارت میں دو ڈھیلوں پر بھی اکتفاء کرنا جائز ہے

26/394۔عبدالرحمٰن بن اسود رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن مسعود کو کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے نکلے اور مجھے حکم دیا کہ تین پتھر لے آؤ، مجھے دو پتھر ملے میں نے تیسرا پتھر تلاش کیا تو نہیں ملا تو میں خشک لید (خشک گوبر یا مینگنی) لے لیا اور تینوں کو لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے دو پتھر لے لئے اور لید کو پھینک دیا اور فرمایا: یہ نجس ہے۔(اس کی روایت نسائی نے کی ہے)۔

اور نسائی نے کہا ہے کہ اس حدیث میں دو پتھر سے طہارت کرنے کی اجازت ملتی ہے۔

27/395۔طحاوی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی روایت کی ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسی جگہ قضائے حاجت کے لئے تشریف رکھے تھے کہ جہاں پتھر نہ تھے، اسی لئے آپ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو دوسری جگہ سے تین پتھر لانے کے لئے فرمایا تھا اور اگر اس جگہ پر کچھ پتھر ہوتے تو آپ کو اس کی احتیاج نہ ہوتی کہ دوسری جگہ سے پتھر منگوائیں اور جب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک خشک لید لے آئے تو لید کو پھینک دیا، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے دو ہی پتھر استعمال فرمائے اور جس طرح تین پتھر سے طہارت ہوجاتی ہے اسی طرح دو سے بھی ہوجاتی ہے، اور اگر دو پتھر سے طہارت کرنا کافی نہ ہوتا اور تین کا لینا ضروری ہوتا تو آپ دو پر اکتفا نہ فرماتے، ورنہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو حکم دیتے کہ تیسرا تلاش کریں، جب آپ نے تیسرے کی تلاش کا حکم نہیں دیا تو معلوم ہوا کہ دو پر اکتفاء کرنا جائز ہے اور طاق ہونا ضروری نہیں۔12

خشک لید اور ہڈیوں سے طہارت ممنوع ہے کیونکہ یہ جنوں کی غذا ہیں

28/396۔ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ خشک لید اور ہڈیوں سے طہارت مت کرو، اس لئے کہ یہ تمہارے بھائی جنوں کی غذا ہے۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے) اور نسائی نے ''زَادُ اِخْوَانِکُمْ مِنَ الْجِنِّ'' یعنی تمہارے بھائی جنوں کی خوراک ہے کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔

داڑھی میں گرہ لگانے، گھوڑوں کے گلوں میں تانت ڈالنے اور ہڈی یا جانور کی بیٹ سے طہارت کرنے والوں پر وعید

29/397۔ رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے رویفع! میرے بعد تمہاری زندگی دراز ہو تو تم لوگوں سے کہہ دینا کہ جس نے اپنی داڑھی میں گرہ لگائی (یعنی اس کو تکلف سے گھونگر والے بنائے یا داڑھی چڑھائی) یا گھوڑوں (کو نظر بد سے بچانے کے لئے) ان کے گلوں میں تانت ڈالے یا کسی جانور کے پاخانہ سے یا ہڈی سے طہارت کرے تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس سے بیزار ہیں۔ (اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے اور نسائی کی سند حسن ہے۔)

ہڈی، لید اور کوئلہ سے طہارت جائز نہیں

30/398۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ جب جنوں کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان جنوں نے آپ سے درخواست کی کہ آپ اپنی امت کو فرمادیجئے کہ وہ ہڈی، لید اور کوئلہ سے طہارت نہ کریں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں ہمارا رزق رکھا ہے، اس بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ان کے استعمال سے منع فرمادیا۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔)

31/399۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

مینگنیوں یا ہڈیوں کے ذریعہ طہارت لینے سے ممانعت فرمائی ہے۔

(اس کی روایت امام احمد، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔)

32/400۔عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے پیشاب کیا اور اس کے بعد مٹی سے طہارت لی پھر ہماری جانب متوجہ ہو کر فرمایا: ہم کو ایسی ہی تعلیم دی گئی ہے۔

(اس کی روایت طبرانی نے اوسط میں اور ابونعیم نے حلیہ میں کی ہے۔)

پیشاب اور پاخانہ کی طہارت کے لئے صرف ڈھیلے اور پتھر بغیر پانی کے کافی ہوسکتے ہیں

ف: نیل الاوطار میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی پاخانہ کو جائے تو تین پتھروں سے طہارت کرے اور یہ تین پتھر اس کے لئے پانی کے بدلے کافی ہیں۔ (اس کی روایت امام احمد، نسائی، ابوداؤد اور دارقطنی نے کی ہے اور نیل الاوطار میں لکھا ہے کہ اس کی اسناد صحیح حسن ہے۔)

نیل الاوطار میں مزید صراحت کی ہے کہ اس حدیث کے اس قول (**فَاِنَّهَا تُجْزِئُ عَنْهُ اَیْ تَكْفِيْهِ** طہارت کے لئے پانی کے بدلے میں تین پتھر کافی ہیں) حنفی اور شافعی حضرات کی دلیل ہے کہ ڈھیلوں سے طہارت کافی ہے اور پانی سے طہارت کرنا ضروری نہیں، چنانچہ عبداللہ بن زبیر، سعد بن ابی وقاص، سعید بن المسیب اور عطا رضی اللہ عنہم کا یہی قول ہے، جب یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ پاخانہ کے لئے بعض اوقات صرف ڈھیلوں سے طہارت کافی ہے تو بالکل اسی طرح پیشاب سے طہارت کے لئے صرف ڈھیلے کا استعمال کافی ہوجاتا ہے کیونکہ ارشاد گرامی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ("**اِسْتَنْزِهُوْا مِنَ الْبَوْلِ**" پیشاب کے بعد طہارت کیا کرو) جب آپ نے پیشاب کے بعد پانی سے طہارت نہیں فرمائی اور صرف ڈھیلوں پر اکتفا کیا تو یہ بات ثابت ہوگئی کہ پیشاب کی طہارت کے لئے ڈھیلا کافی ہے۔12

تنبیہ

واضح ہو کہ یہ بحث پیشاب اور پاخانہ کی طہارت کے لئے پانی کے بدلے صرف ڈھیلوں کے

کافی ہونے کے ثبوت میں تھی اور مزید پانی سے طہارت کرنے کا تفصیلی بیان آئندہ حدیثوں میں آرہا ہے۔

33/401۔عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، پیشاب سے فارغ ہونے کے بعد اپنی شرمگاہ کی پتھر یا کسی اور چیز سے طہارت کرتے اور جب وضوء کرتے تو شرمگاہ کو پانی سے نہیں دھوتے تھے۔(اس کی روایت عبدالرزاق نے کی ہے۔)

34/402۔مولیٰ عمر، یسار بن نمیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب پیشاب سے فارغ ہوتے تو مجھے فرماتے کہ کوئی چیز دو کہ میں اس سے طہارت کرلوں تو میں ان کو لکڑی یا پتھر دیتا یا وہ دیوار کے پاس آتے اور اس سے طہارت حاصل کرتے یا زمین سے طہارت لیتے اور اپنی شرمگاہ کو پانی سے نہیں دھوتے تھے (اس کی روایت بیہقی نے کی ہے) اور بیہقی نے کہا ہے کہ اس باب میں جتنی حدیثیں آئی ہیں ان سب میں زیادہ صحیح یہی حدیث ہے، اس کو رسائل الارکان میں نقل کیا ہے اور شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح منقول ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کے وقت چھینٹوں سے بچنے کے لئے برچھی سے زمین کو نرم فرمایا کرتے تھے

35/403۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے تو میں اور ایک لڑکا پانی کا برتن اور برچھی لے جاتے (تاکہ زمین کو برچھی سے نرم کیا جائے اور پیشاب کے چھینٹیں نہ اڑنے پائیں) اور آپ پانی سے طہارت کرتے۔(اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔)

پانی سے طہارت کے بعد ہاتھ کو مٹی سے رگڑ کر دھونا چاہیئے

36/404۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت

الخلاء جاتے تو میں لوٹے یا چھاگل میں پانی لے جاتا، اس سے آپ طہارت لیتے پھر ہاتھ کو زمین سے رگڑتے، پھر میں پانی کا برتن لاتا تو آپ اس سے وضوء فرماتے۔ (اس کی روایت ابو داؤد اور دارمی نے کی ہے اور نسائی کی روایت بالمعنی ہے۔)

رفع حاجت کے بعد ڈھیلے یا پتھر کے بعد پانی سے طہارت کرنے کی ضرورت

37/405۔ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ تم سے پہلے کے لوگوں کو مینگنیوں کی طرح حاجت ہوتی تھی اور تم لوگ گوبر کی طرح حاجت کرتے ہو لہٰذا پتھر سے صاف کرنے کے بعد پانی سے طہارت لیا کرو۔ (اس کی روایت ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے اسناد حسن کے ساتھ کی ہے۔)

طہارت کے بارے میں اہل قبا کی تعریف کا سبب

38/406۔ ابو ایوب، جابر اور انس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جب (سورہ توبہ، پ:11، ع:13، آیت نمبر:108) کی یہ آیت ﴿فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ﴾۔ اس میں (یعنی مسجد قبا میں) ایسے لوگ ہیں جو خوب پاک وصاف رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب پاک وصاف رہنے والوں کو دوست رکھتے ہیں) نازل ہوئی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے انصار کی جماعت! اللہ تعالیٰ نے تمہاری طہارت کی تعریف فرمائی ہے تو تمہاری طہارت کس طرح ہوتی ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم نماز کے لئے وضوء اور جنابت کے لئے غسل کرتے ہیں (اور ڈھیلوں کے بعد) پانی سے بھی طہارت لیتے ہیں۔ ارشاد ہوا یہی بات ہے بس ہمیشہ اس کے پابند رہو۔ (اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو انگوٹھی نقش کی وجہ سے نکال دیتے

39/407۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب

بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو اپنی انگوٹھی نکال دیتے۔ (اس کی روایت ابوداؤد، نسائی اور ترمذی نے کی ہے۔)

ف: انگوٹھی اس لئے اتارتے کہ اس میں ''محمد رسول اللہ'' کندہ تھا، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ طہارت کرنے والے پر واجب ہے کہ اپنے ساتھ بیت الخلاء میں اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے جائے۔ 12

40/408۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب قضائے حاجت کی ضرورت ہوتی تو آپ اتنی دور تشریف لے جاتے کہ کوئی شخص آپ کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔)

پیشاب کے وقت نرم زمین تلاش کرنا چاہئے

41/409۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں ایک دن آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا، آپ نے پیشاب کرنا چاہا تو ایک دیوار کے پاس تشریف لائے جس کی زمین نرم تھی اور پیشاب کیا، پھر فرمایا: تم میں سے کسی کو پیشاب کرنے کی ضرورت ہو تو اس کے لئے نرم مقام تلاش کرے۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔)

بیت الخلاء کے بیٹھنے کا ادب

42/410۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ جب آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاجت کا تقاضا ہوتا تھا تو زمین سے قریب ہونے تک کپڑا نہ اٹھاتے۔ (اس کی روایت ترمذی، ابو داؤد اور دارمی نے کی ہے)۔

غسل اور وضوء کی جگہ پیشاب نہ کریں کیونکہ اس سے وسوسے پیدا ہوتے ہیں

43/411۔ عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص حمام میں پیشاب نہ کرے جبکہ اسی میں غسل یا وضوء بھی کرتا ہو، اس

لئے کہ اکثر وسوسے اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔ (اس کی روایت ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے کی ہے) اور ترمذی اور نسائی نے " ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيْهِ اور " يَتَوَضَّاءُ مِنْهُ" کا ذکر نہیں کیا ہے۔

سوراخ میں پیشاب نہ کرنے کی تاکید

44/412۔ عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہرگز کوئی شخص کسی سوراخ (یعنی بل) میں پیشاب نہ کرے۔ (اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔)

قضائے حاجت کے وقت دو آدمیوں کے کس عمل سے اللہ تعالیٰ غضبناک ہوتے ہیں

45/413۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو آدمی قضائے حاجت کے لئے اس طرح نہ جائیں کہ اپنی شرمگاہ کو برہنہ رکھ کر گفتگو کرتے رہیں، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس طرح قضائے حاجت کرنے سے یقیناً غضب میں آتے ہیں۔ (اس کی روایت امام احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔)

46/414۔ حکم بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کرنے کے بعد وضوء فرماتے اور اپنی شرمگاہ (کی جگہ تہبند) پر پانی چھڑک لیتے تھے۔ (اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔)

شک کے موقع پر شرمگاہ کی جگہ پاجامہ پر پانی چھڑکنا چاہئے

ف: ارباب تصوف کی کتابوں میں اس مسئلہ (اپنی شرمگاہ کی جگہ تہبند پر پانی چھڑک لینے) کا نام "بَلُّ السَّرَاوِيْلُ" پاجامہ کو تر کرنا ہے، اور متصوفین اس کے استحباب کے قائل ہیں اور اس کا مقصد شبہات کو دور کرنا ہے، البتہ کتب فقہ میں اس مسئلہ کا نام نہیں پایا جاتا۔ تو جس کو پیشاب کے قطرے نکلنے کا غالب گمان ہو، اس کی نماز باطل ہوگی۔ (عرف الشذی) 12۔

47/415۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ابتدائے وحی کے زمانہ میں جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور آپ کو وضوء اور نماز کی تعلیم دی، وضوء سے فارغ ہونے کے بعد چلو بھر پانی لے کر شرمگاہ (کی جگہ اِزار) پر چھڑکاء کیا۔(اس کی روایت امام احمد اور دار قطنی نے کی ہے۔)

48/416۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جب آپ وضوء کریں تو شرمگاہ پر (ازار کی جگہ) پانی چھڑک لو۔(اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔)

49/417۔ امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تخت کے نیچے لکڑی کا ایک پیالہ رہتا تھا جس میں آپ رات کے وقت پیشاب کرتے تھے۔(اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔)

پیشاب بیٹھ کر کرنا چاہئے

50/418۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ جو تم سے بیان کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے تو اس کو صحیح نہ سمجھو، آپ بیٹھ کر ہی پیشاب کیا کرتے تھے۔ (اس کی روایت امام احمد، ترمذی اور نسائی نے کی ہے) اور نسائی کے اسناد حسن اور جید ہیں، اور ترمذی نے کہا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث، اس باب میں جتنی حدیثیں مروی ہیں ان سب میں زیادہ صحیح ہے۔

ستر پوشی کے مذاق اڑانے پر وعید

51/419۔ عبدالرحمٰن بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ کے ہاتھ میں ڈھال تھی اس کو آپ نے (بے

ستری سے حیا کرنے کی غرض سے) اپنے سامنے رکھا پھر بیٹھ کر اس جانب پیشاب کیا، کسی نے کہا: ان کو دیکھو عورتوں کی طرح پیشاب کررہے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا: افسوس کیا تجھے معلوم نہیں کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص پر کیا آفت آئی تھی، جب ان کو پیشاب لگ جاتا تو اس حصہ کو قینچیوں سے کتر دیتے تھے اس شخص نے ان کو اس حکم شرع سے منع کیا تو وہ اپنی قبر میں مبتلا عذاب ہوا۔(اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔)

52/420۔اور اس حدیث کو نسائی نے عبدالرحمٰن سے اور انہوں نے ابوموسیٰ سے روایت کی ہے۔

ف: بنی اسرائیل کی شریعت میں نجاست بدن یا کپڑے کو لگ جاتی تو یہ حکم تھا کہ جسم کے اتنے گوشت کو چھیل ڈالیں اور اتنے کپڑے کو کتر ڈالیں تو جس شخص کو ان کے اس حکم شریعت کے منع کرنے پر اگرچیکہ اس میں عقل کے خلاف جان اور مال کا نقصان تھا، عذاب میں مبتلا کیا گیا۔تو شرم وحیا کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈھال کو سامنے رکھ کر ستر پوشی فرمائی تو اس کام سے منع کرنے اور مذاق اڑانے پر ایسا شخص بطریق اولیٰ لائقِ عذاب ہوگا کیونکہ پردہ اور حیا تو شریعت اور عقل دونوں حیثیت سے اچھی چیز ہیں۔12

53/421۔عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے رہ کر پیشاب کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ائے عمر (رضی اللہ عنہ)! کھڑے ہوکر پیشاب مت کرو، اس کے بعد سے کبھی میں نے کھڑے ہوکر پیشاب نہیں کیا۔(اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔)

بحالت عذر کھڑے ہوکر پیشاب کیا جاسکتا ہے

شیخ امام محی السنۃ نے کہا ہے کہ

54/422۔صحیح حدیث میں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے گھوڑ پر تشریف لائے اور کھڑے ہوکر پیشاب کیا۔(بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی

روایت کی ہے) امام المذ ہب ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت بھی اسی طرح ہے، اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ (آپ کا کھڑے ہوکر پیشاب کرنا) عذر کی وجہ سے تھا۔

ف: علماء نے کہا ہے کہ بلاعذر کھڑے ہوکر پیشاب کرنا مکروہ تنزیہی ہے، مکروہ تحریمی نہیں ہے، عیاض نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گھروں کے قریب گُھوڑ پر کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی یہ وجہ ہوسکتی ہے کہ آپ کی تشریف فرمائی دیر تک رہی اور پیشاب کا تقاضا شدید تھا، دُور جانے کا موقع نہ تھا یا اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے گھٹنے کے پچھلے حصہ میں درد تھا یا پشت میں درد ہونے کی وجہ سے آپ نے کھڑے ہوکر پیشاب کیا، عرب لوگ اس کا علاج اس طرح کیا کرتے تھے، یا وہاں بیٹھنے کے لئے جگہ نہ تھی یا آپ نے بیان جواز کے لئے ایسا کیا ہے۔ (یہ مضمون ردالمحتار سے ماخوذ ہے۔)12

55/423۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کیا اور عمر رضی اللہ عنہ، آپ کے پیچھے پانی کا لوٹا لئے کھڑے رہے، آپ نے فرمایا: ائے عمر (رضی اللہ عنہ) یہ کیا ہے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ کے وضوء کے لئے پانی ہے، ارشاد فرمایا کہ مجھے ایسا حکم نہیں ہوا ہے کہ جب کبھی پیشاب کروں تو وضوء ہی کرلوں اور اگر میں ایسا کروں تو یہ عمل سنت بن جائے گا۔ (اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے)۔

(4/9) بَابَ السِّوَاکِ

(یہ باب ہے مسواک کرنے کے بیان میں)

مسواک کی تاکید

1/424۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر مجھے اپنی امت پر دشواری کا خیال نہ ہوتا تو میں ان کو ہر وضوء کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔(اس کی روایت امام شافعی، طحاوی اور بیہقی نے سنن میں کی ہے۔)

2/425۔اور طبرانی نے اوسط میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی روایت کی ہے۔

امت پر گرانی کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہر نماز کے لئے وضوء اور ہر وضوء کے ساتھ مسواک کا حکم دیا جاتا

3/426۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر مجھے اپنی امت پر دشواری کا خیال نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے لئے وضوء کا اور ہر وضوء کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔(اس کی روایت امام احمد، نسائی اور حاکم نے مستدرک میں کی ہے۔)

4/427۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر مجھے اپنی امت پر دشواری کا خیال نہ ہوتا تو ہر وضوء کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔(اس کی روایت نسائی، ابن خزیمہ اور حاکم نے کی ہے اور حاکم نے کہا ہے اس کی اسناد صحیح ہے اور امام بخاری نے اس کو تعلیقاً بیان کیا ہے۔)

5/428۔عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر مجھے اپنی امت پر دشواری کا خیال نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے وقت وضوء کے ساتھ مسواک

کرنے کا حکم دیتا۔(اس کی روایت ابن حبان نے اپنے صحیح میں کی ہے۔)

امت پر دشواری کا خیال نہ ہوتا تو نماز عشاء کے دیر سے پڑھنے کا حکم دیتا

6/429۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر مجھے اپنی امت پر دشواری کا خیال نہ ہوتا تو میں ان کو نماز عشاء کے دیر سے پڑھنے اور ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔(بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے۔)

نماز عشاء کا مستحب وقت کیا ہے؟

ف(1): حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھے اپنی امت پر دشواری کا خیال نہ ہوتا تو نماز عشاء کو دیر سے پڑھنے کا حکم دیتا اس کے متعلق جمہور علماء کا اتفاق ہے کہ عشاء کے دیر سے پڑھنے کا استحباب تہائی رات یا نصف شب تک ہے، البتہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اول شب پڑھنا مستحب ہے۔12

مسواک کرنا احناف کے پاس سنت وضوء ہے اور شوافع کے پاس سنت نماز ہے

ف(2): ردالمحتار میں لکھا ہے کہ مسواک کرنا احناف کے پاس وضوء کی سنت ہے اور شوافع کے پاس مسواک کرنا نماز کی سنت ہے، یہ بحرالرائق میں مذکور ہے، اس اختلاف کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک ہی وضوء سے کئی نمازیں ادا کیں تو احناف کے پاس اس شخص کا وضوء میں ایک دفعہ مسواک کرنا کافی ہوگا اور حدیث میں مسواک کے متعلق جو فضیلت مذکور ہے وہ اس کو حاصل ہو جائے گی لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایسے شخص کا وضوء میں ایک دفعہ مسواک کر لینا کافی نہ ہوگا بلکہ ہر نماز کے لئے اس کو مسواک کرنا ہوگا کیونکہ ان کے پاس مسواک نماز کی سنت ہے۔

صاحب ردالمحتار نے اس بارے میں احناف اور شوافع کے مسلک کی موافقت پر بڑے عمدہ طریقہ سے توضیح فرمائی ہے، فرماتے ہیں کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے مسواک کی فضیلت میں یہ حدیث روایت کی ہے "صَلاَۃٌ بِسِوَاکٍ اَفْضَلُ مِنْ سَبْعِیْنَ صَلاَۃً بِغَیْرِ سِوَاکٍ" (ایک نماز مسواک کے ساتھ افضل ہے ایسی ستر نمازوں سے جو بغیر مسواک کے ادا کی جائیں) لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

کے پاس اس حدیث میں مسواک کی جو فضیلت موجود ہے، وہ فضیلت اس وقت تک حاصل نہیں ہوگی جب تک کہ مسواک کو ہر نماز کے وقت نہ کیا جائے لیکن احناف کے پاس یہ فضیلت اس وقت بھی حاصل ہوجاتی ہے جب کہ وضوء کے وقت مسواک استعمال کی جائے اگرچیکہ نماز کے وقت مسواک نہ کی ہو، احناف کے پاس مسواک کو وضوء کی سنت قرار دینے سے اس بات کی نفی نہیں کہ مسواک نماز کے وقت مستحب نہیں بلکہ احناف کے پاس مسواک نماز کے وقت بھی مستحب ہے۔

احناف کے پاس بھی ہر نماز کے وقت مسواک کرنا مستحب ہے

احناف کے پاس مسواک جب محفلوں میں لوگوں سے ملاقات کے موقع پر مستحب ہے تو نماز کے وقت جس میں اللہ تعالیٰ سے مناجات اور سرگوشی کی جاتی ہے تو ایسے مبارک موقع پر کیسے مستحب نہ قرار دی جائے گی، چنانچہ نماز کے وقت مسواک کو مستحب قرار دینے کا ذکر حلبی نے شرح المنیۃ الصغیر میں کیا ہے اور تاتارخانیہ نے تتمہ سے نقل کیا ہے کہ "وَيُسْتَحَبُّ السِّوَاكُ عِنْدَنَا عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَ وُضُوْءٍ" (مسواک ہمارے یعنی احناف کے پاس ہر نماز اور ہر وضوء کے وقت مستحب ہے)۔

خلاصہ یہ ہے کہ حدیث میں "عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ" کے حکم پر شوافع اور احناف دونوں نے عمل کیا ہے کہ شوافع نے مسواک کو نماز کی سنت قرار دیا اور احناف نے مسواک کو نماز کے لئے مستحب رکھا، حدیث پر دونوں نے عمل کیا، فرق صرف اتنا ہے کہ شوافع نے اس کو سنت قرار دیا اور احناف نے مستحب۔

(صاحب ردالمحتار فرماتے ہیں کہ اس نایاب تحریر کی قدر کرو اور اس کو غنیمت سمجھو۔ ردالمحتار کی پہلی عبارت یہاں ختم ہوئی۔)12

امت کی تکلیف کا اندیشہ نہ ہوتا تو وضوء میں مسواک فرض کردی جاتی اور نماز عشاء کی تاخیر کا نصف شب تک حکم دے دیا جاتا

7/430۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر مجھے میری امت پر تکلیف کا اندیشہ نہ ہوتا تو وضوء کے ساتھ مسواک کو بھی فرض کردیتا اور نماز

عشاء کو نصف شب کے آخری حصہ تک تاخیر کر دیتا۔

(اس کی روایت حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے سنن میں کی ہے۔)

8/431۔ جعفر بن تمّام بن العباس بن عبدالمطلب (رضی اللہ عنہم) نے اپنے والد تمّام رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ چند صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ارشاد ہوا کہ میں تم کو دیکھتا ہوں کہ تمہارے دانت زرد ہیں، تم سب مسواک کیا کرو، اگر مجھے اپنی امت پر تکلیف کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

9/432۔ ایک روایت میں یوں ہے (آپ نے فرمایا) کہ تم میرے پاس کیوں زرد رنگ کے دانت لئے آتے ہو تم سب مسواک کیا کرو، اگر مجھے اپنی امت پر تکلیف کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا، یا آپ نے یوں فرمایا کہ ہر وضوء کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

(امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو بطور ارسال روایت کیا ہے) اور ابن حبان نے کہا ہے کہ تمّام رضی اللہ عنہ جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ ایک ثقہ تابعی ہیں اور یہ وہ تمّام نہیں جو ضعیف ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لاتے تو پہلا کام مسواک کرنا ہوتا

10/433۔ شریح بن ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکان میں تشریف لاتے تو ابتداء کس چیز سے فرماتے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مسواک سے۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔)

تہجد کے وقت بھی مسواک استعمال کی جاتی تھی

11/434۔ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات میں تہجد کا ارادہ فرماتے تو اپنا منہ مسواک سے ملتے۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے۔)

دس چیزیں تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہیں

12/435۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دس چیزیں کُل انبیاء علیہم السلام کی سنت ہیں، اس لئے یہ مثل فطرت ہیں: (1) مونچھ کتروانا (2) ڈاڑھی بڑھانا (ایک مٹھی تک) (3) مسواک کرنا (4) ناک کو پانی سے صاف کرنا (یہ غسل میں فرض ہے اور وضوء میں سنت ہے) (5) ناخن تراشنا (6) انگلیوں کے جوڑوں کا دھونا (7) بغل کے بال لینا (8) زیرناف کے بال مونڈھنا (اور پاخانہ کی جگہ کے گرد کے بال کا مونڈھنا بھی مستحب ہے)، (9) پانی سے طہارت کرنا، راوی کا بیان ہے کہ میں دسویں چیز بھول گیا غالباً وہ کلی کرنا ہے۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔)

13/436۔ اور ایک دوسری روایت میں داڑھی کی جگہ ختنہ کرنے کا ذکر ہے) اور ابوداؤد نے بھی عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی روایت کی ہے۔

مسواک منہ کی پاکی اور پروردگار کی خوشنودی کا سبب ہے

14/437۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسواک کرنا منہ کی پاکی کا سبب ہے اور پروردگار کی خوشنودی کا ذریعہ ہے (اس کی روایت امام شافعی، امام احمد، دارمی اور نسائی نے کی ہے) اور اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں بغیر اسناد کے ذکر کیا ہے۔

چار چیزیں انبیاء علیہم السلام کی سنت ہیں

15/438۔ ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار چیزیں انبیاء علیہم السلام کی سنت ہیں: (1) حیا کرنا، اور ایک روایت میں حیا کے بدلے

ختنہ کرنا ہے اور (2) عطر لگانا اور (3) مسواک کرنا اور (4) نکاح کرنا۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم دن میں یا رات میں سو کر اٹھتے تو وضوء سے پہلے ضرور مسواک فرماتے

16/439۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن میں یا رات میں سو کر اٹھتے تو ضرور وضوء سے پہلے مسواک کرتے۔ (اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے۔)

17/440۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کرنے کے بعد مجھے مسواک عنایت فرماتے تا کہ میں اس کو دھولوں تو اس کو دھونے سے پہلے میں آپ کی مستعملہ مسواک سے خود (بغرض تبرک) مسواک کرلیتی، پھر اس کو دھولیتی (اس کے بعد جب آپ کو ضرورت ہوتی پھر آپ کو دے دیتی)۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔)

دوسرے کی مسواک کو اس کی اجازت سے استعمال کرنا مکروہ نہیں ہے

ف: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی استعمال کی ہوئی مسواک کو اس کے دھونے کے پہلے اپنے منہ میں پھیر لینا، اس سے یہ مسئلہ نکلتا ہے کہ غیر کی مسواک کو اس کی اجازت سے استعمال کرلینا مکروہ نہیں ہے۔ (از مرقات)۔

مسواک کے دینے میں پہل بڑے سے کرنی چاہئے

18/441۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں خود کو مسواک کرتے دیکھا، اتنے میں دو شخص میرے پاس آئے ان میں سے ایک دوسرے سے بڑا تھا، میں نے مسواک چھوٹے کو دیا تو مجھ سے کہا گیا بڑے کو دیجئے، تو میں نے مسواک بڑے کو دے دی۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے۔)

ف: اس حدیث میں جو واقعہ مذکور ہے اس سے مسواک کی بزرگی معلوم ہوتی ہے کہ مسواک ایسی چیز ہے جس کے لئے بڑے کو دینے کا حکم ہوا، اس میں اس بات کا بھی اشارہ ہے کہ کھانا اور خوشبو وغیرہ کے دینے میں پہل بڑے ہی سے کرے۔12

جبرئیل علیہ السلام کا مسواک کے لئے تاکید کرنا

19/442۔ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبرئیل علیہ السلام جب آتے تو مجھے مسواک کرنے کا حکم دیتے، اس سے مجھے اندیشہ ہوا کہ کثرت مسواک سے منہ نہ چھل جائے۔(اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔)

20/443۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تم کو مسواک کرنے کے بارے میں کثرت سے تاکید کی ہے۔(اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔)

21/444۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کررہے تھے اور آپ کے پاس دو آدمی موجود تھے، جن میں ایک دوسرے سے بڑا تھا، پس آپ پر مسواک کی فضیلت میں وحی نازل ہوئی کہ بڑے سے شروع کیجئے۔(یعنی مسواک ان میں سے بڑے کو دیجئے)۔(اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔)

مسواک کے ساتھ ایک نماز فضیلت میں ستر درجہ زائد ہے اس نماز پر جو بغیر مسواک کے ہو

22/445۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نماز کی فضیلت جس کے لئے مسواک استعمال کی جائے بہ نسبت اس نماز کے جس کے لئے مسواک کا استعمال نہ ہوا ہو ستر درجہ زائد ہے۔(اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔)

زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ مسواک کو کان میں کاتب کے قلم کی طرح رکھا کرتے تھے

23/446۔ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ،انہوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر مجھے اپنی امت کی تکلیف کا خوف نہ ہوتا تو ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دے دیتا اور نماز عشاء کو تہائی رات تک تاخیر کرنے کا حکم دیتا، راوی کا بیان ہے کہ جب زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ مسجد میں نماز کے لئے آیا کرتے تو ان کے کان میں کاتب کے کان کی طرح بجائے قلم کے مسواک رہتی اور نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہی مسواک کر لیتے پھر مسواک کو اس کی جگہ کان پر رکھ دیتے ۔(اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے)لیکن ابوداؤد نے "وَلَاَخَّرْتُ صَلَاةَ الْعِشَاءِ اِلٰی ثُلُثِ اللَّيْلِ" کا ذکر نہیں کیا ہے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(5/10) بَابُ فَرَائِضِ الْوُضُوْءِ وَ سُنَنِهٖ وَ آدَابِهٖ

(وضوء کے فرائض سنتوں اور مستحبات کا بیان)

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ: ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ ﴾ (لام کے زبر کے ساتھ پڑھا جائے) ﴿اِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ ۔اللہ بزرگ و برتر نے ارشادفرمایا ہے(سورہ مائدہ، پ:6، ع:2، آیت نمبر:6 میں) اے ایمان والو! جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو اپنے چہروں کو اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو اور سر کا مسح کرو، اور پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو۔

ف:﴿ اَرْجُلَكُمْ ﴾ میں دو قرأت ہیں ایک ﴿ اَرْجُلَكُمْ﴾ لام کے زبر کے ساتھ اور دوسرے ﴿اَرْجُلِكُمْ ﴾ لام کے زیر کے ساتھ، تو لام کے زبر کے ساتھ جو قرأت ہے وہ موزہ نہ پہنے ہوں تو وضوء میں پیر دھونے سے متعلق ہے اور لام کے زیر کے ساتھ جو قرأت ہے وہ موزہ پہنے ہوئے ہوں تو وضوء میں پیر کے مسح کرنے سے متعلق ہے۔12

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ جس سے وضوء میں نیت کے شرط نہ ہونے کی دلیل حاصل ہوتی ہے

1/447۔انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ تلوار گلے میں لٹکا کر نکلے تو ان سے بنی زہرہ کا ایک آدمی ملا، اس نے پوچھا: اے عمر (رضی اللہ عنہ) کہاں کا ارادہ ہے؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قتل کا ارادہ رکھتا ہوں، اس شخص نے کہا: تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنے کے بعد بنی ہاشم اور بنی زہرہ سے کیسے بچ سکو گے؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: معلوم ہوتا ہے کہ تُو نے بھی نیا دین اختیار کرلیا ہے (یعنی مسلمان ہوگیا ہے) تو اس شخص نے آپ سے کہا: اس سے زیادہ عجیب بات سنو، تمہارے بہنوئی اور تمہاری بہن دونوں نے نیا مذہب اختیار کرلیا ہے اور تمہارا دین چھوڑ دیا ہے، عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر چلے اور بہن بہنوئی کے پاس آئے،

اس وقت ان کے پاس حضرت خباب رضی اللہ عنہ موجود تھے، جب خباب رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کی آہٹ سنی کمرہ میں چھپ گئے اور عمر رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوگئے اور پوچھے یہ دھیمی آواز کیا تھی؟ اس وقت وہ دونوں ''سورہ طٰہٰ'' پڑھ رہے تھے، دونوں نے کہا: ہم آپس میں گفتگو کر رہے تھے، اس کے سوائے کوئی اور بات نہ تھی، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: شائد تم دونوں نے نیا دین اختیار کرلیا ہے تو ان سے بہنوئی نے کہا: اے عمر (رضی اللہ عنہ)! جب حق تمہارے دین کے سوا دوسرے دین میں ہے تو کیا پھر بھی اس کو اختیار نہ کیا جائے گا؟ عمر رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کیا اور ان کو خوب روندا، بہن درمیان میں آگئیں تاکہ اپنے شوہر کو مار سے بچائیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو زور سے تھپڑ مارا اور اُن کا چہرہ خون آلود کردیا، بہن نے غضبناک حالت میں کہا: جب حق تمہارے دین کے سوا دوسرے دین میں ہے اور میں اسی لئے گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ کتاب لاؤ جو تمہارے پاس ہے کہ میں اس کو پڑھ کر دیکھوں اور عمر رضی اللہ عنہ پڑھنا جانتے تھے، اس پر ان کی بہن نے کہا: تم ناپاک ہو، اس کتاب کو غسل اور وضوء کے ساتھ ہی چھو سکتے ہیں، تو اٹھو اور غسل کرو، یا وضوء ہی کرلو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور وضوء کیا پھر کتاب لی اور سورہ طٰہٰ پڑھی (آخر حدیث تک پڑھ لیا جائے استنباط مسئلہ کے لئے یہاں تک کافی ہے)۔ (اس کی روایت ابن سعد، ابویعلی حاکم اور بیہقی نے دلائل میں کی ہے۔)

2/448۔ اور دوسری حدیث جس کی تخریج ابونعیم نے دلائل میں اور ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کی ہے، اس طرح مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اٹھا اور غسل کیا اس کے بعد ان دونوں نے کتاب نکالی، (یہ تمام روایتیں امام علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ الخلفاء میں موجود ہیں اور دارقطنی نے اس کی اسی طرح روایت کی ہے اور نصب الرایہ نے اس حدیث کی سند کو جید کہا ہے- اور اس واقعہ سے متعلقہ - دونوں حدیثوں کی سند کے بارے میں کہا ہے کہ دونوں سندیں

جید ہیں اور دونوں حدیثوں کو بیان کیا ہے۔)

ف: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قرآن ہاتھ میں لینا چاہا تو آپ کی بہن نے فرمایا: اگر قرآن ہاتھ میں لینا چاہتے ہو تو غسل کرو یا وضوء کرو، اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ وضوء نیت کے بغیر صحیح ہے اور یہی حنفی مذہب ہے) جس کی توضیح احیاء السنن کے حاشیہ التوضیح الحسن میں حسب ذیل طریقہ پر کی گئی ہے۔

وضوء بغیر نیت کے درست ہونے کی تفصیلی بحث اور دلیل

اس امر پر سب کا اتفاق ہے کہ کافر کی نیت معتبر نہیں تو اس واقعہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وضوء کرنا بغیر نیت ہی کے تھا کیونکہ آپ نے اس وقت تک اسلام قبول نہیں کیا تھا اور اسی لئے ہمارے مذہب حنفی کے لحاظ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وضوء کرنا درست ہے اگر چہ کہ وہ بغیر نیت کے ہوا ہے لیکن جن حضرات کے پاس نیت کے بغیر وضوء درست نہیں تو وہ حضرات عمر رضی اللہ عنہ کے وضوء کو جو بغیر نیت کے ہوا ہے کس طرح صحیح ثابت کر سکتے ہیں، حالانکہ آپ کا وضوء صحیح تھا جب ہی تو آپ کی بہن نے آپ کو قرآن دیا، اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ نیت وضوء میں شرعاً مشروط نہیں، اب رہا یہ کہ یہ حدیث موقوف ہے تو اس حدیث کا موقوف ہونا ہم کو مضر نہیں کیوں کہ ایسے مقامات میں حدیث موقوف کا حکم حدیث مرفوع کے مثل ہے، اس لئے ایسے احکام قیاس سے ثابت نہیں ہوتے ہیں۔

مذہب حنفی میں وضوء بغیر نیت کے درست ہے مگر نیت کر لی جائے تو وہ عبادت بنے گا جس پر ثواب مُتَرَتَّبْ ہوگا

دوسری روایت میں جس کی تخریج ابونعیم نے دلائل میں کی ہے، جس کے الفاظ ہیں ﴿فَقُمْتُ فَاغْتَسَلْتُ فَأَخْرِجُوْا اِلَيَّ صَحِيْفَةً﴾ (یعنی میں اٹھا اور غسل کیا اور کہا کہ اس کتاب کو مجھے دے دو) اس میں وضوء کا ذکر نہیں ہے، اس بارے میں ہمارا قول یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس غسل میں وضوء ضمناً خود بخود شامل ہے کیوں کہ غسل میں اعضائے وضوء کے دھوئے بغیر خود غسل کامل نہیں ہوسکتا اور یہ وضوء جو ضمناً ثابت ہوا ہے وہ

بغیر نیت ہی کے تھا اور ایسے وضوء سے قرآن کو ہاتھ لگانا اور دوسرے عبادات مقصودہ جیسے نماز وغیرہ کا ذریعہ بننا صحیح سمجھا جائے گا مگر خود ایسا وضوء عبادت نہ ہوگا، اس لئے صاحبِ ہدایہ نے مذہب حنفی کے لحاظ سے وضوء کو عبادت بنانے کے لئے نیت کو وضوء کی سنت قرار دی ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تیمّم کی طرح نیت وضوء میں فرض ہے

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس نیت وضوء میں فرض ہے کیونکہ وضوء ان کے پاس نماز کی طرح عبادتِ مقصودہ ہے اور عبادتِ مقصودہ بغیر نیت کے درست نہیں تو جس طرح تیمّم میں نیت فرض ہے اسی طرح ان کے پاس وضوء میں بھی نیت فرض ہے۔

وضوء میں نیت اس لئے فرض نہیں کہ پانی فی نفسہٖ پاک کرنے والی شے ہے برخلاف مٹی کے کہ وہ بنفسہٖ پاک کرنے والی نہیں ہے

ہمارے احناف کے پاس وضوء اور تیمّم میں نیت کے اعتبار سے فرق کرنے کی دلیل یہ ہے کہ وضوء عبادت مقصودہ نہیں بلکہ قربتِ الٰہی کا ذریعہ ہے اور خود عبادت غیر مقصودہ ہے اس وجہ سے وضوء کو عبادت مقصودہ کا ذریعہ بننے کے لئے نیت کی ضرورت نہیں، ہاں عبادت بننے کے لئے نیت کی ضرورت ہے، اور نماز ایسے وضوء سے جو بغیر نیت کے ہو اس وجہ سے جائز ہے کہ وضوء پانی سے کیا جاتا ہے اور پانی فی نفسہٖ پاک کرنے والا ہے، بخلاف تیمّم کے کہ وہ مٹی سے کیا جاتا ہے اور مٹی بنفسہٖ پاک کرنے والی نہیں ہے بلکہ طہارت کی نیت سے وہ پاک کرنے والی بنتی ہے اور اسی لئے تیمّم میں ہمارے پاس بھی نیت فرض ہے اور بغیر نیت کے تیمّم درست ہی نہیں ہوتا۔

حاصل بحث کہ پانی کو مٹی پر قیاس کر کے تیمّم کی طرح نیت کو وضوء میں فرض کرنا قیاس مع الفارق ہے

تو پانی کو مٹی پر قیاس کر کے نیت کو جس طرح تیمّم میں فرض ہے ایسا ہی وضوء کے لئے بھی فرض کرنا قیاس مع الفارق ہے، واضح رہے کہ تیمّم میں نیت اس لئے بھی فرض ہے کہ خود تیمّم کے معنوں میں

قصد اور نیت داخل ہے، اس لئے یہ نیت کے بغیر صحیح نہیں ہوسکتا۔

وضوء میں بسم اللہ پڑھنے سے تمام جسم پاک ہوجاتا ہے

3/449۔ابو ہریرہ، ابن مسعود اور ابن عمر رضی اللہ عنہم ان تینوں صحابہ سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا: جو شخص وضوء کرے اور بسم اللہ پڑھے تو اس نے حقیقت میں اپنا تمام جسم پاک کیا اور جو شخص وضوء تو کرے مگر بسم اللہ نہ پڑھے تو اس نے صرف وضوء کے اعضائے کو پاک کیا۔(اس کی روایت دار قطنی نے کی ہے)۔

4/450۔اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسی ہی روایت کی ہے۔

وضوء میں بسم اللہ نہ پڑھنے سے صرف اعضائے وضوء پاک ہوتے ہیں

5/451۔ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آدمی وضوء کرتا ہے اور بسم اللہ پڑھتا ہے تو اپنا تمام بدن پاک کر لیتا ہے اور اگر بسم اللہ نہ پڑھے تو صرف جس عضو کو پانی پہنچتا ہے اسی عضو کو پاک کرتا ہے۔(اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے۔)

6/452۔مکحول رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ جب آدمی وضوء کرتا ہے اور بسم اللہ پڑھتا ہے تو اپنے پورے بدن کو پاک کر لیتا ہے اور اگر وضوء کرتے وقت بسم اللہ نہ پڑھے تو صرف وضوء کے اعضاء کو پاک کرتا ہے۔(اس کی روایت سعید بن منصور نے کی ہے۔)

7/453۔حسن کوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص وضوء کرتے وقت بسم اللہ پڑھتا ہے تو وہ اپنا سارا جسم پاک کر لیتا ہے اور اگر بسم اللہ نہ پڑھے تو جسم کے جس حصہ کو پانی پہنچتا ہے صرف اسی کو پاک کر لیتا ہے۔(اس کی روایت عبدالرزاق نے مرسلاً کی ہے۔)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم وضوء شروع فرماتے تو بسم اللہ پڑھتے

8/454۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضوء شروع فرماتے تو بسم اللہ پڑھتے۔ (اس کی روایت دارقطنی نے اپنی سنن میں کی ہے۔)

9/455۔اور بزار کی ایک روایت میں یوں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضوء شروع فرماتے تو بسم اللہ پڑھتے۔

نیند سے بیدار ہونے کے بعد دونوں ہاتھوں کو برتن میں ڈالنے سے پہلے تین مرتبہ دھولیں

10/456۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو اپنے دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھوئے بغیر (پانی کے) برتن میں نہ ڈالے، اس لئے کہ اس کو معلوم نہیں کہ اس کا ہاتھ رات کو کہاں کہاں رہا۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور بخاری نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔)

کلی، ناک صاف کرنے اور کانوں کے مسح کا ذکر

11/457۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کلی کرو، اور ناک پانی سے صاف کرو، اور دونوں کان سر کے جزء ہیں۔ (اس کی روایت ابونعیم نے حلیہ میں کی ہے۔)

ناک چھینکنے کی وجہ

12/458۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو اور وضوء کرے تو تین مرتبہ ناک کو چھینکے، اس لئے کہ

شیطان اسی کے نکھپڑیوں میں رات گذارتا ہے۔(اس کی روایت بخاری نے کی ہے اور مسلم نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔)

وضوء میں ہر عضو کو تین تین مرتبہ دھویا جائے تین بار پر اضافہ کی وعید

13/459۔عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد شعیب رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر وضوء کا طریقہ دریافت کیا، آپ نے تین تین مرتبہ اعضائے وضوء دھوکر دکھلا دیا اور پھر فرمایا کہ اسی طرح وضوء کیا جائے جس نے تین پر اضافہ کیا اس نے بُرا کیا اور زیادتی کی اور ظلم کیا۔

(نسائی اور ابن ماجہ نے اس کی روایت کی ہے اور ابوداؤد نے اسی کے ہم معنی الفاظ میں روایت کی ہے۔)

14/460۔عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آپ نے مقاعد (نامی ایک مقام) میں وضوء فرمایا اور فرمایا کہ کیا میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضوء نہ بتلا دوں؟ یہ فرما کر آپ نے تین تین مرتبہ اعضائے وضوء کو دھویا (اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور طحاوی نے بھی اسی طرح کی روایت کی ہے) اور بیہقی نے کہا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تکرار مسح کا حکم اسی حدیث سے لیا ہے اور ابوانس رضی اللہ عنہ کی عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت مطلق ہے۔(جس میں تفصیل نہیں) اور وہ روایات جو آپ سے تفصیلی طور پر ثابت ہیں، ان میں وضاحت ہے کہ سر کے سوا بقیہ اعضاء میں تکرار ہے اور سر کا مسح آپ نے ایک ہی مرتبہ فرمایا۔

ف:۔صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تین مختلف پانیوں سے تین دفعہ مسح کرنا سنت ہے، وہ مسح کا قیاس اعضائے وضوء پر کرتے ہیں، کیوں کہ وہ تین مرتبہ دھوئے جاتے ہیں تو اس طرح امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تین دفعہ مسح کرنا سنت ہے۔

صاحب ہدایہ نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک مرتبہ مسح کرنا سنت ہے اور جو روایات تفصیل سے آئی ہیں ان میں ایک ہی مرتبہ مسح کرنے کا ذکر ہے، البتہ ایک ہی پانی سے سر پر سے ہاتھ اٹھائے بغیر تین مرتبہ مسح کرنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھی مستحب ہے۔12

15/461۔ رُبیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضوء فرماتے دیکھا ہے آپ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کے اگلے اور پچھلے حصہ اور دونوں کنپٹیوں اور دونوں کانوں کا مسح ایک ہی مرتبہ فرمایا۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔)

سر کا مسح ایک ہی بار کرنے کی تائید متعدد حدیثوں سے ملتی ہے

اور ترمذی نے کہا ہے کہ متعدد اسناد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے سر کا مسح ایک ہی مرتبہ فرمایا ہے اور اکثر صحابۂ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم کا عمل اسی پر رہا ہے۔

16/462۔ اور بخاری کی ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ آپ نے سر کا مسح کیا تو دونوں ہاتھوں کو سر کے اگلے اور پچھلے حصہ پر ایک ہی مرتبہ گذارا، پھر دونوں پیروں کو ٹخنوں سمیت دھویا۔

حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہی مرتبہ سر کا مسح فرماتے دیکھا ہے

17/463۔ عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضوء فرماتے دیکھا ہے کہ آپ نے سر کا مسح ایک ہی مرتبہ فرمایا ہے۔ (اس کی روایت ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ نے کی ہے۔)

18/464۔ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اعضائے وضوء کو تین تین دفعہ دھویا کرتے تھے اور سر کا مسح صرف ایک مرتبہ فرماتے۔ (اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے۔)

سر کا مسح کس طرح کیا جائے؟

465/19۔ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح فرمایا، اس طرح کہ سر کے اگلے اور پچھلے حصہ پر دونوں ہاتھ گذارے اس طور پر کہ سر کے اگلے حصہ سے ابتداء فرمائی پھر دونوں ہاتھوں کو گدی تک لے گئے، بعد ازاں دونوں ہاتھوں کو اس حصہ تک واپس لائے جہاں سے آپ نے ابتداء فرمائی تھی، پھر آپ نے دونوں پیروں کو دھویا۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث اس باب میں جتنی حدیثیں مروی ہیں ان سب میں سب سے زیادہ صحیح اور زیادہ حسن ہے اور بخاری نے بھی اسی طرح کی روایت کی ہے۔)

466/20۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے سر کا اور دونوں کانوں کے بیرونی اور اندرونی حصہ کا مسح فرمایا۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔)

کانوں کے مسح کا طریقہ

467/21۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے سر اور کانوں کا مسح فرمایا: (اس طرح سے کہ) کانوں کے اندرونی حصہ کا مسح شہادت کی انگلیوں سے اور بیرونی حصہ کا مسح انگوٹھوں سے فرمایا۔ (اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔)

468/22۔ ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء فرمایا تو چہرے کو تین مرتبہ دھویا اور دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھویا اور سر کا مسح فرمایا اور ارشاد فرمایا

کہ ہردو کان سر میں شامل ہیں۔(یعنی سر کے مسح کے ساتھ ان کا بھی مسح کیا جائے)۔
(اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔)

منہ دھوتے وقت دونوں آنکھوں کے کویوں کو پانی سے مل دینا چاہئے

23/469۔ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وضوء کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ آپ وضوء کرتے وقت آنکھوں کے کویوں کو پانی سے ملتے تھے اور یہ بھی فرمایا کہ دونوں کان سر میں شامل ہیں۔(اس کی روایت ابن ماجہ، ابوداؤد اور ترمذی نے کی ہے۔)

ف(1): لفظ ''ماق'' جو اس حدیث میں آیا ہے آنکھ کے اس گوشہ کو کہتے ہیں جو ناک کی طرف ہوتا ہے، قاموس میں یہی ہے اور جوہری نے کہا ہے کہ ماق آنکھ کے دونوں گوشوں کو کہتے ہیں، تو افضل یہی ہے کہ دونوں کویوں کو منہ دھوتے وقت مل لیا کریں تاکہ میل نکل جائے۔12

کانوں کے مسح کے لئے نئے پانی کی ضرورت نہیں

ف(2): حدیث کے الفاظ ''اَلْاُذُنَانِ مِنَ الرَّأسِ'' (دونوں کان سر میں شامل ہیں) اس سے دو باتیں نکلتی ہیں: ایک تو یہ کہ کانوں کا مسح سر کے مسح کے ساتھ کرے، دوسرے یہ کہ کانوں کے مسح کے لئے نئے پانی کی ضرورت نہیں ہے۔12

24/470۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضوء فرماتے ہوئے دیکھا کہ آپ نے تین تین مرتبہ اعضائے وضوء کو دھویا اور سر اور کانوں کا ایک ہی مرتبہ مسح فرمایا۔(اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔)

25/471۔عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دونوں کان سر میں شمار کئے جاتے ہیں۔(اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔)

26/472۔اور دارقطنی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح روایت کی ہے، ابن

القطان نے کہا ہے کہ اس کے اسناد صحیح ہیں، اس لئے کہ یہ متصل ہیں اور اس کے راوی سب ثقہ ہیں اور زیلعی نے کہا کہ اس کے اسناد سب اسنادوں سے زیادہ صحیح ہیں۔

27/473۔ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء فرمایا اور اپنے کانوں کا مسح سر کے مسح کے ساتھ کیا اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ کان سر میں شامل ہیں۔ (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے۔)

سر میں زلف ہوں تو مسح کرنے کا طریقہ

28/474۔رُبیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے (مکان میں) وضوء فرمایا اور سر کے بالوں پر اس طرح مسح فرمایا کہ جمے ہوئے بال پراگندہ نہ ہوئیں، کنپٹیوں اور کانوں کے باہر اور اندر بھی مسح فرمایا۔ (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے)۔

ف: اس حدیث میں "فَمَسَحَ رَأسَهُ عَلٰى مَجَارِي الشَّعْرِ" ہے مجاری الشعر کے وہی معنی ہیں جس کو ہم نے ترجمہ میں ظاہر کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کے جمے ہوئے بالوں پر بکھیرنے اور پلٹنے کے بغیر مسح فرمایا اور مجاری الشعر کے یہی معنی ہیں۔ چنانچہ بیہقی نے سنن کبریٰ میں اسی طرح وضاحت کی ہے۔12۔

29/475۔حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ کو وضوء کرتے دیکھا تو آپ نے سر کے مسح کے ساتھ کانوں کے باہر اور اندر کا مسح کیا اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ کانوں کا بھی مسح کیا کرو۔ (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے۔)

30/476۔نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اور وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ دونوں کان' سر میں شامل ہیں، اس لئے ان کا بھی مسح کرلیا

کرو۔ (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے۔)

کانوں کے مسح کے وقت انگلی کانوں کے سوراخ میں داخل کی جائے

31/477۔ رُبیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء فرمایا تو آپ نے مسح کے وقت اپنی انگلی کانوں کے سوراخ میں داخل فرمائی۔ (اس کی روایت ابوداؤد، امام احمد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔)

32/478۔ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضوء فرماتے ہوئے دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ آپ نے سر کا مسح اپنے ہاتھوں کے بچے ہوئے پانی سے نہیں کیا (بلکہ دوسرے نئے پانی سے کیا)۔

(اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور کچھ زیادتی کے ساتھ مسلم نے بھی اس کی روایت کی ہے۔)

ف: ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ہمارے پاس دونوں امر جائز ہیں ایک تو یہی ہے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں عمل فرمایا ہے اور دوسرا وہ بھی جائز ہے جو اس کے بعد والی حدیث میں آرہا ہے اور اس پر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل فرمایا ہے۔

33/479۔ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء فرمایا اور آپ نے سر کا مسح اپنے ہاتھوں کے بچے ہوئے پانی سے فرمایا۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔)

34/480۔ طلحۃ بن مصرف رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ ان کے دادا نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے سر کا مسح گدی تک ایک ہی دفعہ فرمایا۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔)

35/481۔ طلحۃ بن مصرف رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت

کی ہے کہ ان کے دادا نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضوء فرماتے ہوئے دیکھا کہ سر کے اگلے حصہ سے آپ نے گدی یعنی گردن کے ابتدائی حصہ تک مسح فرمایا۔ (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے۔)

36/482۔ عمرو بن کعب رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کے توسط سے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضوء فرماتے ہوئے دیکھا کہ آپ نے اپنی ریش مبارک اور سر کے پچھلے حصہ کا مسح فرمایا۔ (اس کی روایت ابن السکن نے کی ہے۔)

وضوء میں گردن کا مسح کرنا قیامت میں طوق سے حفاظت کا سبب ہے

37/483۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گردن کا مسح کرنا قیامت کے دن طوق سے امن کا سبب ہوگا۔ (اس کی روایت دیلمی نے فردوس میں کی ہے۔)

38/484۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے وضوء کیا اور دونوں ہاتھوں سے گردن کا مسح کیا تو قیامت کے دن طوق سے محفوظ رہے گا۔ (اس کی روایت ابونعیم نے کی ہے۔)

39/485۔ موسیٰ بن طلحۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ جو شخص سر کے ساتھ سر کے پچھلے حصہ کا مسح کرے تو اس کو قیامت کے روز طوق سے محفوظ رکھا جائے گا۔ (اس کی روایت ابو عبید نے موقوفاً کی ہے)۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ موقف مرفوع کے حکم میں ہے اس لئے کہ اس میں قیاس کی گنجائش نہیں۔

وضوء میں کلی اور ناک علیحدہ علیحدہ پانی سے صاف کی جائے

40/486۔ طلحۃ بن مصرف رضی اللہ عنہ والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں

انہوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کلی علیحدہ پانی سے اور ناک علیحدہ پانی سے صاف کرتے تھے۔(اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)۔

41/487۔ ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ،وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ اعضائے ضوء کو تین تین مرتبہ دھوتے تھے اور کلی اور ناک علیحدہ علیحدہ پانی سے صاف کرتے تھے، پھر دونوں نے فرمایا کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضوء فرماتے دیکھا ہے۔(اس کی روایت ابن السکن نے اپنی صحیح میں کی ہے۔)

42/488۔سفیان بن سلمۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ تین تین مرتبہ اعضائے وضوء کو دھوتے اور کلی تین دفعہ اور ناک میں تین دفعہ پانی علیحدہ علیحدہ استعمال فرمایا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضوء فرماتے دیکھا ہے۔(اس کی روایت بغوی نے کی ہے)۔

43/489۔کعب بن عمرو یمامی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے وضوء فرمایا تو کلی تین دفعہ فرمائی اور ناک کو تین دفعہ صاف کیا اور ہر ایک کے لئے نیا پانی لیتے تھے۔(اس کی روایت طبرانی نے کی ہے)۔

وضوء میں ہر عضو کو ایک بار دھونا فرض ہے

44/490۔ابن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء میں اُعضائے وضوء کو ایک ایک مرتبہ دھویا۔اس کی روایت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کی ہے۔

وضوء میں ہر عضو کو دو دو بار دھونا نورٌ علیٰ نور ہے

45/491۔عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے دو دو مرتبہ اعضائے وضوء کو دھویا اور فرمایا کہ یہ نور علیٰ نور ہے۔(اس کی روایت رزین نے کی ہے۔)

وضوء میں ہر عضو کو تین تین بار دھونا سارے انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے

46/492۔عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین تین مرتبہ اعضائے وضوء کو دھویا اور فرمایا: یہ میرا اور مجھ سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام اور ابراہیم علیہ السلام کا وضوء ہے۔(یعنی یہ سب حضرات تین تین مرتبہ اعضائے وضوء کو دھوتے تھے)۔

(اس کی روایت رزین نے کی ہے اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم کی شرح میں اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے لیکن ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ دوسروں نے اس حدیث کی سند کو حسن لکھا ہے)۔

47/493۔ثابت بن ابی صفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ میں نے ابو جعفر محمد یعنی امام باقر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک بار، دو دو بار اور تین تین بار اعضائے وضوء کو دھویا ہے؟ امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جابر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت مجھے ملی ہے)۔(اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔)

اعضائے وضوء کو ایک ایک بار، دو دو بار، اور تین تین بار دھونا

48/494۔ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اعضائے وضوء کو ایک ایک مرتبہ دھویا تو ایک ایک مرتبہ اعضاء کا دھونا وضوء میں ضروری ہے،اور جس نے دو دو مرتبہ اعضائے وضوء کو دھویا تو اس کو دو حصہ اجر ملے گا اور جس نے تین تین مرتبہ اعضائے وضوء کو دھویا یہ میرا اور مجھ سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام کا وضوء ہے (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔)

49/495۔اور دار قطنی ،بیہقی، ابن حبان، ابن ماجہ، امام احمد اور طبرانی ان سب کی ایک روایت میں یوں ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایک ایک مرتبہ اعضائے وضوء کودھویا اور فرمایا کہ اس طرح وضوء کئے بغیر اللہ تعالیٰ نماز کو قبول نہیں فرماتے اور آپ نے دو دو مرتبہ اعضائے وضوء کو دھویا اور فرمایا کہ یہ وضوء اس شخص کا ہے جس کو دوہرا اجر دیا جائے گا اور آپ نے تین تین مرتبہ اعضائے وضوء کودھویا اور فرمایا کہ یہ میرا اور مجھ سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام کا وضوء ہے، ترمذی نے کہا ہے کہ اہل علم کا اسی پرعمل ہے کہ ایک ایک مرتبہ اعضائے وضوء کا دھونا کافی ہے اور دو دو مرتبہ دھونا افضل ہے اور اس سے افضل تین تین مرتبہ دھونا ہے اور اس کے بعد کچھ نہیں۔(یعنی تین مرتبہ سے زائد دھونا اسراف اور لغو ہے)۔

طہارت اور دعا میں حد سے بڑھنا کیا ہے؟

50/496۔عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے اپنے لڑکے کو کہتے سنا کہ الٰہی میں تجھ سے جنت کے دائیں جانب کے قصرابیض (یعنی سفید محل) کی درخواست کرتا ہوں،عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: اے لڑکے! اللہ سے جنت کا سوال کر اور دوزخ سے پناہ مانگ،اس لئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوفرماتے ہوئے سنا ہے کہ قریب میں اس امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو طہارت اور دعا میں حد سے بڑھ جائیں گے۔(اس کی روایت امام احمد، ابو داؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔)

ف: طہارت میں حد سے بڑھنا یہ ہے کہ تین بار سے زیادہ اعضاء کو دھوئے اور پانی زیادہ خرچ کرے۔اور دھونے میں اس قدر مبالغہ کرے کہ حدِ وسواس کو پہنچے-اور دعا میں حد سے بڑھنا یہ ہے کہ بے ادبی کرے اور مطلب کے مانگنے میں قیدیں لگائے یا ایسی چیز کا سوال کرے جو امکان اور عادت سے باہر ہو۔12

51/497۔اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ وضوء کا ایک شیطان ہے جس کا نام ولہان ہے، لہٰذا پانی کے وسوسوں سے بچو، کیوں کہ یہ وسوسے اسی شیطان کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ (اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔)

پانی کے استعمال میں اسراف سے بچنے کی تاکید

52/498۔عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سے ہوا اور وہ وضوء کررہے تھے، آپ نے فرمایا: اے سعد (رضی اللہ عنہ) یہ کیا اسراف ہے؟ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا وضوء میں بھی اسراف ہوتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: کہ ہاں اگرچہ کہ تم نہر جاری پر بھی کیوں نہ ہو۔ (اس کی روایت امام احمد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔)

وضوء میں خشک رہ جانے والی ایڑیوں کو دوزخ کا عذاب ہے

53/499۔عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ کی جانب واپس آرہے تھے کہ راستہ میں ایک چشمہ پر پہنچے تو عصر کی نماز کے وقت لوگوں نے جلدی جلدی وضوء کرلیا، اور ہم نے پہنچ کر دیکھا کہ ان کی ایڑیاں نمایاں طور پر خشک نظر آرہی تھیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خشک رہ جانے والی ایڑیوں کے لئے دوزخ کا عذاب ہے، لوگو وضوء پورا پورا کرو۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔)

وضوء کس طرح کامل ہوتا ہے؟

54/500۔لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: مجھے وضوء سے متعلق فرمایئے؟ ارشاد ہوا کہ وضوء کامل کرو اور انگلیوں کے

درمیان خلال کیا کرو۔

بحالت روزہ ناک میں پانی پہنچانے میں زیادتی نہ کی جائے

اور ناک کو اچھی طرح صاف کیا کرو مگر یہ کہ تم روزہ دار ہو تو ناک میں پانی پہنچانے میں زیادتی نہ کرو۔ (اس کی روایت ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے اور دارمی نے انگلیوں کے خلال تک روایت کی ہے۔)

انگلیوں میں خلال کی تاکید

55/501۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم وضوء کیا کرو تو دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں کی انگلیوں میں خلال کرو۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور ابن ماجہ کی روایت بھی اسی طرح ہے۔)

پیر کی انگلیوں میں چھوٹی انگلی سے خلال کیا جائے

56/502۔ مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ وضوء فرماتے تو چھوٹی انگلی سے پاؤں کی انگلیوں میں خلال فرماتے۔ (اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔)

چلو بھر پانی سے داڑھی کے نیچے پانی پہنچا کر خلال کیا جائے

57/503۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضوء فرماتے تو چلو بھر پانی ہاتھ میں لے کر تھوڑی کے نیچے داخل فرماتے تھے اور اس سے اپنی ریش مبارک کا خلال فرماتے اور ارشاد فرماتے تھے کہ مجھ کو میرے رب نے ایسا ہی حکم دیا ہے۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔)

58/504۔عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی داڑھی کا خلال فرمایا کرتے تھے۔(اس کی روایت ترمذی اوردارمی نے کی ہے۔)

چہرے کوکس طرح دھویا جائے؟

59/505۔ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضوء فرماتے تو دونوں رخساروں کوخفیف سا رَگڑتے،پھر داڑھی کے نیچے انگلیوں کے ذریعہ خلال فرماتے۔(اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔)

ہاتھ میں انگوٹھی ہوتو وضوء کے وقت اس کوحرکت دی جائے

60/506۔ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے وضوء فرماتے تو انگلی کی انگوٹھی کوحرکت دیتے تھے۔(اس کی روایت دارقطنی اورابن ماجہ نے کی ہے۔)

61/507۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے،آپ فرماتی ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اپنے تمام کاموں میں بقدر امکان داہنے جانب سے شروع کرنے کو پسند فرماتے خواہ وہ وضوء(کے وقت یا) کنگھی کرتے وقت،یا جوتا پہنتے وقت۔(بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

وضوء کرنے اور کپڑے پہننے میں داہنی طرف سے شروع کریں

62/508۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کپڑے پہنو اور جب وضوء کروتو داہنی طرف سے شروع کیا کرو۔(اس کی روایت امام احمد اورابوداؤد نے کی ہے۔)

63/509۔عطاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء فرمایا تو عمامہ کو سر سے ہٹایا اور سر کے اگلے حصہ پر مسح فرمایا۔(اس کی روایت بیہقی نے کی ہے۔)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سر کے اگلے حصہ کا مسح ایک ہی مرتبہ فرماتے تھے

64/510۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضوء کرتے ہوئے دیکھا ہے اور آپ مقام قطریہ کا عمامہ باندھے ہوئے تھے تو آپ نے مسح فرماتے وقت عمامہ میں ہاتھ داخل فرما کر سر کے اگلے حصہ کا مسح فرمایا (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔)

65/511۔اور حاکم نے ابو معقل سے ایسی ہی روایت کی ہے۔

سر کے مسح میں علامہ شمنی کی وضاحت

علامہ شمنی رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت کی ہے ناصیہ اور مقدم راس، سر کے چاروں جانب میں سر کا ایک جانب ہے اگر سر کے چوتھائی حصہ کا مسح ناکافی ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اسی پر اکتفاء نہ فرماتے اور اگر اس سے کم پر مسح ہوتا تو آپ چوتھائی سے کم پر بھی مسح فرماتے اور تعلیم جواز کے لئے کم از کم عمر میں ایک مرتبہ ضرور ایسا فرماتے۔

66/512۔امام زُہری رحمۃ اللہ علیہ نے سالم رضی اللہ عنہ سے اور سالم رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ وہ وضوء کرتے وقت سر کے اگلے حصہ پر مسح کرتے تھے۔

(اس کی روایت طحاوی نے کی ہے۔)

67/513۔مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ مجھے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ملی ہے کہ ان سے عمامہ پر مسح کرنے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا: عمامہ پر مسح صحیح نہیں کیوں کہ مسح اس وقت تک درست نہیں جب تک کہ پانی سر کے بالوں تک نہ پہنچ جائے۔

(اس کی روایت امام محمد نے کی ہے اور وضاحت کی ہے اسی کو اختیار کرتے ہیں اور یہی قول امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔)

68/514۔ نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے صفیہ بنت ابوعبید رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ وضوء کرتیں تو اوڑھنی ہٹا کر سر کا مسح کرتیں، نافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس وقت کم عمر تھا۔ اس کی روایت امام محمد نے کی ہے اور وضاحت کی ہے کہ اسی پر ہمارا عمل ہے کہ نہ تو عمامہ پر مسح کیا جائے اور نہ اوڑھنی پر، ہم کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ عمامہ پر مسح کیا جاتا تھا پھر وہ متروک و منسوخ ہوگیا اور یہی قول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے جمہور فقہاء کا ہے۔

69/515۔ ابوحیۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو وضوء فرماتے دیکھا کہ پہلے آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دھوئے اور ان کو پاک کیا، پھر تین دفعہ کلی کی اور تین دفعہ ناک میں پانی لیا اور تین مرتبہ چہرہ کو دھویا اور ہاتھوں کو کہنیوں تک تین مرتبہ دھویا اور سر کا ایک مرتبہ مسح کیا، پھر دونوں پیروں کو ٹخنوں تک دھویا، پھر کھڑے ہوئے اور وضوء سے بچا ہوا پانی اسی قیام کی حالت میں پی لیا، پھر فرمایا کہ میں تم کو یہ بتلانا چاہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضوء کس طرح ہوتا تھا۔ (اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی سر کا مسح ایک ہی دفعہ فرمایا کرتے تھے

70/516۔ حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ان کے والد علی رضی اللہ عنہ نے وضوء کرنے کے لئے پانی طلب کیا تو پانی پیش کیا گیا، تو آپ نے تین مرتبہ دونوں ہاتھوں کو پہونچوں تک پانی میں ہاتھ داخل کرنے سے پہلے دھویا، پھر تین مرتبہ کلی کی اور تین مرتبہ ناک میں پانی لیا، پھر تین مرتبہ چہرے کو دھویا، پھر سیدھے ہاتھ کو کہنی سمیت تین مرتبہ دھویا، اسی طرح بائیں ہاتھ کو کہنی سمیت تین مرتبہ دھویا، پھر سر کا صرف ایک دفعہ مسح کیا، پھر سیدھے پیر کو تین دفعہ ٹخنوں سمیت دھویا،

پھر اسی طرح بائیں پیر کو بھی تین مرتبہ دھویا پھر کھڑے ہو گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم وضوء کرنے کے بعد وضوء کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر نوش فرمایا کرتے تھے

اور مجھ سے فرمایا کہ برتن دے دو تو میں نے برتن دے دیا جس میں وضوء کا بقیہ پانی تھا تو آپ نے کھڑے ہو کر اس پانی کو پی لیا، اس پر میں نے تعجب کیا، جب میرے تعجب کو دیکھا تو فرمایا کہ تعجب مت کرو، میں نے تمہارے ابا جان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے جس طرح تم نے مجھے دیکھا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح وضوء فرماتے تھے اور وضوء سے بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پی لیتے۔

(اس کی روایت نسائی، طحاوی اور ابن جریر نے کی ہے اور ابن جریر نے اس کو صحیح بتلایا ہے اور ابن ابی شیبہ نے بھی اس کی روایت کی ہے۔)

71/517۔ ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی مسند میں علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وضوء فرمایا تو دونوں ہاتھوں کو پہونچوں تک تین مرتبہ دھویا اور تین مرتبہ کلی کی اور تین مرتبہ ناک کو پانی سے صاف فرمایا اور تین مرتبہ چہرے کو دھویا اور دونوں ہاتھوں کو (کہنیوں سمیت) تین مرتبہ دھویا اور سر کا مسح کیا اور دونوں پیروں کو ٹخنوں سمیت دھویا اور فرمایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضوء ہے۔

72/518۔ اور ایک دوسری روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے وضوء کے لئے پانی طلب فرمایا اور دونوں ہاتھوں کو پہونچوں تک تین مرتبہ دھویا، تین مرتبہ کلی کی اور تین مرتبہ پانی سے ناک صاف فرمایا اور تین مرتبہ چہرے کو دھویا اور دونوں ہاتھوں کو تین تین مرتبہ کہنیوں سمیت دھویا اور تین مرتبہ سر کا مسح کیا اور تین مرتبہ پیروں کو ٹخنوں سمیت دھویا پھر فرمایا: یہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کا وضوء ہے۔

تین مرتبہ سر کے مسح کرنے کی توجیہ اور وضاحت

عبداللہ بن محمد بن یعقوب رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت کی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جس شخص نے تین مرتبہ سر کے مسح کرنے کی روایت کی ہے اس کی مراد یہ ہے کہ تین مرتبہ سر کا مسح اس طرح کیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اپنا دست مبارک تالو پر رکھا اور پھر دونوں ہاتھوں کو سر کے پچھلے حصہ تک لے گئے پھر وہاں سے ہاتھوں کو سر کے اگلے حصہ تک واپس لائے اور اسی کو تین مرتبہ مسح قرار دیا حالانکہ وہ (پورے سر پر) ایک ہی مرتبہ تھا اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کو سر سے الگ نہیں کیا اور نہ تین مرتبہ آپ نے پانی لیا، یہ ایسا ہے جیسے کوئی پانی ہاتھ میں لے پھر اس کو پہونچوں کے کنارے تک کھینچ لے جائے، چنانچہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جارود بن زید، خارجہ بن مصعب اور اسد بن عمر رضی اللہ عنہم سے جو روایت کی ہے اس میں صرف ایک مرتبہ مسح کرنے کا ذکر ہے تو جب خود امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ مسح کرنے کی روایت کی ہے تو ایسی صورت میں تین مرتبہ مسح کرنے کا مفہوم وہی ہوگا جس کو ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔

اچھی طرح وضوء کر کے دو رکعتیں تحیۃ الوضوء، وسوسہ کے بغیر ادا کرنے پر سابقہ تمام گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں

73/519۔ حمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو وضوء کرتے دیکھا تو آپ نے دونوں ہاتھوں پر پہونچوں تک تین مرتبہ پانی ڈالا اور ان کو دھویا، پھر تین مرتبہ کلی کی اور تین مرتبہ ناک میں پانی لے کر سینکا پھر تین مرتبہ چہرے کو دھویا، پھر دائیں ہاتھ کو کہنی سمیت تین مرتبہ دھویا، اور بائیں ہاتھ کو کہنی سمیت اسی طرح تین مرتبہ دھویا، پھر آپ نے سر کا

مسح کیا پھر سیدھے پیر کو ٹخنوں سمیت تین دفعہ دھویا، پھر بائیں پیر کو اسی طرح تین دفعہ دھویا، اس کے بعد فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے اس وضوء کی طرح وضوء فرماتے دیکھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے میرے اس وضوء کی طرح وضوء کیا اور دو رکعتیں اس طرح ادا کیں کہ ان رکعتوں میں کوئی وسوسہ نہ لائے تو اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ (اس کی روایت بخاری، مسلم، ابوداؤد، امام احمد، دارقطنی، ابن حبان اور ابن خزیمہ نے کی ہے۔)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا چند صحابہ کرام کے روبرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقۂ وضوء کو عملاً دکھانا اور اس پر گواہ بنانا

74/520۔ابوعلقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک دن وضوء کے لئے پانی طلب کیا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے چند حضرات کو بلوایا پھر اپنے داہنے ہاتھ میں پانی لے کر بائیں ہاتھ پر ڈالا اور دونوں ہاتھوں کو تین تین مرتبہ دھویا، پھر تین مرتبہ کلی فرمائی اور تین مرتبہ ناک میں پانی لیا، پھر اپنے چہرے کو تین مرتبہ دھویا، پھر دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت تین تین مرتبہ دھویا، پھر سر کا مسح فرمایا پھر اپنے دونوں پیروں کو ٹخنوں سمیت دھویا اور صاف کیا پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بالکل اسی طرح وضوء فرماتے دیکھا ہے جس طرح تم نے مجھے اب وضوء کرتے دیکھا ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے وضوء کیا اور اچھی طرح وضوء کیا، پھر دو رکعت (تحیۃ الوضوء) پڑھ لیں تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہوگا جیسے وہ اس دن پاک تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا، پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے (حاضرین صحابہ میں سے) ایک سے پوچھا کہ: اے فلاں کیا ایسا ہی ہوا ہے نا؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! ایسا ہی ہوا ہے، پھر آپ نے دوسرے سے

پوچھا بات ایسی ہی ہے نا؟ تو انہوں نے بھی جواب دیا جی ہاں، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے چند حضرات کی (اس بات پر) گواہی لے لی، پھر فرمایا اللہ بزرگ و برتر کا شکر ہے کہ تم نے اس معاملہ میں میری تائید کی۔(اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے۔)

وہ دو رکعتیں کونسی ہیں جن پر جنت واجب ہو جاتی ہے؟

75/521۔عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم اونٹوں کی چرواہی کیا کرتے تھے، جب میری باری آئی تو میں ایک دن شام کے وقت اونٹوں کو واپس لا رہا تھا، میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہوئے لوگوں سے حدیث بیان فرماتے ہوئے پایا، اور آپ (اس وقت) یہ ارشاد فرما رہے تھے ''ہر وہ مسلمان جو وضوء کرے اور اپنے وضوء کو اچھی طرح کرے پھر کھڑا ہو جائے اور دو رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ دونوں رکعتوں میں اس کا دل اور اس کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف رہے تو جنت اس پر واجب ہوگی''۔(اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔)

وہ عمل جس کی وجہ سے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے جوتوں کی آہٹ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں اپنے آگے سماعت فرمائی

76/522۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ اے بلال (رضی اللہ عنہ)! تم اسلام قبول کرنے کے بعد اپنا ایسا عمل مجھے بتلاؤ کہ جس پر سب سے زیادہ ثواب کی امید قائم کی جاسکے کیوں کہ میں نے تمہارے دونوں جوتوں کی آہٹ جنت میں اپنے آگے سنی ہے، بلال رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا ہے جس پر ثواب کی امید سب سے زیادہ کی جاسکتی ہو، بجز اس بات کے کہ جب کبھی رات کے یا دن کے کسی حصہ میں طہارت (یعنی وضوء یا غسل) کرتا ہوں تو اس طہارت سے اللہ تعالیٰ

نے میرے حصہ میں جو نمازیں مقدر فرمائی ہیں ان کو ضرور پڑھ لیا کرتا ہوں۔ (اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔)

وضوء سے فارغ ہونے کے بعد سورۂ ﴿اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ﴾ پڑھنے کی فضیلت

77/523۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو وضوء سے فارغ ہونے کے بعد سورۂ ﴿اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ﴾ ایک مرتبہ پڑھ لیا کرے تو اس کا شمار صدیقین میں ہوگا اور جو دو مرتبہ پڑھ لیا کرے تو اس کو شہداء کے دفتر میں شریک کیا جائے گا اور جو تین مرتبہ پڑھ لیا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کا حشر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ فرمائے گا۔ (اس کی روایت دیلمی نے کی ہے)۔

ف: حلبی کا قول ہے کہ اس خصوص میں اس قسم کی کئی روایتیں موجود ہیں جو فضائل اعمال میں قابل قبول ہیں۔

78/524۔ ان ہی میں سے ایک یہ ہے کہ جس نے وضوء کے بعد سورہ ﴿اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ﴾ کو پڑھا تو اس کے پچاس سال کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

79/525۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ وضوء فرماتے تو چہرۂ مبارک کو اپنے کپڑے کے ایک کنارہ سے پوچھ لیتے۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم وضوء کے بعد ایک کپڑے سے اپنے اعضائے مبارک کو خشک فرما لیا کرتے تھے

80/526۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک کپڑا تھا جس سے آپ وضوء کے بعد اعضائے

مبارک کو خشک فرمالیا کرتے تھے۔(اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)۔

ف: ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا نے حضورانور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وضوء کے بعد رومال پیش کیں تو آپ نے اس کو واپس فرمایا اور دست مبارک سے پانی کو پوچھنے لگے، اسی بناء پر شوافع کہتے ہیں کہ وضوء اور غسل کرنے والے کے لئے مسنون یہ ہے کہ وہ رومال وغیرہ سے اعضاء کو پونچھا نہ کرے، لیکن خانیہ میں لکھا ہے کہ احناف کے پاس وضوء کرنے والے اور غسل کرنے والے کے اعضاء کو کپڑے سے خشک کرنے میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے اس طرح پونچھا ہے اور یہی صحیح ہے، البتہ پونچھنے میں بہت ہی زیادتی نہ کرے، چنانچہ شرح کنز اور زیلعی میں مذکور ہے کہ وضوء کے بعد کپڑے سے پونچھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اس لئے کہ حضرت عثمان، انس، امام حسن بن علی اور مسروق رضی اللہ عنہم سے پونچھنے کی روایت آئی ہے۔اور معراج الدرایۃ میں مذکور ہے کہ پونچھنے میں بہت ہی زیادتی نہ کرے بلکہ اس طرح پونچھے کہ اعضائے وضوء پر وضوء کے پانی کے علامات باقی رہیں، پونچھنے کے مستحب ہونے کی صراحت مصنف منیہ نے کی ہے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا رومال واپس فرمادیا وہ خود کسی عذر کے لئے ہو یا یہ بتلانے کے لئے کہ نہ پونچھنا بھی جائز ہے۔(ماخوذ از ''مرقات'' وغیرہ)۔

ایک ہی وضوء سے کئی نمازیں ادا کی جاسکتی ہیں

81/527۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لئے وضوء فرماتے اور ہم میں سے بعض ایسے تھے کہ جب تک وضوء نہ ٹوٹتا تو ایک ہی وضوء سے کئی نمازیں ادا کرتے۔(اس کی روایت دارمی نے کی ہے)۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمیشہ (خواہ وضوء ہو یا نہ ہو) ہر نماز کے لئے تازہ وضوء فرمایا کرتے تھے اور یہ عزیمت پر عمل تھا

82/528۔محمد بن یحییٰ بن حبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبید

اللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا باوضوء ہوں یا نہ ہوں، ہر دو حالت میں ہر نماز کے لئے وضوء کرنا، اس عمل کو انہوں نے کس سے اختیار کیا ہے؟ عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اسماء بنت زید بن الخطاب رضی اللہ عنہما نے حدیث بیان کی اور اسماء رضی اللہ عنہا کو عبداللہ بن حنظلہ ابن ابی عامر رضی اللہ عنہ نے جن کو ملائکہ نے غسل دیا تھا حدیث بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر نماز کے لئے وضوء کا حکم دیا گیا تھا خواہ وضوء سے ہوں یا بے وضوء ہوں، اور جب ہر نماز کے لئے وضوء کرنا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر شاق گذرا تو آپ کو ہر نماز کے لئے مسواک کرنے کا حکم دیا گیا اور آپ سے اس طرح کی پابندی وضوء کے بارے میں دور کردی گئی مگر یہ کہ بے وضوء ہونے کی صورت میں تو (وضوء ضروری ہے) عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ خیال تھا کہ (وضوء اور بے وضوء ہر دو حالتوں میں ہر نماز کے لئے وضوء کرنے کی) ان میں قوت موجود ہے، اس بناء پر وہ مرتے دم تک اس پر عمل کرتے رہے۔

(اس کی روایت امام احمد بن حنبل نے کی ہے)۔

ف: ہر نماز کے لئے تازہ وضوء کرنا خواہ وضوء ہو یا نہ ہو عزیمت ہے، اور ایک ہی وضوء سے کئی نمازوں کا ادا کرنا رخصت ہے، تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا وضوء اور بے وضوء ہر دو حالتوں میں ہر نماز کے لئے تازہ وضوء کرنا عزیمت پر عمل تھا۔

وضوء پر وضوء کرنے کی فضیلت

83/529۔ ابو غطیف ہذلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے ساتھ نماز ظہر پڑھی اس کے بعد وہ اپنے گھر اپنی نشست گاہ کو واپس ہوئے تو میں بھی آپ کے ساتھ لوٹا، جب عصر کی اذاں دی گئی تو آپ نے وضوء کے لئے پانی منگوایا

اور وضوء فرمایا، پھر آپ گھر سے نکلے تو میں بھی آپ کے ساتھ واپس آیا، اور جب مغرب کی اذاں ہوئی تو آپ نے وضوء کے لئے پانی طلب کیا اور وضوء کیا تو اس پر میں نے پوچھا اے ابوعبدالرحمٰن (رضی اللہ عنہ) ہر نماز کے لئے وضوء کرنا کیسا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ میرا ہر نماز کے لئے وضوء کرنا سنت نہیں ہے اور مجھے چاہئے تھا کہ صبح کی نماز کے وضوء سے اگر درمیان میں وضوء نہ ٹوٹے تو باقی تمام نمازیں پڑھ لوں، ایسا نہیں ہے میرا ہر نماز کے لئے وضوء کرنا سنت ہے، اس لئے کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی وضوء کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دیتے ہیں تو اے بھتیجے! اسی ثواب کے لئے میرا یہ عمل ہے۔(اس کی روایت طحاوی نے کی ہے۔)

84/530۔ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وضوء کا پانی اور مسواک رکھی جاتی، جب آپ رات میں بیدار ہوتے تو ضرورت سے فارغ ہوتے اور مسواک کیا کرتے۔(اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔)

(6/11) بَابُ الْغُسْلِ

(یہ باب ہے غسل کے بیان میں)

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ : ﴿وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا﴾ اللہ عزَّ وجلَّ کا ارشاد ہے: (سورہ مائدہ، پ:6، ع:2، آیت نمبر:6 میں) اگر تم حالت جنابت میں ہو تو اچھی طرح غسل کر کے پاک و صاف ہو جاؤ۔

وَ قَوْلُهٗ: ﴿ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطَّهَّرْنَ﴾يَطَّهَّرْنَ میں ''ط'' اور ''ھ'' کو تشدید سے پڑھا جائے) اور قول باری تعالیٰ ہے (سورہ بقرہ، پ: 2، ع: 28، آیت نمبر: 222 میں) ان کے غسل کرنے تک تم ان سے مجامعت نہ کرو۔

وَ قَوْلُهٗ : ﴿ اَوْلٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ ﴾ اور قول باری تعالیٰ ہے: (سورہ نساء، پ:5، ع: 7، آیت نمبر: 43 میں) یا تم نے عورتوں سے جماع کیا ہو۔

غسل کب فرض ہوتا ہے؟

1/531 ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص عورت کے چار شاخوں (یعنی دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں میں) بیٹھ جائے پھر کوشش کرے یعنی جماع کرے تو اس پر غسل واجب ہوگا اگر چہ منی نہ نکلے۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور بخاری کی روایت بھی اسی طرح ہے۔)

ف: چار شاخوں سے مراد عورتوں کے دونوں ہاتھ اور دونوں پیر ہیں، اس کا حاصل یہ ہے کہ بوقت جماع ذکر کے سر داخل ہو جانے سے غسل لازم ہو جاتا ہے خواہ منی نکلے یا نہ نکلے، خلفاء راشدین اور اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور چاروں اماموں کا یہی مذہب ہے۔

2/532 ۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پانی سے پانی واجب ہوتا ہے، (یعنی غسل انزالِ منی سے واجب ہوتا ہے

بغیر انزال منی کے جماع کرنے سے غسل لازم نہیں آتا) اس کی روایت مسلم نے کی ہے) امام محی السنۃ رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت کی ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔

3/533۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا ہے کہ منی سے غسل کا وجوب احتلام میں ہے۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے، یعنی خواب میں جماع کرتے ہوئے دیکھے تو بلا انزال غسل واجب نہیں لہٰذا یہ حکم احتلام کے ساتھ مخصوص ہوگا۔)

4/534۔ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نے کہا کہ خروج منی سے غسل واجب ہوتا ہے اور اگر انزال نہ ہو، اور جماع کرے تو غسل واجب نہیں، (یہ حکم ابتداء اسلام میں تھا، پھر اس کی ممانعت کردی گئی ہے) اس لئے اگر جماع کرے اور انزال نہ ہو تو بھی غسل واجب ہے۔ (اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد، دارمی اور امام احمد نے کی ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح بتایا ہے۔)

احتلام یاد ہو مگر کپڑے پر منی نظر نہ آئے تو غسل واجب نہیں

5/535۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ ام سلیم نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا حق بات سے نہیں شرماتا اگر عورت مثلِ مرد جماع کا خواب دیکھے تو کیا اس پر غسل واجب ہے؟ فرمایا کہ ہاں! بشرطیکہ منی نظر آئے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے شرما کر منہ ڈھانک لیا اور عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا عورت کو بھی احتلام ہوا کرتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں ہوتا ہے، تعجب ہے تم پر (اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا) اگر عورت کو منی نہ ہوتی تو بچہ کس طرح اس کے مشابہ ہوتا (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔)

6/536۔ اور مسلم نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے اپنی روایت میں اتنا اضافہ کیا ہے کہ مرد کی منی گاڑھی اور سفید ہوتی ہے اور عورت کی منی پتلی اور زرد تو ان دونوں میں جس کی منی غالب ہو یا سبقت کر جائے، بچہ اسی کے مشابہ ہوا کرتا ہے۔

نیند سے بیدار ہو کر جسم یا کپڑے پر تری دیکھے مگر احتلام یاد نہ ہو تو غسل واجب ہے

7/537۔ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو نیند سے بیدار ہو کر جسم یا کپڑے پر تری دیکھے اور اس کو احتلام یاد نہ ہو، آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ غسل کرلے اور ایک ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس کو احتلام یاد ہو اور تری نہ پائے آپ نے ارشاد فرمایا: اس پر غسل واجب نہیں، ام سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم اگر عورت کو ایسا اتفاق پیش آئے تو کیا اس پر بھی غسل واجب ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں غسل واجب ہے کیونکہ عورتیں (پیدائش اور طبائع میں) مردوں کے مانند ہیں۔(اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے البتہ دارمی اور ابن ماجہ نے صرف (لاغسل علیہ) تک روایت کی ہے، خطابی کا بیان ہے کہ اس حدیث میں قیاس کا اثبات اور ایک نظیر کو دوسرے نظیر کے حکم سے الحاق کا ثبوت ملتا ہے۔)

مرد اور عورت کے ختانین کے مل جانے سے غسل واجب ہو جاتا ہے اگر چیکہ انزال نہ ہو

8/538۔ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب مرد کا ختان (ذکر کا سر) عورت کے ختان (فرج کے ابتدائی) حصہ میں سے گزر جائے (اگر چہ کہ انزال نہ ہو) تو غسل واجب ہوگا، حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا پھر ہم دونوں نے غسل کیا۔(اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے)۔

منی کے کود کر نکل جانے سے غسل لازم ہو جاتا ہے

9/539۔علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب منی تم سے کود کر نکلے تو غسل کرلیا کرو (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔)

10/540۔اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت میں ہے کہ جب منی کود کر نکلے تو غسل کرلیا کرو اور جب کود کر نہ نکلے تو غسل نہ کرو۔

مذی نظر آئے تو شرمگاہ کو دھولیں اور وضوء کرلیں

11/541۔علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں مجھ سے مذی اکثر نکلا کرتی تھی تو آپ سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم مذی دیکھو تو اپنی شرمگاہ کو دھولیا کرو، اور نماز کے لئے جس طرح وضوء کرتے ہو، ویسا ہی وضوء کیا کرو، اور جب تم سے منی کود کر نکلے تو غسل کیا کرو۔(اس کی روایت نسائی نے اور امام احمد نے اپنی مسند میں کی ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔)

12/542۔ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ مکہ معظّمہ فتح ہونے تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جماع کے بعد) انزال نہ ہونے کی صورت میں غسل نہیں فرماتے تھے، لیکن فتح مکہ معظّمہ کے بعد آپ نے خود بھی غسل فرمایا اور لوگوں کو بھی غسل کا حکم دیا۔(اور غسل نہ کرنے کا حکم منسوخ ہوگیا)۔(اس کی روایت ابن حبان نے اپنی صحیح میں کی ہے۔)

13/543۔عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بروایت والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ کسی سائل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ غسل تو صرف منی کے نکلنے سے واجب ہوتا ہے، آپ نے فرمایا: جب مرد کا محل ختنہ عورت کے محل ختنہ سے مل جائے اور حشفہ (یعنی ذکر کا سر) غائب ہوجائے تو یہ غسل کو واجب کردیتا ہے، انزال ہو یا نہ ہو۔(اس کی روایت طبرانی نے معجم وسط میں کی ہے اور امام ابومحمد عبداللہ بن وہب نے اپنی مسند میں اسی طرح روایت کی ہے۔)

کلی کرنا اور ناک میں پانی لینا جنبی کے لئے فرض ہے

14/544۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کلی کرنا اور ناک میں پانی لینا جنبی کے لئے فرض ہے، دار قطنی ،بیہقی اور حاکم نے اس کی روایت کی ہے، دار قطنی اور حاکم کا بیان ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور ہر دو کے راوی ضعیف ہیں، لیکن علامہ عینی نے امام تقی الدین سے (اس حدیث کے ضعف کی تحقیق میں) نقل کیا ہے کہ امام موصوف کا بیان ہے کہ حدیث مذکور کی روایت بلاواسطہ برکتہ راوی کے طریقہ کے علاوہ اور دیگر طریقوں سے کی گئی ہے جس کو امام ابو برکتہ خطیب نے دار قطنی کی سند سے بیان کیا ہے اور جس کی سند یہ ہے:)

15/545۔(حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مِهْرَانَ، حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ الْمَهْدِیُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ عَنْ خَالِدٍ عَنْ ابْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ)۔

اگر جنبی بوقت غسل کلی اور ناک میں پانی لینے کو بھول جائے تو وہ نماز کا اعادہ کرلے

16/546۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جس نے کلی کرنا اور ناک میں پانی لینا بھول گیا، کیا وہ (نماز کا) اعادہ کرلے؟ آپ نے جواب دیا: ہاں اگر وہ جنب ہو تو نماز لوٹائے، اس لئے کہ کلی کرنا اور ناک میں پانی لینا غسل میں فرض ہے۔(اس کی روایت بیہقی نے کی ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایسی ہی روایت کی ہے۔)

17/547۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ جب تم کلی کرنا اور ناک میں پانی لینا بھول جاؤ اور تم حالت جنابت میں ہو تو اپنی نماز کو لوٹالو۔(اس کی روایت عبد الرزاق اور سعید بن منصور نے کی ہے۔)

ہر بال کے نیچے جنابت ہوا کرتی ہے اس لئے غسل میں بالوں کے نیچے تک پانی پہنچانا ضروری ہے

18/548۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر بال کے نیچے جنابت ہوا کرتی ہے اس لئے تم بالوں کو (اس طرح) دھویا کرو کہ (بالوں کے نیچے تک پانی پہنچ جائے) اور بدن کو (اس طرح) پاک وصاف کرلیا کرو کہ بال برابر جگہ بھی خشک نہ رہنے پائے۔(اس کی روایت ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے) علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ناک میں بھی بال ہوا کرتے ہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ناک میں پانی لینا بھی فرض ہے اور اہل لغت کا بیان ہے کہ بشرہ میں بدن کا تمام ظاہری حصہ داخل ہے اس طرح اس حدیث سے غسل جنابت میں کلی کرنے کی فرضیت بھی ثابت ہوتی ہے کیونکہ منہ ظاہر بدن میں داخل ہے۔

غسل جنابت میں بال برابر جگہ بھی دھونے سے رہ جائے تو دوزخ میں قسم قسم کے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا

19/549۔علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے غسل جنابت میں ایک بال کی جگہ بھی چھوڑ دی کہ اس کو نہ دھویا ہوتو اس کو دوزخ میں قسم قسم کے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اسی وجہ سے اپنے سر کا دشمن ہوگیا، میں اسی وجہ سے اپنے سر کا دشمن ہوگیا، اس جملہ کو تین بار فرمایا (یعنی غسل میں سر کے بالوں کے نیچے تک پانی نہ پہنچنے کی وعید سن کر میں نے اپنے سر کے بالوں سے دشمن جیسا معاملہ کیا، جس طرح ایک دشمن دوسرے دشمن کو مار ڈالتا ہے، اسی طرح میں نے اپنے سر کے بال

مونڈھ دیئے)۔

(اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے اور سکوت اختیار کیا ہے اور ابو داؤد کا سکوت صحت کی علامت ہے اور تلخیص حبیر میں مذکور ہے کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہے۔

تمام سر کے بالوں کا رکھنا سنت ہے اور تمام سر کا منڈوانا مستحب ہے

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ سر منڈوایا کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تینوں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سر میں بال رکھتے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فعل رخصت اور اجازت پر محمول ہوگا خلاصہ یہ ہے کہ تمام سر کا منڈوانا مستحب اور تمام سر کے بالوں کا رکھنا سنت ہوگا لیکن اس بحث سے حج کا مسئلہ خارج ہوگا، وجہ یہ ہے کہ احکام حج سے فراغت کے بعد سر کا منڈوانا سنت ہے۔

غسل جنابت کا مسنون طریقہ

20/550۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل جنابت کیا کرتے تھے تو (یوں) شروع فرماتے کہ دونوں ہاتھوں کو (پہونچوں تک) دھولیتے پھر داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر اپنی شرمگاہ کو دھوتے، اور پھر ایسا وضوء فرماتے جیسا کہ نماز کے لئے کیا جاتا ہے، پھر پانی لے کر پانی کو اپنی انگلیوں کے ذریعہ بالوں کی جڑوں میں پہنچاتے اور جب یقین ہوجاتا کہ تمام بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچ چکا ہے تو تین چلو اپنے سر پر ڈالتے، اس کے بعد تمام جسم پر پانی بہاتے اور پھر دونوں پیروں کو دھولیتے تھے ۔(اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور ابوداؤد طیالسی نے بھی اس کی روایت اسی طرح کرکے یہ اضافہ کیا ہے کہ جب فارغ ہوجاتے تو دونوں پیروں کو دھولیتے تھے)۔

21/551۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل جنابت کا ارادہ فرماتے تو دونوں ہاتھوں سے شروع فرماتے یعنی ہاتھوں کو پہنچوں تک دھو لیتے، پھر جسم کے ان حصوں کو دھوتے جہاں عموماً میل جمع ہوا کرتا ہے (یعنی اطراف شرم گاہ چڈا اور بغل اور ران پر) پانی بہاتے اور جب اچھی طرح دھو لیتے تو دیوار پر ہاتھوں کو رگڑتے پھر وضوء فرماتے اور اپنے سر پر پانی بہاتے۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔)

22/552۔ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ اگر تم چاہو تو میں تمہیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کے نشانات بتلا دوں جہاں آپ غسل جنابت کے وقت دیوار پر رگڑتے تھے۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔)

عورتوں کے لئے حیض ونفاس کے غسل میں خوشبودار کپڑے کا استعمال مستحب ہے

23/553۔ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ انصار کی ایک عورت نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ وہ حیض کا غسل کس طرح کیا کرے؟ تو آپ نے اس کو غسل کس طرح کیا جائے تفصیل وار بتلایا پھر فرمایا کہ مشک میں یا کسی اور خوشبو میں بسایا ہوا کپڑا لے کر اس سے پاکی حاصل کرنی چاہئے، (دوسری حدیث میں "مُمَسَّکَۃُ" کے لفظ سے جس کے معنی "مشک میں بسا ہوا کپڑا" کے ہیں اسی کی تائید ہوتی ہے) اس عورت نے پوچھا کہ میں کس طرح پاکی حاصل کروں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: اس سے پاکی حاصل کرو، پھر اس نے پوچھا کہ میں اس سے کس طرح پاکی حاصل کروں؟ آپ نے فرمایا: سبحان اللہ! اس سے پاکی حاصل کرو۔ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس عورت کو اپنی طرف کھینچ لیا اور کہا کہ اس خوشبودار کپڑے کو خون کے اثرات اور نشانات کے مقام پر مل لینا چاہئے)۔ (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے)۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ القاری میں استنباط احکام کے بیان میں کہا ہے کہ اس حدیث

میں اس چیز کی دلیل ہے کہ حیض ونفاس سے فارغ ہوکر غسل کرنے والی عورت کے لئے مستحب ہے کہ اس کے بدن میں جن جگہوں کو خون لگا تھا ان پر خوشبو لگائے۔اور محاملی نے کہا کہ خوشبو لگانے سے جلد حمل قرار پاتا ہے اور بہت جلد بدبو دور ہوتی ہے البتہ اس میں اختلاف ہے کہ خوشبودار کپڑا کب استعمال کیا جائے،بعضوں نے کہا کہ غسل حیض یا نفاس کے بعد استعمال کیا جائے اور دوسروں نے کہا ہے کہ غسل کے پیشتر استعمال کیا جائے اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عورت کے لئے مستحب ہے کہ اپنی شرمگاہ کو ایسے کپڑے سے خوشبودار کرے جس کو مشک یا کسی اور خوشبو میں بسایا گیا ہو، اور غسل کے بعد اس خوشبودار کپڑے کو اپنی شرمگاہ میں رکھ لے اور نفاس والی عورت کے لئے بھی یہی مستحب ہے۔

غسل جنابت میں اگر پانی اچھی طرح بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے تو عورتیں اپنی چوٹیاں نہ کھولیں

24/554۔ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے،آپ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں اپنے سر کے بالوں کی چوٹیوں کو خوب مضبوط گوندھتی ہوں کیا غسل جنابت کے وقت ان کو کھول دیا کروں؟ تو فرمایا: نہیں، تمہارے لئے یہی کافی ہے کہ سر پر تین چلو پانی اس طرح ڈالو کہ (پانی بالوں کی جڑوں تک اچھی طرح پہنچ جائے) پھر باقی بدن پر پانی بہا کر (اس طرح) پاک ہوجایا کرو (کہ جسم میں بال برابر جگہ بھی خشک رہنے نہ پائے)۔(اس کی روایت مسلم نے کی ہے)۔

ف: عورتوں کے سر کے بال اگر گوندھے ہوئے ہوں اور وہ بوقت غسل اپنے سر کے بالوں پر اس طرح پانی ڈالیں کہ بالوں کی جڑیں اچھی طرح تر ہوچکی ہوں تو ایسی صورت میں عورتیں اپنے بالوں کو نہ کھولیں، اگر یہ معلوم ہے کہ بالوں کو کھولے بغیر جڑیں تر نہ ہوں گی تو پھر بالوں کا کھولنا ضروری ہے، بخلاف مردوں کے کہ وہ بوقت غسل اپنے سر کے بال ضرور کھول لیا کریں۔

25/555۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ جب عورت غسل جنابت

کرے تو وہ اپنے سر کے بال نہ کھولے بلکہ بالوں کی جڑوں میں پانی بہائے اور جڑوں کو تر کرے ۔(اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔)

26/556۔عطاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ ان سے ایسی عورت کے متعلق سوال کیا گیا جس کو غسل جنابت کی ضرورت پیش آ گئی ہو اور اس کے سر کی چوٹیاں گوندھی ہوئی ہوں تو کیا وہ اسے کھول دے؟ عطاء رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ وہ سر پر اچھی طرح پانی ڈالے کہ جس سے اس کے سر کے بالوں کی جڑیں خوب بھیگ جائیں۔(اس کی روایت دارمی نے کی ہے)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم وضوء میں ایک سیر اور غسل میں چار سیر سے پانچ سیر تک پانی استعمال فرمایا کرتے تھے

27/557۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مد (یعنی ایک سیر مقدار) پانی سے وضوء اور ایک صاع (یعنی چار سیر) سے لے کر پانچ مد (یعنی پانچ سیر پانی سے) غسل فرمایا کرتے تھے۔(اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔)

وضوء اور غسل میں کس قدر پانی استعمال کیا جائے اس بارے میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق اور توضیح

ف:اس حدیث میں مذکور ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سیر مقدار پانی سے وضوء اور 4 سیر سے لے کر 5 سیر مقدار پانی سے غسل فرمایا کرتے ،اس کے بارے میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ردالمحتار میں بحوالہ حلیۃ یہ تحقیق بیان فرمائی ہے کہ وضوء اور غسل میں پانی کی مقدار کے متعلق بہت سے علماء نے مسلمانوں کا یہ اجماع نقل کیا ہے کہ وضوء اور غسل میں پانی کی کوئی خاص مقدار مقرر نہیں ہے البتہ ظاہر الروایۃ میں وضوء میں کم سے کم پانی کی مقدار ایک سیر اور غسل میں 4 سیر سے لے کر

5 سیر جو بیان کی گئی ہے وہ بخاری اور مسلم کی اسی زیر بحث حدیث کی بناء پر ہے، لیکن یہ ایسی مقدار نہیں کہ جس کی پابندی لازمی ہے بلکہ یہ وضوء اور غسل کی کم سے کم مسنون مقدار ہے، چنانچہ بحر میں لکھا ہے کہ جس کسی کا وضوء یا غسل اس سے کم مقدار پانی سے پورا ہو جاتا ہے تو اس مقدار سے کم سے اس کا وضوء یا غسل جائز ہے اور اگر یہ مقدار اس کے لئے کافی نہیں تو اس مقدار سے زیادہ پانی استعمال کر سکتا ہے کیونکہ انسانوں کی طبیعتیں اور احوال مختلف ہوا کرتے ہیں، بدائع اور امداد اور دیگر کتابوں میں یہی توضیح مذکور ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ پانی کے استعمال میں اسراف نہیں ہونا چاہئے جہاں تک ہو سکے پانی کافی احتیاط سے استعمال کیا کریں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کے استعمال میں اسی احتیاط کو عملاً کر کے دکھایا ہے۔ (یہ پورا مضمون ردالمحتار شامی سے لیا گیا ہے۔)

28/558۔ موسیٰ الجُہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ مجاہد رضی اللہ عنہ کے پاس ایک بڑا برتن لایا گیا، میں نے اس کے متعلق اندازہ کیا کہ اس میں آٹھ رطل (یعنی 4 سیر) کی گنجائش تھی، پھر کہا کہ مجھے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے حدیث بیان فرمائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس برتن بھر پانی سے غسل فرمایا کرتے تھے۔ (اس کی روایت نسائی نے کی ہے)۔

29/559۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وضوء میں دو رطل (یعنی ایک سیر) پانی کافی ہے۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔)

30/560۔ معاذۃ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے جو ہمارے درمیان میں رکھا جاتا تھا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پانی لینے میں جلدی فرماتے تھے تو میں کہتی تھی کہ میرے لئے چھوڑیئے، میرے لئے چھوڑیئے، ام المومنین فرماتی ہیں کہ دونوں جنابت کی حالت میں ہوتے تھے جس کے لئے غسل کرتے تھے۔ (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔)

31/561۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے،آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرنے کے بعد وضوء نہیں فرمایا کرتے تھے (پہلے کئے ہوئے وضوء پر اکتفا فرماتے تھے)۔(اس کی روایت ترمذی، ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے اور اس حدیث کے اسناد صحیح ہیں۔)

32/562۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے،آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل جنابت میں سر مبارک کو خطمی سے (جو ایک قسم کی خوشبودار بوٹی ہے) دھولیا کرتے تھے اور آپ اسی پر اکتفا فرماتے اور اس پر پانی نہ ڈالتے (یعنی خطمی کے نکالنے کے لئے جس پانی کو سر پر ڈالتے اسی پر کفایت فرماتے اور نہاتے وقت سر دھونے کے لئے مزید پانی استعمال نہیں فرماتے)۔(اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔)

غسل کے وقت پردہ کرنا چاہئے

33/563۔یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ میدان میں (برہنہ) غسل کر رہا ہے تو آپ منبر پر چڑھے اور بعد حمد وثنا کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بیحد حیا والے ہیں اور بہت پردہ پوش ہیں، حیا اور پردہ کرنے کو دوست رکھتے ہیں ،جب تم میں سے کوئی شخص غسل کرے تو پردے میں کیا کرے۔(اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔)

34/564۔اور نسائی کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نہایت پردہ پوش ہیں، جب تم میں سے کوئی غسل کرنا چاہے تو کسی چیز سے پردہ کرلے۔

غسل جنابت میں ناخن برابر بھی دھونے سے رہ جائے تو غسل نہ ہوگا

35/565۔علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے کہا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے کہا کہ میں نے غسل جنابت کیا اور فجر کی نماز پڑھی، اس کے بعد دیکھا کہ ناخن برابر جگہ چھوٹ گئی ہے کہ جہاں پانی نہیں پہنچا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اس جگہ پر غسل کے وقت بھیگا ہوا ہاتھ جس سے پانی ٹپکتا ہوا ہو پھیر لیتے تو کافی تھا اور غسل ہو جاتا، چونکہ ایسا نہیں ہوا ہے اس لئے اس جگہ کا دھو لینا اور نماز لوٹانا ضروری ہے۔ (اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔)

پیشاب سے احتیاط نہ کرنے پر عذاب قبر ہوا کرتا ہے

36/566۔عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشاب لگ جانے کے متعلق سوال کیا، ارشاد فرمایا کہ جب تم کو کچھ پیشاب لگ جائے تو اس کو دھو ڈالو، اس لئے کہ میں خیال کرتا ہوں کہ عذابِ قبر اس کی وجہ سے ہوا کرتا ہے (اس کی روایت بزار نے کی ہے) اور تلخیص میں لکھا ہے کہ اس حدیث کی سند حسن ہے اور وہ حدیث کہ جس کی سند میں ایوب بن جابر ہیں جس میں کپڑے کو پیشاب لگ جانے پر ایک دفعہ دھونے کا ذکر ہے ان کے ثقہ ہونے میں اختلاف ہے۔

نجاست حقیقی اور حکمی سے کپڑے کو پاک کرنے کا طریقہ

ف: ظاہر حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ کپڑے کو پیشاب لگ جانے سے ایک دفعہ دھو لینا چاہئے اور یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کے موافق ہے، اور انہوں نے کہا ہے کہ کپڑا ایک دفعہ دھونے سے پاک ہو جاتا ہے، وجہ یہ ہے کہ پانی پاک کرنے والا ہے، جب پانی ایک دفعہ استعمال کر لیا جائے تو کپڑا پاک ہو جائے گا، جس طرح بدن بھی نجاست حکمیہ سے ایک بار دھونے سے پاک ہو جاتا ہے، لیکن ہمارے علماء حنفیہ نے کہا ہے کہ کپڑا اتنا دھویا جائے کہ گمان غالب اس کے پاک ہونے کا ہو جائے اور گمان غالب کے حصول کی مقدار تین دفعہ دھونا بتلایا ہے، وجہ یہ ہے کہ بار بار دھونے سے نجاست خارج ہو جاتی ہے اور اس کی دلیل یہ بیان کی ہے کہ نیند سے بیدار ہونے والے کے متعلق جو حدیث وارد ہوئی

اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صراحت ہے کہ آپ نے نجاست موہومہ کے بارے میں تین دفعہ دونوں ہاتھوں کو دھونے کا حکم فرمایا، لہٰذا اگر حقیقی نجاست ہو تو تین دفعہ دھونے کا حکم بطور اولیٰ ہوگا اور ہمارے مذہب حنفی کے ظاہر الروایۃ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ ہر دفعہ نچوڑنا ضروری ہے، اس لئے کہ نچوڑنے سے ہی نجاست خارج ہوجاتی ہے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ جب تم نے تین دفعہ دھولیا اور تیسری دفعہ دھوکر نچوڑ لیا تو کپڑا پاک ہوجائے گا۔ (ماخوذ از: مرقات و مستخلص)۔

(7/12) بَابُ مُخَالَطَةِ الجُنُبِ وَ مَا يُبَاحُ لَهٗ

(باب، جنب کے ساتھ اختلاط کے بیان میں اوران چیزوں کے بیان میں جو اس کے لئے مباح یعنی جائز ہیں)

ف: اختلاط سے بیٹھنا، کلام کرنا مصافحہ کرنا اور اسی قسم کے معاملات مراد ہیں، اور مباح سے مراد کھانا، پینا اور نیند وغیرہ ہیں۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ﴾ اور ارشاد باری تعالیٰ ہے (سورۂ واقعہ، پ:27، ع:3، آیت نمبر:79، میں) اس قرآن کو طہارت والے ہی ہاتھ لگاتے ہیں۔

جنبی کے ساتھ مصافحہ اور بات چیت کی جاسکتی ہے

1/567۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میری ملاقات ہوگئی اور میں اس وقت جنبی تھا تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑلیا اور میں آپ کے ساتھ ہولیا یہاں تک کہ ایک مقام پر بیٹھ گئے تو میں چپکے سے نکل گیا اور اپنے مقام پر پہنچا اور غسل کر کے پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے، ارشاد فرمایا: اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تم کہاں تھے؟ تو میں نے آپ سے اپنے غسل کرنے کا حال بیان کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تعجب سے سبحان اللہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مومن تو ناپاک ہوتا ہی نہیں (یہ الفاظ بخاری کے ہیں اور مسلم نے بھی اسی طرح معناً روایت کی ہے۔ البتہ مسلم میں یہ زائد ہے کہ آپ سے میری ملاقات ایسی حالت میں ہوئی تھی کہ میں جنبی تھا تو مجھے اچھا معلوم نہیں ہوا کہ آپ کے پاس بلاغسل بیٹھوں۔

2/568۔ (اور بخاری کی دوسری روایت بھی اسی طرح کی ہے۔)

ف: اس حدیث میں ارشاد ہے کہ مومن ناپاک نہیں ہوتا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ جنابت؛

نجاست حکمی ہے جس کا حکم شارع علیہ السلام نے دیا ہے اور غسل اس پر واجب کیا ہے، اس لئے جنابت کی وجہ سے حقیقتاً مسلمان اور مومن نجس نہیں ہوجاتا اور اسی لئے جنبی کا پسینہ اور جھوٹا، اور اس سے مصافحہ اور اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا وغیرہ جائز ہے۔(لمعات)۔

3/569۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسلِ جنابت فرماتے، پھر آپ غسلِ جنابت کرنے سے قبل گرمی حاصل کرنے کی خاطر مجھ سے چمٹ جایا کرتے تھے (اس سے معلوم ہوا کہ جنبی کا بدن پاک ہے)۔

(اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور ترمذی نے بھی اسی طرح کی روایت کی ہے اور مصابیح کے الفاظ سے شرح السنۃ میں بھی یہ حدیث مذکور ہے۔)

رات میں غسل جنابت کی ضرورت پر طہارت اور وضو کے بعد سونے کی اجازت

4/570۔ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ان کو رات میں غسل جنابت کی ضرورت درپیش ہوجاتی ہے۔تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضوء کرلیا کرو، اور اپنے عضو مخصوص کو دھو کر سو جایا کرو۔(اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔)

جماع کے بعد پانی چھوئے بغیر بھی سو سکتے ہیں

5/571۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیوی سے جماع کرتے پھر سو جایا کرتے تھے اور پانی چھوتے نہ تھے اور اگر آخر شب میں بیدار ہوتے تو پھر جماع کرتے اور غسل فرماتے۔

(اس کی روایت امام محمد نے مؤطا میں ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کی ہے اور بیہقی اور نووی نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ابوداؤد اور ترمذی نے بھی اسی طرح کی روایت کی ہے۔)

6/572۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے،آپ فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد سے واپس ہوتے تو اللہ تعالیٰ کو جتنی نمازیں منظور ہوتیں ان کو ادا فرماتے پھر اپنے بستر اور اپنی بیوی کی جانب مائل ہوجاتے تھے اور اگر حاجت (یعنی جماع کرنا ہوتا تو اس سے فارغ ہوجاتے) پھر پانی کو ہاتھ لگائے بغیر اسی حالت میں سوجاتے تھے۔

(اس کی روایت طحاوی نے کی ہے اور ابن ابی شیبہ، ابن جریر، عبدالرزاق اور سعید بن منصور نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔)

7/573۔ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے،آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنبی ہوجاتے تھے پھر سوجاتے، پھر بیدار ہوتے اور پھر سوجاتے (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔)

بحالت جُنب کچھ کھانا ہوتو کیا کیا جائے؟

8/574۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے،آپ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنبی ہوتے اور آپ کھانے اور سونے کا ارادہ فرماتے تو آپ نماز کے وضوء کی طرح وضو کرلیا کرتے تھے۔(اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔)

9/575۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے،آپ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت جنابت میں سونے کا ارادہ فرماتے تو آپ نماز کے وضوء کی طرح سونے سے قبل وضوء فرمالیا کرتے تھے، اور جب حالت جنابت میں کھانے کا ارادہ فرماتے تو دونوں پہونچوں تک ہاتھوں کو دھولیا کرتے اور کلی کرتے پھر تناول فرماتے (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔)

10/576۔ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت جنابت میں سونے کا ارادہ فرماتے تو

آپ وضوء فرمالیا کرتے تھے اور جب آپ کھانے یا پینے کا ارادہ فرماتے تو عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہاتھوں کو پہونچوں تک دھولیا کرتے، پھر کھاتے یا پیتے تھے ۔(اس کی روایت نسائی نے کی ہے اور ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔)

11/577 ۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت جنابت میں کھانے کا ارادہ فرماتے تو آپ پہونچوں تک دونوں ہاتھوں کو دھولیا کرتے تھے۔(اس کی روایت طحاوی نے کی ہے۔)

12/578 ۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت جنابت میں کھانے یا پینے کا ارادہ فرماتے تو آپ دونوں ہاتھوں کو پہونچوں تک دھولیا کرتے اور کلی فرماتے پھر پیتے یا کھاتے ۔(اس کی روایت عبدالرزاق اور سعید بن منصور نے کی ہے۔)

جنبی کو کھانے پینے اور سونے سے قبل وضوء کرلینا مستحب ہے

حضرات احناف نے کہا ہے کہ ان احادیث سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جنبی کے لئے اس امر میں کوئی مضائقہ نہیں کہ وہ حالت جنابت میں بغیر وضوء کے کھائے اور پئے یا سوجائے، البتہ جنبی کے لئے مستحب ہے کہ وہ وضوء کرلے، جس نے وضوء کرلیا تو اچھا کیا اور جس نے وضوء نہیں کیا تو کوئی حرج نہیں۔

13/579 ۔ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی سے جماع کرے پھر دوبارہ اپنی بیوی سے جماع کا ارادہ کرتا ہو تو وہ ہر دو جماع کے درمیان وضوء کرے۔(اس کی روایت مسلم نے کی

ہے۔)

14/580۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جماع کرتے تھے پھر دوبارہ جماع کرتے اور وضوءنہیں فرماتے تھے۔(اس کی روایت طحاوی نے کی ہے۔)

15/581۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سب بیبیوں سے مجامعت کے بعد ایک ہی غسل پر اکتفا فرماتے تھے۔(اس کی روایت مسلم نے کی ہے)اور ترمذی نے بھی اسی طرح کی روایت کی ہے۔

اور ترمذی نے کہا ہے کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے اور اہل علم میں بہت سے حضرات نے ایسا ہی کہا ہے،جن میں حسن بصری رضی اللہ عنہ بھی ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ جماع کے بعد وضوء کئے بغیر دوبارہ جماع کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

16/582۔ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اپنی بیبیوں میں ہر ایک کے ساتھ جماع فرمائے اور ان میں سے ہر ایک کے پاس غسل فرماتے جاتے تھے۔

ابورافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں آپ آخر میں ایک ہی غسل پر اکتفا نہیں فرماتے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ الگ الگ غسل کرنا زائد صفائی زائد بہتر اور زائد پاکی ہے۔(اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔)

دودفعہ جماع کے درمیان غسل یا وضوء کر لینا افضل ہے

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ان احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دودفعہ جماع کرنے

کے درمیان وضوء نہ کرنا اور غسل نہ کرنا جائز ہے اور افضل یہ ہے کہ دو دفعہ جماع کرنے کے درمیان میں غسل یا وضو کرلیا جائے۔

17/583۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے،آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر حالت میں (خواہ جنبی ہوں یا بے وضوء) اللہ تعالیٰ کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔

(اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔)

جنبی کا قرآن پڑھنا ممنوع ہے البتہ بغیر وضو قرآن کو ہاتھ لگائے بغیر زبان سے قرآن پڑھ سکتے ہیں

18/584۔علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،آپ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء سے نکلتے تو (بغیر وضوء کئے) ہم کو قرآن پڑھاتے تھے اور ہمارے ساتھ گوشت تناول فرماتے،(اس سے معلوم ہوا کہ بے وضوء زبان سے قرآن کا پڑھنا جائز ہے،ہاں بے وضوء قرآن کو ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے) اور آپ کو قرآن پڑھنے میں جنابت کے سوا کوئی اور چیز مانع نہیں ہوتی تھی۔(اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے اور ابن ماجہ نے بھی اسی طرح کی روایت کی ہے۔)

حائضہ کے لئے قرآن کی تلاوت جائز نہیں

19/585۔ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیض والی عورت اور جنبی قرآن کو تھوڑا یا بہت کچھ بھی نہ پڑھے۔(اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔)

ف: حائضہ اور جنبی کے لئے قرآن کی آیت یا جزء آیت کا (تلاوت کی نیت سے) پڑھنا ناجائز ہے کیوں کہ حدیث میں ''شَیْـــئًـــا'' کا لفظ آیا ہے البتہ معلّمہ بحالت حیض قرآن کو ایک ایک کلمہ کرکے

پڑھ سکتی ہے جو اس حدیث کے حکم میں داخل نہیں ہے، البتہ ذکر یا دعاء کی نیت سے اگر قرآن کی کوئی آیت یا جزء آیت پڑھ لی جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور یہ بھی اس حدیث کے حکم میں شامل نہیں ہوگا۔

مطلق ذکر کے لئے وضو کرنا مستحب ہے

20/586۔ مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایسے وقت حاضر ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کر رہے تھے، انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو آپ نے وضوء فرمالینے تک سلام کا جواب نہیں دیا، اس کے بعد آپ نے ان سے عذر بیان کیا اور فرمایا کہ میں نے بغیر وضوء کے ذکر الٰہی پسند نہیں کیا۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور نسائی نے حَتّٰی تَوَضَّاءَ (یعنی آپ نے وضوء کیا) تک روایت کی ہے اور اپنی سند میں یہ اضافہ کیا ہے کہ مہاجر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء فرمایا اور اس کے بعد سلام کا جواب دیا۔

ف: ہمارے علماء فرماتے ہیں ان احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مطلق ذکر کے لئے وضو کرنا مستحب ہے اور وضو نہ کرنا خلاف اولیٰ اور مکروہ تنزیہی ہے۔

پانی کی موجودگی میں عذر کے بغیر کن صورتوں میں تیمّم جائز ہے

21/587۔ نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ہولیا، جب وہ حاجت کے لئے نکلے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حاجت سے فراغت حاصل کرلی، اس دن جتنی حدیثیں آپ نے بیان فرمائیں اس میں سے ایک حدیث یہ تھی، آپ نے فرمایا کہ ایک شخص گلی میں گزرا تو یکایک اس کی ملاقات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی حالت میں ہوگئی کہ آپ قضاء حاجت سے فارغ ہوکر نکلے تھے اس نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے سلام کا جواب نہیں

دیا، یہاں تک کہ جب وہ شخص (جانے لگا) اور قریب تھا کہ وہ گلی میں نگاہ سے دور ہو جائے، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو دیوار پر مار کر اپنے چہرے پر پھیرا پھر دوبارہ دونوں ہاتھوں کو دیوار پر مار کر دونوں کہنیوں تک پھیرا اس کے بعد آپ نے اس شخص کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ تم کو سلام کے جواب دینے میں صرف یہی چیز مانع تھی کہ میں وضو سے نہ تھا۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔)

ف: ہمارے علماء کہتے ہیں کہ اس حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ تیمّم شرائط تیمّم کے پائے جانے کے بغیر ہر ایسی چیز کے لئے جائز ہے جس کے لئے وضو مشروط نہیں ہے اگر چیکہ پانی موجود ہے اور پانی کے استعمال کے لئے کوئی عذر نہیں ہے لیکن ایسی چیز جس کے لئے وضو شرط ہے تو تیمّم شرائط تیمّم پائے جانے کے بغیر جائز نہیں ہوگا۔ مثلاً قرآن پڑھنے کے لئے تیمّم کرنا کہ اس کے لئے وضو مشروط نہیں ہے تو قرآن پڑھنے کے لئے شرائط تیمّم پائے جانے کے بغیر تیمّم کرسکتا ہے لیکن جنبی ہے یا قرآن کو ہاتھ لگانا مقصود ہے تو ان صورتوں میں تیمّم ایسی حالت میں جائز ہوگا کہ تیمّم کے شرائط پائے جاتے ہوں ورنہ پانی کی موجودگی میں جنبی کے لئے غسل اور مسِّ قرآن کے لئے وضوء کرنا ضروری ہوگا۔

عورت کے وضو یا غسل کے بعد بچے ہوئے پانی کو مرد کا وضوء یا غسل کے لئے استعمال کرنا مکروہ تنزیہی ہے

22/588۔ حکم بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد آدمی کو عورت کے غسل یا وضوء کے بعد بچے ہوئے پانی سے وضوء کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (اس کی روایت ابوداؤد، ابن ماجہ اور ترمذی نے کی ہے۔)

اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ترمذی نے ''اَوْ قَالَ بِسُوْرِهَا'' یعنی لفظ ''فَضْلُ'' کے بجائے لفظ ''سُؤر'' کی روایت کی ہے۔ (جس کے معنی یہ ہیں کہ عورت کے پینے کے بعد بچے ہوئے پانی سے یا عورت کے نہانے یا وضوء کرنے کے بعد باقی ماندہ پانی سے مرد وضوء یا غسل

نہ کرے۔)

ف: اس حدیث میں عورت کے بچائے ہوئے پانی سے وضوء یا غسل کی ممانعت ثابت ہورہی ہےاوراس کے بعدوالی حدیث (نمبر:25/591) جس کے راوی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں اور جس کوشرح السنۃ میں آپ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، اس سے بظاہر عورت کے بچائے ہوئے پانی سے وضوء یا غسل کا جواز معلوم ہوتا ہے تو یہ بات واضح رہے کہ اس حدیث میں جو ممانعت مذکور ہے وہ تنزیہی ہے اورابن عباس رضی اللہ عنہما کی بعد میں آنے والی حدیث میں جو اجازت وارد ہے وہ بیان جواز کے لئے ہے۔

23/589۔ حُمَيْدُ حِمْيَرِی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے ملا جو چار سال تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرح حاضر رہے، ان صحابی نے مجھ سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو مرد کے بچے ہوئے پانی سے یا مرد کو عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرنے کی ممانعت فرمائی ہے، البتہ مسدد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ دونوں ایک ساتھ چلو سے پانی استعمال کریں۔ (اس کی روایت ابوداؤد اورنسائی نے کی ہے۔)

24/590۔اورامام احمد نے اس حدیث کی ابتداء میں یہ بڑھایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں سے کسی کو روزانہ کنگھی کرنے یا غسل خانہ میں پیشاب کرنے کی ممانعت فرمائی ہے، اس کی روایت ابن ماجہ نے عبداللہ بن سرجس سے کی ہے اور ہمارے علماء نے کہا کہ یہ ممانعت تنزیہی ہے۔

25/591۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بی بی (رضی اللہ عنہا) نے ایک لگن سے غسل فرمائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے وضو کرنے کا ارادہ فرمایا تو وہ عرض کرنے لگیں: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جنبی تھی تو آپ نے فرمایا کہ پانی جنبی نہیں ہوتا۔

(اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد، اور ابن ماجہ نے کی ہے اور دارمی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔)

26/592۔ اور شرح السنۃ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔

27/593۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مرد اپنی بیبیوں کے ساتھ مل کر وضو کیا کرتے تھے۔

(اس کی روایت امام احمد اور نسائی نے کی ہے اور امام محمد نے کہا ہے کہ کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ عورت اپنے شوہر کے ساتھ مل کر ایک ہی برتن سے وضو اور غسل کرے خواہ ابتداءً عورت کی جانب سے ہو یا شوہر کی جانب سے ہو، اور یہی قول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔)

ف: اس حدیث میں " كَانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَتَوَضَّئُوْنَ جَمِيْعًا " (مرد اور عورتیں ایک ساتھ مل کر وضو کیا کرتے تھے) جو مذکور ہے اس زمانے کا عمل ہے جبکہ پردے کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے اور جب پردے کے احکام نازل ہو چکے تو یہ عمل شوہر اور بی بی کے ساتھ مختص ہو گیا۔ (التعلیق المجد، فتح الباری۔)

قرآن شریف کو باوضوء ہاتھ لگانا چاہئے

28/594۔ عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ اس خط میں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو عامل بنا کر بھیجتے وقت دیا تھا اس میں لکھا تھا کہ قرآن شریف کو باوضوء ہاتھ لگایا جائے۔

(اس کی روایت امام مالک اور دارقطنی نے کی ہے اور مستدرک میں حاکم نے اسی طرح روایت کی ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور بخاری اور مسلم کی شرط کے موافق ہے اگرچہ کہ

انہوں نے اس کی روایت نہیں کی ہے۔)

حائضہ اور جنبی مسجد میں داخل ہوکر نہ تو بیٹھ سکتے ہیں اور نہ گزر سکتے ہیں

29/595۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے گھروں کے دروازے مسجد کے رخ سے دوسری جانب پھیر دو، اس لئے کہ میں حیض والی عورت اور جنبی کے لئے مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں قرار دیتا۔(اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے۔)

ف: یہ حدیث اور اس کے بعد والی حدیث سے جس کے راوی مجاہد رضی اللہ عنہ ہیں، یہ ثابت ہوتا ہے کہ حائضہ اور جنبی مسجد میں داخل ہوکر نہ تو بیٹھ سکتے ہیں اور نہ مسجد سے گزر سکتے ہیں۔ مسجد میں سے گزر جانا یا مسجد میں داخل ہوکر بیٹھنا دونوں برابر ہیں، اس وجہ سے کہ دخولِ مسجد کی ممانعت جنابت یا حیض کی وجہ سے ہے اور گذرنے والا اسی حالت میں گذر رہا ہے تو اس حالت کے باقی رہتے ہوئے مسجد میں سے گذر جانا یقیناً بیٹھنے کے مساوی ہوگا، اسی وجہ سے احناف کے پاس حائضہ اور جنبی دونوں کے لئے مسجد میں بیٹھنا اور گذر جانا دونوں باتیں ناجائز ہیں، لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حائضہ اور جنبی مسجد میں بیٹھ نہیں سکتے مگر گذر سکتے ہیں، اور اسی لئے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے آیت ''وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ'' میں ''عَابِرِیْ سَبِیْلٍ'' کے معنی گذرنے والے کے مراد لئے ہیں، حالانکہ ''عَابِرِیْ سَبِیْلٍ'' کے معنی مسافر کے ہیں، چنانچہ اس کی تفسیر میں حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مسافر ہی منقول ہے اور ''عَابِرِیْ سَبِیْلٍ'' سے مسافر مراد لینے کی دلیل کی یہ حدیث بھی ہے جس سے جنبی اور حائضہ کو مرور مسجد کی اجازت ثابت نہیں ہورہی ہے۔

30/596۔مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ جنبی اور حائضہ مسجد میں سے نہ گذریں، آیت کریمہ ''وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ''(سورۂ نساء، پ:5، ع:7، آیت نمبر:43)(مسجد میں سے گذرنے والے کے لئے نہیں ہے بلکہ) مسافر کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو (پانی نہ ملنے کی صورت میں) تیمّم کرکے نماز پڑھتا ہے۔(اس کی روایت عبد بن حمید نے کی

ہے۔)

ف: آیت "وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ" ، کا ترجمہ یہ ہے(اسی طرح نہانے کی حاجت ہو تو نماز کے پاس نہ جانا، یہاں تک کہ غسل کرلو، ہاں سفر کی حالت میں راستہ جارہے ہواور پانی نہ ملے تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لو۔)

جس گھر میں تصویر یا کتا یا جنبی ہوں فرشتے داخل نہیں ہوا کرتے

31/597۔علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوا کرتے جس میں تصویر یا کتا یا جنبی ہوں۔

(اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔)

ف(1): اس حدیث میں فرشتوں سے رحمت اور برکت لانے والے فرشتے اور وہ فرشتے مراد ہیں جو ذکر سننے کے لئے اترتے ہیں کہ یہ فرشتے ان صورتوں میں گھر میں داخل نہیں ہوتے۔

ف(2): جنبی سے وہ جنبی مراد ہیں جن کو غسل نہ کرنے کی عادت ہوا کرتی ہے اور وہ جنبی بھی مراد ہے جو غسل کرنے میں اتنی دیر کردے کہ نماز کا وقت گذر جائے۔

وہ تین آدمی کون ہیں جن سے رحمت کے فرشتے قریب نہیں ہوتے

32/598۔عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی ایسے ہیں کہ جن سے رحمت کے فرشتے قریب نہیں ہوتے: ایک کافر (خواہ زندہ ہو یا مردہ) دوسرے وہ شخص جو ایسی خوشبو استعمال کرے جو عورتوں کے لئے مختص ہے (کیونکہ اس سے عورتوں سے مشابہت ہوتی ہے) اور تیسرے ملائکہ اس جنبی کے پاس بھی نہیں آتے جب تک کہ وہ غسل نہ کرلے یا کم سے کم وضوء۔(اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔)

(8/13) بَابُ اَحۡکَامِ الۡمِیَاهِ

(یہ باب ہے پانی کے احکام کے بیان میں)

وَ قَوۡلُ اللّٰہِ تَعَالٰی :﴿ وَیُحَرِّمُ عَلَیۡهِمُ الۡخَبٰٓئِثَ ﴾ اورارشاد باری تعالیٰ ہے(سورہ اعراف،پ:9،ع:19،آیت نمبر:157،میں)اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم حرام کرتے ہیں ان پرناپاک چیزیں۔

ف: اس میں دلیل ہے کہ سوائے مچھلی کے، دریا کے اور جانور حرام ہیں، کیونکہ وہ خبیث ہیں۔12

وَقَوۡلُهٗ تَعَالٰی :﴿ وَاَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوۡرًا ﴾ اورارشاد باری تعالیٰ ہے(سورہ فرقان،پ:19،ع:5،آیت نمبر:48،میں)اور ہم آسمان سے پانی برساتے ہیں جو پاک وصاف کرنے والی چیز ہے۔

وَقَوۡلُهٗ تَعَالٰی :﴿ وَیُنَزِّلُ عَلَیۡکُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَهِّرَکُمۡ بِهٖ﴾ اورارشاد باری تعالیٰ ہے(سورۂ انفال،پ:9،ع:2،آیت نمبر:11،میں)اوراللہ تعالیٰ تم پرآسمان سے پانی برساتے ہیں،تاکہ اس پانی سے تم کوحدث اصغرواکبر سے پاک کردے۔

وَقَوۡلُهٗ تَعَالٰی :﴿ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتۡ اَوۡدِیَةٌۢ بِقَدَرِهَا ﴾اورارشاد باری تعالیٰ ہے(سورۂ رعد،پ:13،ع:2،آیت نمبر:17،میں)اوراللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا پھر نالے بھر کر اپنی مقدار کے موافق چلنے لگے(یعنی چھوٹے نالے میں تھوڑا اور بڑے نالے میں زیادہ پانی۔)

ٹھیرے ہوئے پانی میں جو قلیل ہو، پیشاب کرناممنوع ہے

1/599۔جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھیرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے ممانعت فرمائی ہے۔(اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔)

ف: پانی سے مراد یہاں قلیل پانی ہے، اگر پانی کثیر ہوتو جاری کا حکم رکھتا ہے اور وہ پیشاب

وغیرہ سے نجس نہیں ہوتا اوراس میں نہانا بھی جائز ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اگر پانی کثیر ہوتو نجس نہیں ہوتا لیکن اس میں پیشاب کرنا ٹھیک نہیں، شائد دیکھا دیکھی اور لوگ بھی پیشاب کرنے لگیں، اور یہ رواج پاجائے اور رفتہ رفتہ پانی تغیر ہوجائے الغرض قلیل پانی میں پیشاب کرنا مکروہ تحریمی اور کثیر پانی میں پیشاب کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔

ٹھیرے ہوئے قلیل پانی میں غسل جنابت نہیں کیا جاسکتا

2/600۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص ٹھیرے ہوئے پانی میں جو بہتا ہوا نہ ہو پیشاب کرکے اس سے غسل وغیرہ نہ کرے۔ (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔)

3/601۔اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ نے فرمایا: کوئی شخص جنابت کی حالت میں ٹھیرے ہوئے قلیل پانی میں غسل نہ کرے، لوگوں نے کہا کہ اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پھر کیا کیا جائے؟ آپ نے کہا کہ ہاتھوں سے تھوڑا تھوڑا پانی لے کر غسل کرنا چاہئے۔

ف: ٹھیرے ہوئے پانی میں جنابت کے غسل کی ممانعت کے متعلق قاضی نے کہا ہے کہ اس حدیث میں غسل کی ممانعت کو حالت جنابت کے ساتھ مشروط قرار دیا گیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ پانی جو غسل جنابت میں استعمال کیا جائے جب کہ وہ ٹھیرا ہوا ہو تو وہ اپنی اصلی حالت پر نہیں رہتا اگر یہ بات نہ ہوتی تو ممانعت سے کوئی فائدہ مقصود نہ ہوتا۔

اسی لئے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ وہ پانی طاہر نہ رہا بلکہ ناپاک ہوگیا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ وہ پانی پاک رہا، لیکن پاک کرنے والا نہ رہا اور یہی قول امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔(مرقات)۔

استعمال شدہ پانی پاک ہوتا ہے مگر پاک کرنے والا نہیں ہوتا

4/602۔جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں بیمار ہوگیا تو میرے پاس

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عیادت کے لئے تشریف لائے دونوں حضرات نے مجھے بے ہوش پایا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء فرمایا پھر وضوء کا مستعملہ پانی مجھ پر ڈال دیا تو مجھے ہوش آ گیا۔(اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔)

5/603۔ اَبُـو جُـحَيْـفَـةُ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف فرما ہوئے آپ کے لئے وضوء کا پانی لایا گیا تو آپ نے وضوء فرمایا تو صحابہ کرامؓ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مستعملہ پانی لے کر اپنے اپنے بدن پر مل رہے تھے۔(اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔)

6/604۔مسور بن مخرمۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضوء فرماتے تو لوگ آپ کے وضوء کے مستعملہ پانی پر باہم لڑ پڑنے کے قریب ہو جاتے۔ (اس کی روایت بخاری نے کی ہے) سعایۃ میں لکھا ہے کہ یہ اور اسی قسم کی احادیث اس بات پر دلیل ہیں کہ مستعملہ پانی پاک ہوتا ہے ورنہ اس کو تبرک سمجھنے اور جسم پر ملنے اور اس طرح استعمال کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی، مذہب حنفی میں فتویٰ اس پر ہے کہ استعمال شدہ پانی پاک ہے مگر پاک کرنے والا نہیں ہے۔

کنویں میں آدمی (یا آدمی کے برابر کوئی چیز) گر کر مر جائے تو کنویں کو پاک کرنے کے لئے پورا کنواں خالی کرنا ضروری ہے

7/605۔ابن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ زمزم کے چشمہ میں ایک حبشی گر کر مر گیا تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حکم دیا کہ اس آدمی کو نکالا جائے، چنانچہ وہ نکالا گیا پھر آپ نے زم زم کے پورے پانی کو نکالنے کا حکم دیا، راوی کہتے ہیں کہ رکن (یعنی حجر اسود) کی جانب ایک جھرہ تھا جس سے پانی اس چشمہ میں چلا آ رہا تھا اور بند نہ ہوتا تھا آپ نے حکم دیا تو اس جھرہ کے منہ کو

سفید باریک کپڑوں اور ریشمی چادروں سے بند کیا گیا یہاں تک کہ پورا پانی کھینچ لئے اور جب سب پانی کھینچ چکے تو جھرہ کھل گیا۔(اس کی روایت دارقطنی نے بطریق مرسل کی ہے،علامہ نیموی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے اسناد کو صحیح بتلایا ہے اور بیہقی اور ابن ابی شیبہ نے اور عبدالرزاق نے اسی طرح کی روایت کی ہے اور ابن ابی شیبہ کی سند صحیح ہے۔)

8/606۔عطاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ ایک حبشی زم زم کی باؤلی میں گر کر مر گیا تو ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے حکم پر اس کا پانی خالی کیا جانے لگا، جب پانی نہیں رکنے لگا تو دیکھا گیا کہ ایک جھرہ حجر اسود کی طرف سے جاری ہے جس سے پانی چلا آ رہا ہے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے تمام پانی کے کھینچ لئے جانے کے بعد فرمایا کہ بس کافی ہے(کیوں کہ پورا پانی تقریباً خالی ہو چکا تھا) (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے اور ابن ابی شیبہ نے بھی ایسی ہی روایت کی ہے۔امام ابن ہمام کہتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے۔)

بلی یا بلی کے برابر کوئی چیز کنویں میں گر کر مر جائے تو کنویں کی پاکی کے لئے چالیس یا پچاس ڈول پانی نکالا جائے

9/607۔شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ پرندہ، بلی اور ان دونوں کی طرح کوئی جانور جب کنویں میں گر جائے تو ان کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ اس میں سے چالیس (40) ڈول پانی کھینچا جائے۔(اس کی روایت طحاوی نے کی ہے اور امام ابن ہمام نے کہا کہ اس کی سند صحیح ہے۔)

مردار چیز نکالنے کے بعد پانی کھینچا جائے؟

10/608۔ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب کنویں میں چوہا یا بلی گر کر مر جائے تو ان کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ اس میں سے چالیس ڈول پانی نکالا جائے۔(اس کی

روایت طحاوی نے کی ہے۔)

11/609۔حماد بن ابی سلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مرغی کنویں میں گر کر مرجائے تو اس کے لئے آپ نے فرمایا کہ اس میں سے چالیس یا پچاس ڈول پانی کھینچ کر نکالا جائے، پھراس کنویں کے پانی سے وضوء کریں۔(اس کی روایت طحاوی نے کی ہے۔)

چوہا یا چوہے کے برابر کوئی جانور کنویں میں گر کر مرجائے تو بیس یا تیس ڈول پانی نکالا جائے

12/610۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے چوہے کے بارے میں کہا کہ جب وہ کنویں میں گر کر مرجائے اور اسی وقت نکالا جائے تو کنویں سے بیس یا تیس ڈول پانی خارج کیا جائے۔(امام ابن ہمام اور زیلعی نے بتلایا ہے کہ امام طحاوی نے شرح الآثار کی سند کے سوا دوسرے چند اسناد سے اس کی روایت کی ہے۔)

13/611۔اور ابوعلی حافظ سمرقندی نے اس قسم کی ایک حدیث اپنے سند مرفوع سے روایت کی ہے۔

جب کنویں میں کوئی جانور خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اگرے اور مرکر پھول جائے تو پورا کنواں خالی کیا جانا ضروری ہے

14/612۔معمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس نے حسن بصری رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ آپ نے کہا جب کنویں میں جانور مرجائے تو ہم اس کنویں سے کچھ پانی نکالتے تھے اور اگر مرکر اس میں پھول جاتا تو پورا کنواں خالی کیا جاتا۔(اس کی روایت عبدالرزاق نے کی ہے۔)

آبِ کثیر کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی

15/613۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں ایک تالاب پر آیا جس میں ایک گدھا مرا پڑا تھا، ہم اس کے پانی کو استعمال کرنے سے رک گئے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ کثیر پانی کو کوئی چیز نجس نہیں کرسکتی تو ہم اس کا پانی پیے اور پلائے اور ساتھ لے لئے۔ (اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔)

16/614۔ اور عبدالرزاق کی ایک روایت میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے تالاب سے وضوء فرماتے یا پانی پیتے جس میں کتے کا گوشت اور مردار چیزیں ڈالی جاتی تھیں، جب لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ کثیر پانی کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی۔

آبِ قلیل اور آبِ کثیر کی مقدار کیا ہے

ف(1): علماء نے پانی کے ناپاک ہونے کے بارے میں اختلاف کیا ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نجاست سے ملنے پر پانی اس وقت تک ناپاک نہیں ہوتا جب تک اس کے تین اوصاف میں سے کوئی ایک وصف بدل نہ جائے، لیکن حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ کہتے ہیں کہ قلیل پانی نجاست سے ملنے پر ناپاک ہوجاتا ہے، خواہ اس کا کوئی بھی وصف نہ بدلے۔

لیکن آبِ قلیل کے تعین کے بارے میں ان کا اختلاف ہے، امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ نے آب قلیل کا تعین دو قلہ سے کیا ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول جس کی صراحت ہدایۃ میں ہے یہ ہے کہ ایسا تالاب کہ جس کے ایک جانب حرکت دینے سے دوسری جانب پانی متحرک نہ ہو، ایسے تالاب کے کسی ایک جانب میں اگر نجاست گرجائے تو اس کی دوسری جانب سے وضوء کرنا جائز ہے اور بعضوں نے عوام کی سہولت کے خیال سے مقدار کا اندازہ دہ در دہ کپڑے ناپنے کے گز سے کیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

بڑا تالاب کس صورت میں آبِ جاری کے حکم میں داخل ہوگا؟

ف(2): ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح نقایہ میں بیان کیا ہے واضح رہے کہ ہمارے علماء کا اتفاق اس بات پر ہے کہ بڑے تالاب کا حکم آبِ جاری کا ہے اختلاف اس میں ہے کہ بڑا تالاب کس طرح معلوم کیا جائے کہ جس کا حکم آبِ جاری کا ہے۔ متقدمین نے کہا ہے کہ ایک جانب حرکت دینے سے پانی کو دوسری جانب حرکت نہ ہو، اس طرح کہ حرکت دیتے وقت پانی نہ تو بلند ہوجائے اور نہ چست یہ امر وضاحت طلب ہے کہ حرکت سے کونسی حرکت مراد ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ غسل کی حرکت مراد ہے اس لئے کہ غسل کے وقت حوض کی زائد ضرورت پیش آتی ہے، چنانچہ ایک روایت میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے اسی طرح منقول ہے اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے ایک دوسری روایت یہ بھی ہے کہ ہاتھ سے حرکت دینے کا اعتبار کیا جائے گا اور اسی میں لوگوں کے لئے آسانی ہے، البتہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وضوء کرتے وقت کی حرکت کا لحاظ ہوگا اور یہ درمیانی صورت ہے، اور یہ بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت میں مروی ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ظاہر الروایۃ میں یہ مروی ہے کہ غالب گمان کا اعتبار کیا جائے گا اس طرح کہ وضوء کرنے والے کو غالب گمان پیدا ہوجائے کہ وضوء کے وقت پانی کو حرکت دینے میں ناپاکی دوسری جانب تک پہنچ گئی ہے تو اس سے وضوء نہ کرے اور اگر یہ گمان غالب پیدا نہ ہو تو وضو کرے۔ غایۃ میں مذکور ہے کہ یہی قول صحیح ترین ہے اور ابوعصمہ نے کہا ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اس کا تعین دہ دردہ سے کیا کرتے تھے پھر انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی جانب رجوع کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ میں اس بارے میں کوئی مقدار معین نہیں کرتا۔

احناف کے پاس دہ دردہ مقدار پانی آبِ جاری اور آبِ کثیر کے حکم میں داخل ہے

البتہ دَہ دردہ سے مقدار مقرر کرنے کا تعین ابن مبارک اور علمائے بلخ اور متاخرین میں سے ایک جماعت نے اختیار کیا ہے، امام ابواللیث نے کہا ہے کہ دہ دردہ پر فتوی ہے اور صاحب ہدایۃ بھی اسی کے قائل ہیں اور جس طرح احناف کے پاس پانی کی مقدار آب جاری کے حکم میں داخل ہونے کے لئے دہ دردہ مقرر ہے۔

شوافع کے پاس قلتین مقدار پانی آبِ جاری کے حکم میں داخل ہے

اسی طرح امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے قلتین کی حدیث کی بناء پر قلتین کے مقدار پانی کو آب جاری کے حکم میں داخل کیا ہے۔

حدیث قلتین کی تحقیق

جواباً ہم کہتے ہیں کہ قلتین کی حدیث کو ایک جماعت نے ضعیف قرار دیا ہے جس میں حافظ ابن عبدالبر، قاضی اسمٰعیل بن اسحاق اور ابوبکر بن العربی مالکی ہیں اور امام بیہقی نے کہا ہے کہ یہ حدیث قوی نہیں ہے اور اس حدیث کو خود امام غزالی اور امام رویانی رحمہم اللہ نے ترک کر دیا ہے باوجود یہ کہ یہ دونوں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے شدید اتباع کرنے والے تھے، اسی طرح علی بن المدینی جو امام بخاری کے استاد ہیں انہوں نے کہا کہ قلتین کی حدیث صحیح ثابت نہیں ہوئی ہے۔

قلتین مقدار پانی آبِ جاری کے حکم میں داخل ہوتا تو چاہ زم زم کو ایک حبشی کے گر کر مر جانے کی وجہ سے خالی نہ کیا جاتا

مزید برآں یہ کہ جب چاہ زم زم میں ایک حبشی گر کر مر گیا تھا اس وقت عبداللہ ابن عباس اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم دونوں حضرات نے چاہ زم زم کے خالی کرنے کا حکم دیا تھا، اگر قلتین کی حدیث صحیح ہوتی تو بقیہ صحابہ اور تابعین قلتین کی اس حدیث کی بناء پر ان دونوں صحابیوں سے احتجاج فرماتے کہ قلتین نجس نہیں ہوتا ہے تو زم زم کا کنواں کیوں خالی کیا جا رہا ہے؟ ان دونوں حضرات کا حکم رد کر دیا جاتا جس طرح وہ حدیث رد کر دی گئی جس میں آگ سے پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضوء کرنے کا حکم معلوم ہوتا ہے دیگر یہ کہ قلتین کی حدیث کو ابوداؤد نے بھی ضعیف ٹھیرایا ہے اور یہ بتلایا ہے کہ اس کی سند میں اضطراب ہے اور متن میں بھی اضطراب ہے۔

قلتین مقدار پانی کو کس صورت میں آبِ کثیر کی حد میں قرار دیا جا سکتا ہے

احیاء السنن میں ان احادیث کی وضاحت کے بارے میں جن میں قلتین کا ذکر ہے یہ لکھا ہے کہ جس طرح حوضوں میں پانی پھیلا ہوا ہوتا ہے اسی طرح قلتین کے پانی کا پھیلا ہوا ہونا مراد ہے کیونکہ

قلتین مقدار کا پانی پھیلا ہوا ہو، اور اس کی گہرائی اس قدر ہو کہ ہاتھ سے پانی اٹھانے میں تہ کی زمین کھل نہ جائے اور اس کا پھیلاؤ اس قدر ہو کہ اس کی ایک جانب کو حرکت دینے سے دوسری جانب متحرک نہ ہوتی ہو تو مذہب میں قلتین کے ایسے پھیلے ہوئے پانی کی مقدار کو آب کثیر کی حد قرار دیا گیا ہے اور فقہاء نے عوام کی سہولت کے لحاظ سے آب کثیر کی مقدار کا تعین دہ دردہ مقدار پانی سے کیا ہے، اور ہم نے قلتین مقدار پانی کا اسی طریقہ سے تجربہ کیا تو اس کو بالکل درست پایا، پانی کا حوض کی طرح زمین پر پھیلا ہوا ہونے کی شرط لگانے کا راز یہ ہے کہ نجاست اس صورت میں دب جاتی ہے اور جس جگہ ہاتھ سے پانی لیا جارہا ہے وہاں نجاست موثر نہیں ہونے پاتی، اس کے برخلاف جب پانی کا پھیلاؤ کم ہوتا ہے تو پانی کے اجزاء میں نجاست کا اثر قوی ہوجاتا ہے، حاصل کلام یہ ہے کہ قلتین کی احادیث کا تعلق پانی کے پھیلاؤ سے ہے، پانی کی گہرائی سے نہیں ہے قلتین مقدار کا پانی گہرائی کے لحاظ سے تو کم معلوم ہوتا ہے لیکن درحقیقت اس کو حوض کی طرح پھیلا دیا جائے تو وہ کثیر ہوجاتا ہے اگر چیکہ وہ گہرائی میں کم رہے اور اسی طرح آب کثیر کا حکم اس پر صادق آجاتا ہے۔

فقہائے احناف کا دہ دردہ مقدار پانی ہی کو آبِ جاری کے حد میں داخل کرنے کا مأخذ بھی احادیث ہی ہیں

17/615۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کنویں کے گرد چالیس (40) ہاتھ یعنی اس کے چاروں جانب دس دس ہاتھ تک کوئی دوسرا نہ تو کنواں کھود سکتا ہے اور نہ سنڈاس بنا سکتا ہے۔(اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔)

18/616۔حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کنواں کھدوائے تو کنویں کے اطراف ہر چہار جانب سے دس دس ہاتھ جملہ چالیس ہاتھ اسی کے ہیں (کہ اس کے اندر نہ تو کوئی کنواں کھدوا سکتا ہے اور نہ سنڈاس (یعنی بیت الخلاء) بنا سکتا ہے۔)(اس کی روایت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔)

19/617 ۔اور ابن ماجہ اور طبرانی نے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اسی طرح روایت کی ہے۔

20/618۔ شعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ کنویں کی ہر چار طرف سے دس دس ہاتھ جملہ چالیس ہاتھ ہے کوئی شخص اس حد کے اندر دخل نہ دیوے اور نہ اس حد کے اندر دوسرا کنواں کھود کر اس کے پانی میں تصرف کرے ۔(اس کی روایت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔)

امام صدر الشریعۃ نے کہا ہے کہ کنویں کے ہر جانب سے دس دس ہاتھ کا احاطہ اسی کنویں کا ہے اور اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اگر کوئی دس ہاتھ کے اندر دوسرا کنواں کھدوانا چاہے تو اس کو روک دیا جائے گا، اس لئے کہ پہلے کنویں کا پانی دوسرے کی جانب کھینچ جائے گا اور پہلے کنویں کا پانی کم ہو جائے گا اور اگر کوئی اس حد کے اندر گڑھا کھدوائے جس میں غلیظ پانی جمع ہوتا ہو تو اس سے بھی روک دیا جائے گا اس لئے کہ پہلے کنویں میں اس کی نجاست سرایت کر جائے گی اور اس کا پانی ناپاک ہو جائے گا، البتہ کسی کو دَہ دردہ کے احاطہ کے بعد سے کنواں کھدوانے سے منع نہیں کیا جائے گا، لہٰذا معلوم ہوا کہ شریعت نے ناپاکی کے سرایت نہ کرنے کے متعلق دہ دردہ کا اعتبار کیا ہے، ہاں اگر اس کے بعد بھی نجاست سرایت کر جاتی تو وہاں سے بھی روکا جاتا اور چونکہ ایسا نہیں ہوا ہے اس لئے ثابت ہو گیا کہ دہ دردہ کے بعد نجاست سرایت نہیں کرتی ہے۔اس تمام تقریر کا نتیجہ یہ ہے کہ فقہاء کا دہ دردہ پانی ہی کو آب کثیر کی تعریف میں داخل کرنے کا ماخذ یہی حدیثیں ہیں اور وہ حضرات جنہوں نے قلتین مقدار والے پانی کو آب کثیر کے حکم میں داخل کیا ہے وہ حضرات۔

قلتین مقدار والے پانی کو آبِ کثیر کے حکم میں داخل کرنے کے لئے بئر بضاعۃ سے استدلال کے صحت پر مبنی نہ ہونے کی توضیح

بئر بضاعۃ سے استدلال کرتے ہیں کہ بئر بضاعۃ مدینہ منورہ میں ایک کنواں تھا جس میں نجاست گرتی تھی اور اس کا پانی لوگ استعمال کرتے تھے تو اس سے ان حضرات نے ثابت کیا ہے کہ قلتین مقدار

والا پانی نجاست کا متحمل ہوتا ہے اور آبِ کثیر کا حکم اس پر صادق آجاتا ہے۔ اس کے جواب میں احناف نے یہ وضاحت کی ہے کہ بئر بضاعۃ ایسا کنواں تھا جس کی تہہ میں ایک نہر تھی جس سے مدینہ منورہ کے باغوں کو زمین کے اندر سے ہمیشہ پانی بہا کرتا تھا جس کی وجہ سے نجاست رہنے نہیں پاتی تھی، بئر بضاعۃ بظاہر تو ایک کنواں تھا لیکن حقیقت میں اس نہر کی وجہ سے اس کا پانی نہر جاری کے حکم میں تھا۔

21/619۔ واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا ہے کہ بئر بضاعۃ نامی کنویں میں ایک نہر تھی جو باغوں کی طرف بہتی رہتی تھی جس کا پانی ہمیشہ جاری رہتا تھا تو اس کا حکم نہر جاری کے پانی کا تھا۔ (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے، اور سعایۃ میں لکھا ہے کہ ناقدین کی ایک جماعت نے واقدی کی توثیق کی ہے اور علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ بنایہ میں لکھتے ہیں کہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ اہل مدینہ میں سے تھے اور وہاں کے حالات سے خوب واقف تھے، مگر جن حضرات نے ان کی روایت کا انکار کیا ہے، شائد اس کی وجہ یہ ہے کہ بئر بضاعۃ کا پانی سطح زمین پر نہیں بہتا تھا بلکہ وہ زمین کے اندر سے جاری تھا اور اسی ناواقفیت کی بناء پر ان کی روایت کا انکار کیا گیا ہے۔ 12۔

جب تک پانی کے رنگ یا مزہ یا بو پر کوئی چیز غالب نہ آجائے پانی نجس نہیں ہوتا

22/620۔ راشد بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی جب تک کہ اس چیز کا اثر اس کے رنگ یا مزہ یا بو پر غالب نہ آجائے۔ (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے اور دارقطنی نے بطریق مرسل اس کی روایت کی ہے جس کو ابو حاتم نے صحیح قرار دیا ہے اور ابن ماجہ اور طبرانی سے بھی اوسط اور کبیر میں اسی طرح روایت ہے۔)

سمندر کا پانی پاک ہے!

23/621۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگ کشتی میں دریا کا سفر کرتے ہیں اور ہمارے ساتھ تھوڑا پانی رہتا ہے اگر اس سے وضو کرلے تو پیاسے رہ جائیں تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضوء کرلیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے (یعنی مری ہوئی مچھلی)۔(اس کی روایت امام مالک، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی اور امام محمد نے کی ہے۔)

ف: اس حدیث کو "اَلْحِلُّ مَيْتَتُهٗ" (اس کا مردار حلال ہے) سے حنفیہ کے نزدیک صرف مچھلی مراد ہے کیوں کہ وہ ذبح کے بغیر خود بخود مرجاتی ہے، اس کا شکار کرنا اور اس کو پانی سے نکالنا ہی ذبح کرنا ہے۔12

ایسا جانور جس میں بہتا خون نہ ہو، کسی کھانے یا پانی میں گرکر مرجائے تو وہ کھانا اور پانی ناپاک نہیں ہوتے

24/622۔سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے سلمان (رضی اللہ عنہ) کسی کھانے یا پانی میں کوئی ایسا جانور جس میں بہتا خون نہیں ہوتا گرکر مرجائے تو ایسے کھانے کا کھالینا اور اس پانی کو پینا اور اس سے وضوء کرنا جائز ہے۔(اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے۔)

25/623۔ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میمونہ رضی اللہ عنہا نے ایک ایسے برتن سے غسل فرمایا جس کے پانی میں آٹے کا اثر تھا لیکن وہ اثر اس قدر غالب نہ تھا کہ پانی کی حالت کو بدل دے۔(اس کی روایت نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔)

نبیذ سے وضوء کیا جاسکتا ہے

26/624۔ابوزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت

کرتے ہیں کہ جنوں کی (حاضری کی) رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا تمہاری چھاگل میں کیا ہے؟ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ نبیذ ہے، آپ نے فرمایا کھجور پاک ہے اور پانی بھی پاک کرنے والا ہے۔

(اس کی روایت ابوداؤد، ابن ماجہ، بزاز، طبرانی، دارقطنی اور ابن عدی نے کی ہے اور امام احمد، ترمذی، ابن ابی شیبہ اور طحاوی نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے کہ آپ نے اس سے وضوء فرمایا۔

نبیذ سے جواز وضوء ثابت ہونے والی حدیث کی سند پر اعتراض اور اس کے مدلل اور مفصل جواب

ترمذی کہتے ہیں کہ ابوزید راوی مجہول ہیں، ترمذی نے ابوزید راوی کو جو مجہول کہا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ابوبکر بن عربی نے ترمذی کی شرح میں لکھا ہے کہ ابوزید، عمرو ابن حرث کے مولیٰ ہیں ان سے راشد بن کیسان عبسی کوفی اور ابوروق دونوں حضرات نے روایت کی ہے اور جن سے دو راوی روایت کریں ان کو مجہول نہیں قرار دیا جاسکتا علاوہ ازیں یہ کنیت ہی سے مشہور ہیں۔ ترمذی کا منشاء ابوزید کے مجہول ہونے سے یہ ہوسکتا ہے، کہ یہ نام کے اعتبار سے مجہول ہیں جس سے کوئی ضرر واقع نہیں ہوتا کیوں کہ ایسے راویوں کی ایک جماعت ہے جن کے اسماء نامعلوم ہیں، اور وہ کنیتوں سے مشہور ہوگئے، امام ابن ہمام اور علامہ عینی نے یہی کہا ہے۔

صاحبِ مشکات کا اعتراض کہ صحیح روایت میں مروی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ لیلۃ الجن میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں تھے

27/625۔ اور صاحب مشکات نے یہ اعتراض کیا ہے کہ علقمہ رضی اللہ عنہ سے صحیح روایت یہ آئی ہے اور وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ میں جنوں کی (حاضری کی) رات آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں تھا۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)۔

صاحب مشکات کے اس اعتراض کا جواب اول

اس اعتراض کا جواب کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ لیلۃ الجن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں تھے کئی طریقوں سے دیا گیا ہے:

ایک (1) جواب تو یہ ہے جس کو امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ وہ روایت جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے آئی ہے کہ انہوں نے خود کہا ہے کہ میں لیلۃ الجن میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ تھا، یہ حدیث ابن ابی شیبہ کی حدیث سے متعارض ہے جس میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ساتھ موجود تھا۔

28/626۔ ایک اور روایت جس کو ابوحفص ابن شاہین نے بیان کیا ہے اس میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے صراحت ہے کہ میں لیلۃ الجن میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا۔

29/627۔ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ انہوں نے قبیلہ زط کے چند لوگوں کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ لوگ ان جنوں سے جن کو میں نے لیلۃ الجن میں دیکھا تھا زیادہ مشابہت رکھتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جہاں ثبوت اور نفی دو قسم کی روایتیں جمع ہو جائیں وہاں ثبوت کی روایت کو مقدم رکھا جاتا ہے، اس لئے یہاں لیلۃ الجن میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے کو مرجح قرار دیا جائے گا۔

صاحبِ مشکات کے اعتراض کا جواب دوم

(2) دوسرا جواب ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے دیا ہے کہ اثبات و نفی کی روایات کے درمیان مطابقت اس طرح پیدا کی جاسکتی ہے کہ لیلۃ الجن میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو تھے مگر اس خاص مقام پر نہیں تھے، جہاں جنات نے آپ سے ملاقات کی اور آپ نے ان کو قرآن پڑھ کر سنایا بلکہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایسی جگہ بیٹھے رہے جہاں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لئے ایک خط کھینچ کر آپ کو اس کے اندر بٹھا دیا تھا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جنوں سے ملاقات کر کے واپس آنے تک اسی جگہ بیٹھے رہے، اور اس کی روایت مسند امام احمد میں موجود ہے، لہٰذا یہ واضح

ہوگیا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام کے متعلق لیلۃ الجن میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے کی جو نفی وارد ہے اس نفی کا تعلق اس مقام سے ہے جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنوں سے ملاقات فرمائی، اسی طرح اس خاص مقام پر نہ رہنے سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہمراہی سے انکار نہیں کیا جاسکتا، لہٰذا اس سے اس رات آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے رہنے یا نہ رہنے کی روایتوں میں اختلاف باقی نہ رہا۔

صاحبِ مشکات کے اعتراض کا جواب سوم

(3) اور تیسرا جواب وہ ہے جس کو علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ چودہ 14 حضرات سے مروی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لیلۃ الجن میں موجود تھے اور یہ چیز استدلال کے لئے کافی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نبیذ خرما سے وضوء کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے

30/628۔علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نبیذ (خرما) سے وضوء کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے، ایسا ہی حسن بصری رضی اللہ عنہ اور امام اوزاعی نے بھی کہا ہے۔

31/629۔اور عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ جس کو پانی نہ ملے اس کے لئے نبیذ وضوء کے لئے کافی ہے۔(یہ عمدۃ القاری میں مذکور ہے۔)

بلی کا شمار درندہ جانوروں میں ہے

32/630۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلی درندہ (جانور) ہے۔(اس کی روایت حاکم نے کی ہے اور اس کو صحیح قرار دیا ہے اور دارقطنی اور امام احمد نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔)

33/631۔کبشہ بنت کعب بن مالک رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، جو ابن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو میں ان کے لئے وضوء کا پانی ڈالی، پس

ایک بلی آکر اس میں سے پانی پینے لگی تو ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بلی کے پینے کے لئے برتن کو اور جھکا دیا یہاں تک کہ اس نے پانی پی لیا، کبشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھ لیا جبکہ میں حیرت سے ان کی طرف دیکھ رہی تھی اور کہنے لگے اے میری بھتیجی! کیا تم تعجب کرتی ہو؟ میں نے کہا: ہاں! ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بلی نجس نہیں ہے وہ تو تمہارے پاس (خادموں کی طرح) آتی جاتی رہتی ہے۔ (اس کی روایت امام مالک، امام احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی اور امام محمد نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔)

ف: بلی تمہارے پاس (خادموں کی طرح) آتی جاتی رہتی ہے، اس کے متعلق علامہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ بلی کی بار بار آمد ورفت کو بلی کے ناپاک نہ ہونے کی علت قرار دی گئی ہے ،جس سے پتہ چلتا ہے دراصل وہ ناپاک ہے اور اس کی ناپاکی حاجت اور ضرورت کے تحت (کہ وہ موذی جانور کو مارتی ہے) معاف قرار دی گئی ہے، اس لحاظ سے درندہ کا جھوٹا ناپاک ہوگا اور بلی کا جھوٹا اس کے درندہ ہونے کے باوجود ناپاک نہیں ہے، اس لئے کہ اس میں ضرورت اور حاجت ہے، احیاء السنن میں یہی مذکور ہے۔ بلی کی حاجت اور ضرورت اس طرح ہے کہ وہ خدمت کرتی ہے اور اس کی خدمت یہ ہے کہ وہ موذی جانوروں کو مارتی ہے اور ان کی خبر گیری میں ثواب ہوتا ہے، اور اسی ضرورت کے تحت بلیوں کے جھوٹے پانی کو پاک قرار دیا گیا کہ اس سے وضو کیا جاسکتا ہے۔12

34/632۔ داؤد بن صالح بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ ان کی مالکہ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہریس دے کر روانہ کیا، وہ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ آپ نماز پڑھ رہی ہیں، مجھے اشارہ سے فرمایا کہ اسے رکھ دو، اتنے میں ایک بلی آئی اور اس سے کچھ کھالی اور جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نماز سے فارغ ہوئیں تو اسی جگہ سے تناول فرمایا جہاں سے بلی کھائی تھی اور فرمایا کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بلی ناپاک نہیں ہے، وہ تمہارے پاس (خادموں کی طرح) آنے جانے والوں میں سے ہے، اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلی کے جھوٹے پانی سے وضوء فرماتے دیکھا ہے۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور علامہ نیموی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس حدیث کے اسناد صحیح ہیں۔)

بلی برتن میں منھ ڈال کر پانی پی جائے تو پانی کو گرا کر برتن کو ایک یا دو دفعہ دھولیا جائے

35/633۔اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب برتن میں بلی منھ ڈال کر پی لے تو برتن کو ایک دفعہ دھولیا جائے اور اس کو ترمذی نے صحیح کہا ہے۔

36/634۔اور امام طحاوی اور دیگر محدثین نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جب بلی برتن میں منھ ڈال کر پی لے تو برتن کو پاک کرنے کی صورت یہ ہے کہ برتن ایک دفعہ یا دو دفعہ دھولیا جائے اور دارقطنی نے کہا کہ "یہ حدیث صحیح ہے"۔

37/635۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ جب بلی برتن میں منھ ڈال کر پی لے تو اس کے پانی کو گرادے اور برتن کو ایک دفعہ دھولے۔ (اس کی روایت دارقطنی نے موقوفاً کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔)

بلی کا گوشت حرام ہے لیکن اس کا جھوٹا مکروہ تنزیہی ہے

ف: علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ درندوں کے متعلق دو حکم ہیں: ایک حکم ان کے جھوٹے کے متعلق ہے اور دوسرا حکم ان کے گوشت کے متعلق ہے۔ بلی کے گوشت کے متعلق یہ حکم ثابت رہا کہ اور دیگر درندوں کی طرح اس کا گوشت بھی حرام ہے، اس لئے کہ اس کے خلاف کوئی حکم صادر نہیں ہوا، رہا بلی کے جھوٹے کا حکم اور بلی کی خدمت کی وجہ سے اس کی ضرورت کا حکم دو مختلف چیزیں ہیں، جانوروں

میں بلی کی حیثیت ایک تو چیر پھاڑ کر کھانے والے درندوں اور دوسرے گوشت خور پرندوں کی طرح ہے، چیر پھاڑ کر کھانے والے درندوں کی حیثیت سے اس کا جھوٹا نجس ہے اور گوشت خور پرندوں کی حیثیت سے اس کا جھوٹا مکروہ ہے، بلی کی خدمت اور ضرورت کی بناء پر اس کے جھوٹے کی نجاست کا حکم باقی نہ رہا تو ظاہر ہے کہ لازماً اس کی کراہت کا حکم متعین ہوگیا۔ چنانچہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول یہی ہے کہ بلی کا جھوٹا مکروہ ہے اور سابقہ متعارض حدیثوں کی وجہ سے یہ کراہت بھی تنزیہی ہوگی اور اس کراہت تنزیہی کی وجہ سے اس کے جھوٹے برتن کو ایک بار دھونے کا حکم دیا گیا ہے اور امام ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ کراہت تنزیہی کے قائل ہیں البتہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جھوٹے کو پاک قرار دیا ہے۔

گدھے کا گوشت حرام ہے

38/636۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی لڑائی کے دن گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت کے متعلق رخصت و اجازت دی۔ (اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔)

39/637۔ اور بخاری کی دوسری روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی لڑائی کے دن گھریلو گدھوں کے گوشت کھانے سے ممانعت فرمائی۔

گدھے کے جھوٹے کے متعلق تفصیلی بحث

ف: گدھے کا گوشت کھانے کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے، اس کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ اس کے گوشت کے حلال ہونے اور حرام ہونے کے متعلق دلائل میں خود اختلاف ہے اور خود صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی گدھے کے ناپاک ہونے اور پاک ہونے کے متعلق اختلاف کیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ گدھا پاک ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مکروہ ہے، اس اختلاف نے گدھے کے جھوٹے کے متعلق شک پیدا کر دیا کہ اس کا حکم کیا ہے، اس بارے میں صحیح ترین استدلال جو بحر اور بنایۃ وغیرہ میں مذکور ہے یہ ہے کہ گدھے کے

جھوٹے کی ضرورت کے بارے میں تردد اور شک ہے کہ کیا کہا جائے ضرورت اس لئے کہ گدھا گھر کے کنارے میں باندھا جاتا ہے اور گھر کے برتنوں سے پانی پی جاتا ہے اور یہ مسلّم ہے کہ ضرورت اور حاجت اس بات کی داعی ہوتی ہے کہ ناپاک ہونے کا حکم نہ دیا جائے اسی وجہ سے بلی اور چوہے کے جھوٹے کو ناپاک نہیں قرار دیا گیا، مگر گدھے کی ضرورت کم ہے اور بلی اور چوہے کی ضرورت زائد ہے، کیونکہ بلی اور چوہے گھر کے تنگ مقامات میں گھس جایا کرتے ہیں اس لئے ان سے بچنا مشکل ہے اور گدھے سے بچنا آسان ہے، اور اگر بالکلیہ ضرورت نہ ہوتی تو گدھے کے جھوٹے کے متعلق بلا اشکال یہ حکم دیا جاتا کہ وہ نجس ہے جس طرح کتے اور دوسرے درندوں کا حکم ہے، اور اگر گدھے کی ضرورت اس طرح ہوتی جس طرح کہ بلی اور چوہے کی ضرورت درپیش ہوتی ہے تو گدھے کے جھوٹے کا حکم بالکل بلا اشکال وہی دیا جاتا جو بلی اور چوہے کا ہے کہ ان کا جھوٹا بھی ناپاک نہیں ہے، پس جب ایک حیثیت سے ضرورت ثابت ہوتی ہے کہ وہ گھروں میں باندھا جاتا ہے اور برتنوں سے پانی پی جاتا ہے اور دوسری حیثیت سے ضرورت ثابت نہیں ہوتی ہے یعنی وہ بالکل بلی اور چوہے کی طرح ہر تنگ مقام تک نہیں جایا کرتا تو اس کے لئے دونوں باتیں برابر ہوگئیں، ایک ناپاکی اور دوسرے پاکی، اور یہ دونوں باتیں ایک دوسرے کے معارض اور مخالف ہونے کی وجہ سے ساقط ہوگئے۔ اس طرح ان دونوں باتوں میں کسی کا بھی اعتبار نہیں کیا جاسکتا، اس لئے اصل کی جانب لوٹنا ضروری ہوا، اور یہاں اصل دو چیزیں ہیں: ایک تو پانی کہ وہ پاک ہے اور دوسرے گدھوں کا تھوک کہ وہ ناپاک ہے اس لئے کہ اس کا گوشت حرام ہے، اگر پانی کو دیکھا جائے تو گدھے کے جھوٹے کو پاک کہنا پڑتا ہے اور اس کے تھوک کا لحاظ کیا جائے تو اس کے جھوٹے کو ناپاک کہنا پڑتا ہے اسی لئے گدھے کے جھوٹے کا تصفیہ معرض اشکال میں ہونے کی وجہ سے فقہاء نے گدھے کے جھوٹے کو مشکوک کہا ہے۔

گدھے کا جھوٹا مشکوک ہے اگر پانی نہ ملے تو گدھے کے جھوٹے پانی سے وضو بھی کرنا چاہئے اور تیمّم بھی

گدھے کے جھوٹے کی دو حیثیتیں ہیں: ایک حیثیت خود اس کے پاک ہونے کی ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے، البتہ دوسری حیثیت جس میں شک ہے وہ یہ کہ کیا وہ پاک کرنے والا بھی ہے یعنی

طاہر تو ہے کیا مطہر بھی ہے؟ تو اس کے مطہر ہونے میں شک کی بناء پر پانی ملنے کی صورت میں اس کو استعمال نہیں کرنا چاہیئے، اگر پانی نہ ملے تو گدھے کے جھوٹے پانی سے وضوء بھی کرنا چاہیئے اور تیمّم بھی۔ (یہ عبارت سعایہ اور ردالمحتار کا ماحصل ہے۔)

دھوپ سے گرم شدہ پانی سے وضوء یا غسل کرنا مکروہ ہے کیوں کہ اس سے کوڑھ پیدا ہوتا ہے

40/638۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ ایسا پانی جو دھوپ سے گرم ہوا ہو، اس سے غسل مت کیا کرو، اس لئے کہ وہ کوڑھ کو پیدا کرتا ہے۔ (اس کی روایت دار قطنی نے کی ہے۔)

ف: صاحب ''ردالمحتار'' نے وضوء کے مستحبات کے بیان میں ''امداد'' کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ مستحبات وضوء سے یہ بھی ہے کہ وضوء ایسے پانی سے نہ کیا جائے جو دھوپ پڑنے کی وجہ سے گرم ہوگیا ہے جس کی صراحت ''حلیہ'' میں کی گئی ہے، مصنف حلیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اسی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ آپ نے اس کے استعمال سے منع فرمایا، اسی لئے ''فتح'' میں دھوپ زدہ پانی کے مکروہ ہونے کی صراحت کی گئی ہے اور ''بحر'' میں بھی یہی مذکور ہے اور ''معراج الدرایۃ'' اور ''قنیہ'' میں مذکور ہے کہ وہ پانی جو دھوپ سے گرم ہوگیا ہو، اس سے وضو کرنا مکروہ ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ممانعت فرمادی تھی جب کہ انہوں نے پانی کو دھوپ میں گرم کیا تھا، یہ فرمایا کہ اے حمیراء (رضی اللہ عنہا) دھوپ سے پانی گرم مت کیا کرو، اس سے برص (یعنی کوڑھ) کی بیماری پیدا ہوتی ہے۔12۔

آگ سے گرم شدہ پانی سے وضوء اور غسل کیا جاسکتا ہے

41/639۔ اسلم رضی اللہ عنہ سے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مولیٰ ہیں روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لئے تانبے کے برتن میں پانی آگ سے گرم کیا جاتا تھا اور آپ اس سے غسل فرماتے تھے۔ (اس کی روایت دار قطنی نے کی ہے اور یہ وضاحت کی ہے کہ اس کے اسناد صحیح ہیں۔)

42/640۔اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گرم پانی سے وضوء فرماتے تھےاوراس سے غسل بھی فرماتے تھے۔(اس کی روایت سعید بن منصور نے کی ہے۔)

43/641۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ آگ سے گرم شدہ پانی سے غسل اور وضوء کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(اس کی روایت عبدالرزاق نے سند صحیح سے کی ہے۔)

(9/14) بَابُ تَطْهِيرِ النَّجَاسَاتِ

(یہ باب ہے نجاستوں کے پاک کرنے کے بیان میں)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَ جلَّ: ﴿ وَثِيَابَکَ فَطَهِّرْ ﴾ ۔(سورۂ مدثر،پ:29،ع:1،آیت نمبر:4)اورارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:اورآپ اپنے کپڑوں کوخوب اچھی طرح پاک وصاف رکھا کرو۔

وَقَوْلُهٗ: ﴿ مِنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ﴾ ۔اور(سورۂ مرسلات،پ:29،ع:1،آیت نمبر:20)ارشادباری تعالیٰ ہے(کہ کیا ہم نے تم کو)ایک حقیر پانی سے)نہیں پیدا کیا؟۔

وَقَوْلُهٗ: ﴿ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴾ (اورسورۂ نحل،پ:14،ع:11،آیت نمبر:80،میں)ارشاد باری تعالی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے)(جانوروں کےاون اوران کے روؤں اور بالوں سے گھر کا سامان اور فائدے کی چیزیں ایک مدت کے لئے بنائیں۔

کتّا جب برتن میں منہ ڈال کر پی جائے تو اس چیز کو گرادیں اور تین دفعہ دھوڈالیں

1/642 ۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب کتا تم میں سے کسی کے برتن میں منہ ڈال کر پی جائے تو اس چیز کو گرادو، اوراس برتن کو تین دفعہ دھولو۔(اس کی روایت ابن عدی نے کی ہے اور دارقطنی نے بھی اسی طرح مرفوعاً روایت کی ہے۔)

2/643 ۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب کتا برتن میں منہ ڈال کر پی جائے تو اس برتن کی چیز کو گرادو، اور برتن کو تین دفعہ دھولو۔(اس کی روایت دارقطنی نے موقوفاً کی ہے اور''نصب الرایہ''میں مذکور ہے کہ شیخ تقی الدین رحمہ اللہ نے''الامام''میں کہا ہے کہ یہ سند صحیح ہے اور طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔)

3/644۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ جب کتا برتن میں منہ ڈال کر پی جاتا تو ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس برتن کی چیز کو گرادیتے اور اس کے بعد برتن کو تین دفعہ دھو ڈالتے تھے۔(اس کی روایت دارقطنی نے سند صحیح کے ساتھ کی ہے۔)

4/645۔معمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے امام زہری رضی اللہ عنہ سے کتّے کے متعلق دریافت کیا جب کہ وہ برتن میں منہ ڈال کر پی جائے تو امام زہری رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ برتن کو تین دفعہ دھولو۔(اس کی روایت عبدالرزاق نے کی ہے۔)

ناپاک زمین خشک ہونے پر پاک ہوجاتی ہے

5/646۔ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں مسجد میں شب گذاری کرتا تھا۔اس زمانے میں بےشادی شدہ نوجوان تھا، اس وقت کتے مسجد میں پیشاب کرتے اور آیا جایا کرتے تھے لیکن اس کی وجہ سے مسجد کو کچھ بھی نہ دھویا جاتا تھا۔

(اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور اس کی سند کے متعلق سکوت اختیار کیا ہے جو، ان کے نزدیک صحت کی علامت ہے، اور بخاری نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور ابوداؤد نے کہا ہے کہ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ زمین جب خشک ہوجائے تو پاک ہوجاتی ہے۔)

6/647۔محمد بن الحنفیۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ زمین کی پاکی اس کا خشک ہوجانا ہے۔(اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے۔)

7/648۔اور ابن ابی شیبہ کی ایک دوسری روایت میں امام ابوجعفر باقر رضی اللہ عنہ، سے اسی طرح مروی ہے۔

8/649۔ابوقلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ زمین کا خشک ہوجانا ہی اس

کے لئے پاکی ہے۔(اس کی روایت عبدالرزاق نے کی ہے۔) اور ابن ابی شیبہ کی روایت بھی اسی طرح ہے اور ابن ابی شیبہ کے تمام راوی صحیح کے راوی ہیں۔

نجاست سے پاکی حاصل کرنا پانی کے علاوہ ہر ایسی چیز کے ذریعہ جائز ہے جو بہنے والی اور پاک ہو

9/650۔اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ بتلایئے کہ ہم میں سے کسی عورت کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو وہ کیا کرے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو اس کو چٹکیوں سے ملے، پھر اس کو پانی سے دھولے، پھر اسی کپڑے میں نماز پڑھے۔(اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔)

10/651۔اور ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ، سے روایت کی ہے کہ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعض بیبیاں اپنے کپڑے سے خون کو تھوک کے ذریعہ مل کر پاک فرمالیا کرتی تھیں۔

ف:اس حدیث کے الفاظ ﴿ ثُمَّ لِتَنْضَحهُ بِمَاء ﴾ (یعنی پھر کپڑے کو پانی سے دھولے) اس کے متعلق خطابی نے کہا ہے کہ اس ارشاد میں اس بات کی دلیل ہے کہ نجاست دور کرنے کے لئے پانی ہی معین ہے اور بیہقی نے بھی اپنی سنن میں اس حدیث سے یہی استدلال کیا ہے کہ نجاست پانی سے ہی دور کی جائے، اور امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام محمد اور امام زفر رحمہم اللہ کا، یہی مذہب ہے، یہ سب حضرات اس بات پر متفق ہیں کہ جس چیز سے حدث دور ہوتا ہے، نجاست سے پاکی اسی چیز کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے، لیکن امام اعظم اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ نجاست سے پاکی حاصل کرنا ہر ایسی چیز کے ذریعہ جائز ہے جو بہنے والی اور پاک ہو۔

یہ ایک واضح بات ہے کہ اس حدیث کو حنفیہ کے خلاف دلیل نہیں بنایا جاسکتا کیوں کہ اس حدیث سے صرف یہ ثابت ہورہا ہے کہ کپڑے کی پاکی پانی سے حاصل ہوئی ہے جس کا انکار ناممکن ہے اوراختلاف تو اس بارے میں ہے کہ کیا پانی کے سوا کسی دوسری چیز سے بھی پاکی حاصل کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث جس میں پانی سے طہارت حاصل کرنے کا ذکر ہے اس میں اس بات کا حصر نہیں ہے کہ پانی کے سوا کسی اور بہنے والی چیز سے پاکی حاصل نہ کی جائے بلکہ اس حدیث میں پانی کے سوا کسی اور چیز سے طہارت حاصل کرنے کے بارے میں سکوت موجود ہے، دوسری چیز سے پاکی حاصل کرنے کا نہ تو ثبوت ہے نہ نفی' بلکہ ابن ابی شیبہ کی وہ حدیث جو سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں ام المومنین نے اپنے کپڑے کی طہارت تھوک کے ذریعہ کی ہے اس میں پاک بہنے والی چیز سے طہارت حاصل کرنے کا ثبوت موجود ہے، امام بیہقی اور خطابی نے اپنی دلیل میں جو نجاست کا قیاس حدث پر کیا ہے اور جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ نجاست دور کرنے کے لئے پانی اسی طرح لازمی ہے جس طرح حدث دور کرنے کے لئے پانی باتفاق لازمی ہے، صحیح نہیں ہے کیوں کہ نجاست کا حکم اور حدث کے حکم میں کافی فرق ہے اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث اور اس کے بعد آنے والی حدیثیں اس بات پر قوی دلیل ہیں کہ بہنے والی پاک چیز سے پاکی حاصل کی جاسکتی ہے۔

علاوہ ازیں نجاست کے دور کرنے کے لئے ڈھیلا یا پتھر استعمال کیا جائے اور پانی سے طہارت کے بغیر نماز پڑھ لی جائے تو ایسے شخص کی نماز درست ہے حالانکہ صرف ڈھیلے یا پتھر سے طہارت پر اکتفاء کرنے میں نجاست کا اثر باقی رہ جاتا ہے، برخلاف حدث کے کہ اس میں اگر بال برابر جگہ بھی خشک رہ جائے تو حدث دور نہیں ہوتا تو اس طرح یہ نتیجہ نکلا کہ پاکی کے حاصل کرنے میں حدث پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے اور پانی کے علاوہ ہر پاک بہنے والی چیز سے پاکی حاصل کی جاسکتی ہے۔ (یہ اوجز المسالک سے اختصار کرکے لکھا گیا ہے اور جو تفصیل کا طالب ہو وہ اوجز المسالک میں دیکھ لے۔)12

11/652۔ حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے قمیص میں خون دیکھا تو آپ نے خون کی جگہ تھوک کر اس کو مل دیا۔

12/653 ۔اور عمر رضی اللہ عنہ اور میمون بن مہران سے بھی اسی طرح روایت کی گئی ہے۔

13/654 ۔اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ’’کیا عورت اس کپڑے میں نماز پڑھ سکتی ہے جس میں اس کو حیض آیا ہو‘‘ کے باب میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام المومنین نے فرمایا کہ ہم میں سے کسی کو ایک کپڑے کے سوا دوسرا کپڑا نہ تھا، اس لئے حیض کے ایام میں وہی کپڑا جسم پر رہتا تھا اور جب حیض کا کچھ خون اس میں لگ جاتا تھا تو وہ خون کے دھبہ پر تھوک دیا کرتی تھیں اور اس کو ناخن سے مل لیتی تھیں اور ایک روایت میں (فَمَصَعَتْهُ) کی بجائے (فَقَصَعَتْهُ) ہے جس کے معنی بھی ملنے کے ہیں۔

14/655 ۔ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، ان سے ایک عورت نے دریافت کیا کہ میرا دامن لانبا ہوا کرتا ہے اور میں ناپاک جگہ سے گذرتی ہوں (تو کیا میرا دامن پاک رہے گا؟) تو اس پر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کپڑے کو اس مقام کے بعد کی جگہ پاک کردیتی ہے۔ (اس کی روایت امام مالک، امام شافعی، امام احمد، ترمذی، ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے) اور دارمی نے کہا ہے کہ وہ سوال کرنے والی عورت ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف کی ام ولد تھیں۔

ف: حدیث میں ناپاک جگہ کا ذکر کیا گیا ہے اس کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ جگہ سے مراد خشک جگہ ہے اس پر دامن گذر جائے تو ناپاک نہیں ہوتا اگر جگہ تر ہو تو اس کا یہ حکم نہیں ہوگا کیوں کہ اس بات پر اجماع ہے کہ کپڑے کو جب نجاست لگ جائے تو وہ دھونے سے ہی پاک ہوتا ہے البتہ چمڑے کے موزے کا یہ حکم نہیں ہے اور اس کا حکم بھی آئندہ حدیثوں میں مذکور ہے اور اس حدیث میں زمین کا کپڑے کو پاک کردینے کا جو ذکر موجود ہے قرینہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سائلہ عورت کا دامن خشک زمین پر ہی سے گذرتا تھا۔ (ماخوذ از مرقات۔)12۔

15/656 ۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے جوتے سے نجاست کو روند دے تو مٹی اس کو پاک کرنے والی ہے۔

(اس کی روایت ابوداؤد نے صحیح سند کے ساتھ کی ہے اور ابن ماجہ سے یہ حدیث بالمعنی مروی ہے اور حاکم نے بھی مستدرک میں اس کی روایت کی ہے اور یہ کہا ہے کہ یہ حدیث امام مسلم کی شرط کے موافق ہے۔

16/657۔ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص مسجد کو آئے تو دیکھ لے کہ اگر اس کے جوتے میں کوئی گندی چیز یا نجاست موجود ہے تو اس کو رگڑ دے اور ان جوتوں کے ساتھ نماز پڑھ لے۔(اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور ابن حبان اور حاکم نے بھی اس طرح روایت کی ہے۔)

17/658۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنے جوتے یا اپنے موزوں سے گندی چیز کو روند دے تو ان دونوں کو پاک کرنے والی مٹی ہے(یعنی مٹی پر رگڑنے سے موزہ پاک ہوجاتا ہے۔اس کی روایت طحاوی اور ابن خزیمہ نے کی ہے۔)

18/659۔اور یحیٰی بن وثاب سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا کہ کوئی شخص نماز کے لئے نکلا اور اس نے غلاظت کھندل دی تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ اگر غلاظت تر ہو تو جس چیز کو وہ لگ جائے تو اس کو دھولے اور اگر خشک ہو تو اس کے لئے ضرر رساں نہیں ہے۔

(اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے اور اس حدیث کے روایت کرنے والے صحیح کے راوی ہیں۔)

ف:اس حدیث میں تر نجاست کو دور کرنے کے لئے دھونا ثابت ہے اور اگر خشک نجاست ہو تو

رگڑ دینا کافی ہے بالکل اسی طرح اس حدیث سے پہلے کی حدیثیں گو کہ وہ مطلق ہیں ان سے بھی یہی حکم مراد ہے کہ اگر نجاست تر ہو تو دھولی جائے اور اگر خشک ہو تو زمین پر رگڑ دینے سے پاک ہو جاتی ہے 12۔

19/660۔اسود اور ہمام رضی اللہ عنہما نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے ،آپ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے سے خشک منی کو کھرچ لیا کرتی تھی ۔(اس کی روایت مسلم نے اور ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔)

20/661۔اور علقمہ،اسود اور ہمارے امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ کی سند سے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح روایت ہے اور اس روایت ، میں یہ اضافہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی کپڑے میں نماز پڑھتے تھے۔امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت کی ہے کہ ہمارے مذہب کے مطابق اس حدیث میں منی کے پاک ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے اور اس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق جو مذکور ہے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے سے منی کو کھرچ لیا کرتی تھیں تو اس بارے میں یہ صراحت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کپڑے سے خشک منی کو جس کا اثر کپڑے میں سرایت نہ کیا ہو،ایسے طریقہ سے مل دیا کرتی تھیں جس سے کپڑا پاک ہو جاتا تھا اور اس طرح رگڑنا بھی کپڑے کو پاک کرنے کا ایک طریقہ ہے،منی درحقیقت ناپاک ہے،اس کی توضیح یہ ہے کہ جوتے یا موزے کو خشک ناپاک چیز لگ جائے تو اس نجاست کو دور کرنے کے بارے میں روایت یوں ہے کہ پانی سے دھونے کے بجائے مٹی پر رگڑنا کافی ہے اور چمڑے کو پاک کرنے کا یہ بھی ایک طریقہ ہے تو اس طرح ثابت ہوا کہ اس روایت میں بھی کوئی دلیل درحقیقت نجس شئے کے پاک ہونے کی نہیں ہے تو جیسے چمڑے کے پاک ہونے سے نجاست کو پاک نہیں قرار دیا جاسکتا،اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث میں کپڑا جس کو خشک منی لگی ہوئی ہو رگڑنے سے کپڑا تو پاک ہو گیا لیکن کپڑے کے پاک ہونے سے منی کو پاک نہیں قرار دیا جاسکتا۔12۔

21/662۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے،آپ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے سے منی کو کھرچ لیا کرتی تھی جب وہ خشک ہوتی اور کپڑے کو دھولیا کرتی تھی اگر منی تر ہوتی۔(اس کی روایت دارقطنی ،بیہقی اور طحاوی نے کی ہے اور ابوعوانہ نے بھی اپنی صحیح میں اس کی روایت کی ہے اور نیموی نے کہا کہ اس کی اسناد صحیح ہے۔)

22/663۔عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،آپ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میں کنویں سے ایک برتن میں پانی ڈال رہا تھا،آپ نے فرمایا:اے عمار!(رضی اللہ عنہ) کیا کررہے ہو؟ میں نے عرض کیا:یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں میں اپنے اس کپڑے کو دھونا چاہتا ہوں جس میں رینٹھ لگ گیا ہے،آپ نے فرمایا:اے عمار(رضی اللہ عنہ) کپڑا تو صرف پانچ چیزوں کے لگ جانے سے دھویا جاتا ہے۔(1) پاخانہ (2) پیشاب (3) قے (4) خون اور (5) منی سے،اے عمار (رضی اللہ عنہ) تمہارا رینٹھ اور تمہارے آنکھوں کے آنسو اور یہ پانی جو تمہارے برتن میں ہے یہ سب برابر ہیں)اس سے معلوم ہوا کہ رینٹھ اور آنسو نجس نہیں ہیں۔

(اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے۔)

23/664۔سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے،وہ کہتے ہیں کہ میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے منی کے متعلق دریافت کیا کہ اگر وہ کپڑے کو لگ جائے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے سے منی کو دھولیا کرتی تھی اور آپ اسی کپڑے میں نماز کے لئے تشریف لے جاتے اور دھونے۔(یعنی تری کا نشان آپ کے کپڑے پر رہتا۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔)

24/665۔معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ انہوں نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیوی ہیں دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کپڑے میں نماز پڑھا کرتے تھے کہ جس میں جماع کرتے تو وہ جواب دیں کہ ہاں جب اس کپڑے میں نجاست نہیں پاتے تھے۔(اس کی روایت نسائی اور ابوداؤد نے کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔)ابن الملک اور شیخ عبدالحق رحمہما اللہ نے کہا ہے کہ یہ حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ منی نجس ہے اور یہی قول امام المذہب ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، اور اسی طرح عورت کے شرم گاہ کی تری بھی نجس ہے اس لئے کہ وہ منی سے جو ناپاک ہے ملی ہوئی ہوتی ہے۔(تعلیق احیاء السنن میں ایسا ہی مذکور ہے۔)12

25/666۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس (ایک شیرخوار) بچہ لایا گیا اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے پر پیشاب کردیا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی منگوایا اور آپ نے اس پر سے پانی بہادیا۔اس کی روایت بخاری نسائی اور امام محمد نے کی ہے اور طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور امام طحاوی نے یہ صراحت کی ہے کہ پانی بہادینے کا حکم درحقیقت دھودینے کا ہے، چنانچہ اگر کسی آدمی کے کپڑے کو غلاظت لگ جائے اور وہ اس پر پانی بہادے یہاں تک کہ پانی اس غلاظت کو دور کردے تو اس کا کپڑا پاک ہوجاتا ہے۔

26/667۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شیرخوار بچہ لایا گیا اس نے آپ کی گود میں پیشاب کردیا تو آپ نے پانی منگوا کر اس پر بہادیا۔(اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔)

27/668۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بچے لائے جاتے تھے تو آپ ان کے لئے دعا فرماتے تھے، ایک دفعہ ایک بچہ آپ کے پاس لایا گیا تو اس نے آپ پر پیشاب کر دیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس پر پانی خوب بہادو۔ (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے، جس کی اسناد صحیح ہے۔)

28/669۔ ابولیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بطنِ مبارک پر امام حسن یا امام حسین رضی اللہ عنہما ہیں۔ ابولیلی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صاحبزادے نے پیشاب فرمادیا، ابولیلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بطن مبارک پر پیشاب کی دھاریں بہہ رہی ہیں، ابولیلی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم فوراً جھپٹے کہ ان کو ہٹادیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے بچہ کو چھوڑ دو اور میرے بچہ کو مت گھبرادو۔ ابولیلیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر آپ نے پانی منگوایا اور اس پر بہادیا۔ (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے اور طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔)

29/670۔ سماک بن حرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ام فضل رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یارسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے جسم کا ایک ٹکڑا میرے گھر میں ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے لڑکا پیدا ہوگا اور تم اس بچے کو اپنے قثم نامی بچہ کے ساتھ دودھ پلاؤ گی، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو میں ان کو لے لی۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو پیار کررہے تھے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے آپ پر پیشاب کر دیا تو میں نے ان کو چمٹی توڑی تو صاحبزادے نے رودیا، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تم نے میرے بچہ کی وجہ سے تکلیف دی، پھر آپ نے پانی منگوایا اور اس پر خوب بہادیا۔ (اس کی روایت امام احمد نے کی

ہے اور طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔)

30/671۔ حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ اپنی والدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ ایسے بچے کے پیشاب پر پانی بہاتی تھیں جب تک وہ شیر خوار تھا اور کھانا نہ کھاتا ہو اور جب بچہ کھانا کھانے لگ جاتا ہو تو اس کے پیشاب کو دھولیا کرتی تھیں اور لڑکی کے پیشاب کو دھولیا کرتی تھیں۔(خواہ وہ کھانا کھائے یا نہ کھائے۔)

شیر خوار بچہ اور بچی دونوں کا پیشاب نجس ہے اگر ان کا پیشاب لگ جائے تو پانی سے دھولینا ضروری ہے

ف: شیر خوار بچہ یا بچی اگر چہ کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں دونوں کا پیشاب نجس ہے، بچہ کے پیشاب کے لئے خفیف طور سے دھولینا کافی ہے کیوں کہ بچہ کے پیشاب میں بدبو کم ہوتی ہے اور وہ پتلا ہوا کرتا ہے، چنانچہ حدیث شریف میں بچہ کے پیشاب کے لئے ''نَضَحَ'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی خفیف طور سے دھونے کے ہیں۔

''التَّعْلِيْقُ الْمُمَجَّدُ'' میں اسی طرح صراحت کی گئی ہے، لیکن بچی کے پیشاب کو بدبو کی زیادتی اور گاڑھے پن کی وجہ سے مبالغہ کے ساتھ دھونا ضروری ہے، جیسے اور نجاست کو دھویا جاتا ہے ،اسی طرح بچی کے پیشاب کے لئے حدیث میں ''غسل'' کا لفظ آیا ہے، جس کے معنی اہتمام اور مبالغہ سے دھونے کے ہیں۔(ماخوذ از مرقات اور التعلیق المجد۔)12۔

ذبح نہ کئے ہوئے مردہ جانور کا چمڑا بغیر دباغت کے ناپاک ہے

31/672۔ عبداللہ بن عُکَیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان آیا ہے کہ غیر مذبوح مردار جانوروں کا چمڑا بغیر دباغت کے استعمال نہ کریں اور نہ ان کے پٹھوں سے نفع حاصل کیا کریں۔(اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد، نسائی ،ابن ماجہ اور طحاوی نے کی ہے)

اور بیہقی نے کہا ہے کہ عبداللہ بن حکیم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ دباغت سے قبل مردار جانور کے چمڑے سے نفع حاصل نہ کیا جائے۔اسی طرح ابن حبان نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے اور سنن ابوداؤد میں یہ صراحت ہے کہ نضر بن شمیل نے کہا ہے کہ چمڑے کو ''اِھَــاب'' اس وقت تک کہا جاتا ہے جب تک کہ اس کو دباغت نہ دی گئی ہو اور جب اس کی دباغت ہو جائے تو اس کو ''اھاب'' نہیں کہتے بلکہ اس کو ''شنّ'' اور ''قربَة'' کہتے ہیں۔

ف: غیر مذبوح مردار جانور کے پٹھے کے پاک ہونے اور نہ ہونے میں اختلاف ہے لیکن ''سراج'' میں فتویٰ اسی پر ہے کہ وہ ناپاک ہے۔

مردہ جانور کا چمڑا دباغت کے بعد پاک ہو جاتا ہے اس لئے قابل استعمال ہے

32/673۔ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا زوجۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ ہماری ایک بکری مرگئی تو ہم نے اس کے چمڑے کو دباغت دی پھر ہم اس نبیذ (جو کھجور اور پانی سے تیار ہوتی ہے) اس میں ڈالتے تھے یہاں تک کہ وہ پرانی مشک بن گیا۔(اس کی روایت بخاری اور ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے اور طحاوی سے بھی اسی طرح مروی ہے۔)

33/674۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ جب چمڑے کو دباغت دی جاتی ہے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔

(اس کی روایت مسلم اور امام محمد نے کی ہے اور امام طحاوی سے بھی اسی طرح مروی ہے۔)

34/675۔ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ جب مردار جانور کے چمڑے کو دباغت دی جائے اس کے استعمال سے فائدہ اٹھایا جائے۔(اس کی روایت امام مالک، ابوداؤد اور امام محمد نے کی ہے۔)

35/676۔سلمۃ بن المحبق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ،انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک میں ایک گھر پر تشریف فرما ہوئے تو اس میں ایک مشکیزہ لٹکا ہوا تھا،آپ نے پانی مانگا،گھر والوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ مشکیزہ مردہ جانور کے چمڑے کا ہے،حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ دباغت اس کو پاک کرنے والی ہے۔(اس کی روایت امام احمد،ابوداؤداورامام طحاوی نے کی ہےاور تلخیص میں مذکور ہے کہ اس کی اسناد صحیح ہے۔)

36/677۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس چمڑے کو دباغت دی جائے تو وہ پاک ہوجاتا ہے۔(اس کی روایت ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی،طحاوی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔)

37/678۔جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوات کے مال غنیمت میں مشرکین کے مشکیزے ملا کرتے تو ہم ان کو تقسیم کر لیتے تھے حالانکہ یہ مشکیزے مردار جانوروں کے ہوتے تھے اور ہم ان کے استعمال سے نفع حاصل کرتے تھے۔(اس کی روایت طحاوی نے کی ہے۔)

38/679۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا نے ایک باندی کو ایک بکری خیرات میں دی تھی اور وہ مرگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گذر اس پر ہوا،آپ نے ارشادفرمایا کہ کیوں تم نے اس کے چمڑے کو نہیں لیا کہ اس کو دباغت دے کر اس سے نفع حاصل کرتے ،ان لوگوں نے عرض کیا کہ وہ مردار ہے،آپ نے ارشاد فرمایا کہ صرف اس کا گوشت کھانا حرام ہے۔(اس کی روایت بخاری اور مسلم نے کی ہے اور طحاوی اور امام محمد سے بھی اسی طرح مروی ہے۔)

39/680۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ سودہ بنت زمعۃ

رضی اللہ عنہا کی ایک بکری مرگئی، انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ مرگئی ہے یعنی بکری، آپ نے ارشاد فرمایا کیوں تم نے اس کے چمڑے کو نہیں لیا، سودہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ ہم کیسے ایسی بکری کے چمڑے کو لے سکتے تھے جو مردار ہوگئی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ انعام کی آیت (پ:8، سورہ انعام، ع 18، آیت نمبر:145 میں) یہی فرمایا ہے: ﴿قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ﴾۔

(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں سے کہو کہ کوئی (ان چیزوں میں سے جن کو تم حرام کہتے ہو) کچھ کھالے تو میری طرف جو وحی آئی ہے اس میں تو میں اس پر کوئی چیز حرام نہیں پاتا مگر یہ کہ وہ چیز مردار ہو یا بہتا ہوا خون یا سور کا گوشت ہو کہ یہ چیزیں بے شک ناپاک ہیں،) اس لئے اگر تم اس کو (یعنی مری ہوئی بکری کے چمڑے کو) دباغت دے دیتے اور اس سے نفع اٹھاتے تو کوئی حرج نہیں تھا۔ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آدمی روانہ کردیا اور کھال کھچوا کر منگالی اور اس کو دباغت دلوا کر اس سے مشکیزہ بنوایا اور وہ استعمال میں رہا یہاں تک کہ وہ پھٹ گیا۔ (اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے، اور امام احمد نے اسناد صحیح سے روایت کی ہے۔)

40/681۔ ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے چند قریش کے لوگ اپنی ایک مری ہوئی بکری کو جو گدھے کی طرح پھول گئی تھی کھینچتے ہوئے لے جارہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ کاش تم اس کے چمڑے کو لے لئے ہوتے، ان لوگوں نے جواب دیا کہ وہ مردار ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو پانی اور کیکر پاک کردیتے ہیں (اور یہ بھی دباغت کی ایک قسم ہے)۔ (اس کی روایت امام احمد ابوداؤد اور طحاوی نے کی ہے۔)

41/682۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مردار جانور کے چمڑے کے استعمال سے جب اسے دباغت دی جائے تو فائدہ اٹھاؤ خواہ دباغت مٹی سے دی گئی ہو یا راکھ سے یا نمک سے یا ایسی کسی چیز سے دباغت دی گئی ہو کہ جس سے چمڑے میں صلاحیت پیدا ہو جائے۔(اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے۔)

دباغت کی تعریف اور اس کی قسمیں اور اس کے طریقے

ف: چمڑے سے اس کی بدبو اور ناپاک رطوبتوں کے دور کرنے کو دباغت کہتے ہیں، واضح رہے کہ دباغت کی دو قسمیں ہیں (1) حقیقی (2) حکمی۔ دباغت حقیقی یہ ہے کہ چمڑے کو دواؤں کے ذریعہ مثلاً نمک، انار کے چھلکے، ماز و اور کیکر یعنی ببول کے پتوں سے پاک کیا جائے، اور دباغت حکمی یہ ہے کہ چمڑے کو دھوپ میں اس طرح تپایا جائے یا مٹی اور راکھ میں اس طرح روندا جائے کہ اس کی بدبو اور رطوبت دور ہو جائے۔

دباغت حقیقی سے چمڑا ہمیشہ کے لئے پاک ہو جاتا ہے اور اس کی نجاست پھر عود نہیں کرتی البتہ دباغت حکمی میں اختلاف ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے دو روایتیں منقول ہیں: ایک یہ کہ نجس رطوبت پانی کی تری کی وجہ سے عود کر جائے گی تو چمڑا پھر نجس ہو جاتا ہے، دوسری روایت یہ ہے کہ دباغت حکمی کے بعد چمڑا دوبارہ پانی میں تر ہو جائے اور رطوبت ظاہر ہو جائے تو یہ رطوبت جو ظاہر ہوئی ہے اصلی پہلے کی رطوبت نہیں ہے کیوں کہ چمڑے کی اصلی رطوبت دھوپ یا مٹی یا راکھ سے جا چکی تھی اس وجہ سے چمڑے کو نجس نہیں قرار دیا جا سکتا اور اسی دوسرے قول پر (جس سے چمڑے کا پاک رہنا ثابت ہوتا ہے) فتویٰ ہے۔ (شرح وقایہ، عمدۃ الرعایۃ، غیاث اللغات۔) البتہ ''مختارات النوازل'' میں یہ صراحت ہے کہ دباغت حکمی میں اگر چمڑے کو دباغت سے پہلے پانی سے دھو لیا جائے اور پھر دھوپ یا مٹی یا راکھ کے ذریعہ دباغت دی جائے تو چمڑے کی نجاست بالاتفاق عود نہیں کرے گی اور یہ دباغت حکمی دباغت حقیقی کے مثل ہو جائے گی۔12

42/683۔ابراہیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہر ایسی چیز جو چمڑے کو

خراب ہونے سے روک دے تو یہی اس کے لئے دباغت ہے۔(اس کی روایت امام محمد نے کتاب الآثار میں کی ہے۔)

43/684۔عبیداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ،حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردہ جانور کے صرف گوشت کو حرام قرار دیا ہے مگر چمڑا (جس کو دباغت دی گئی ہو) بال اور اون ان سب کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں۔(اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے۔)

مردہ جانور کی کون کون چیزیں حلال اور قابل استعمال ہیں

44/685۔عبیداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ،حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (سورہ انعام،آیت نمبر:145،پ:8 ،ع:18 کی اس آیت کو) ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ﴿قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗۤ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ﴾۔

اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم !ان لوگوں سے کہو کہ کوئی ان چیزوں میں سے جن کو تم حرام کئے ہو کچھ کھالے تو میری طرف جو وحی آئی ہے اس میں تو میں اس پر تو کوئی چیز حرام نہیں پاتا مگر یہ کہ وہ چیز مردار ہو یا بہتا ہوا خون یا سور کا گوشت کہ یہ چیزیں بیشک ناپاک ہیں،) واضح رہے کہ مردہ جانور کی ہر چیز حلال ہے مگر اس کو کھانا حرام ہے تو چمڑا،سینگ،بال،اون،دانت اور ہڈی یہ سب حلال ہیں،اس لئے کہ ان چیزوں کو ذبح سے کوئی تعلق نہیں ہے،(اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے۔)

45/686۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاتھی دانت کی کنگھی سے کنگھی کیا کرتے تھے۔(اس کی روایت بیہقی نے کی ہے)۔

حج کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر منڈھوانے کے بعد اپنے مبارک بالوں کو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ذریعہ صحابہ کرام میں تقسیم کروایا

46/687۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج میں جمرات پر کنکریاں پھینکنے سے فارغ ہوئے تو اپنی قربانی کے اونٹ کو ذبح فرمایا اس کے بعد اپنے سر مونڈھنے والے کو سر کی سیدھی جانب دی اس نے اس کو مونڈھ دیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدھے جانب کے بال ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو دے دئے اس کے بعد بائیں جانب مونڈھنے کے لئے دئے تو مونڈھنے والے نے مونڈھ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان بالوں کو لوگوں میں تقسیم کردو۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔)

آدمی کے بال پاک ہوتے ہیں

اور صاحب عنایہ اور ملا علی قاری رحمہما اللہ نے وضاحت کی ہے کہ اس حدیث میں آدمی کے بال کے پاک ہونے پر دلیل ہے۔

47/688۔ مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درندوں کے چمڑوں کے پہننے اور ان پر سوار ہونے سے ممانعت فرمائی ہے۔ (اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔)

درندوں کے چمڑوں کے استعمال کے بارے میں تفصیلی بحث

ف: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درندوں کے چمڑوں کے پہننے اور ان پر سوار ہونے سے ممانعت فرمائی ہے، اس کے متعلق تفصیل یہ ہے کہ یہ بھی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس نہی تحریمی ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ درندوں کے چمڑوں کا استعمال دباغت کے قبل جائز نہیں، اس لئے کہ وہ نجس ہیں۔ اب رہا یہ کہ دباغت کے بعد کیا کیا جائے؟ اگر درندوں کے چمڑوں پر بال ہوں تو وہ چمڑے

بھی نجس ہیں، اس لئے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بالوں کو دباغت دینے سے بال پاک نہیں ہوتے کیوں کہ دباغت سے بالوں کی اصلی حالت نہیں بدلتی، یا اس حدیث میں جو نہی وارد ہے اس سے نہی تنزیہی مراد ہے اور یہ مسلک امام ابوحنیفہؒ کا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ بال امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پاک ہیں اور حدیث میں نہی اس لئے آئی ہے کہ درندوں کے چمڑوں کو پہننا اور ان کے چمڑوں پر سوار ہونا سرکش لوگوں اور عجمی کفار اور عیش پرستوں کا دستور ہے لہذا نیک لوگوں کے لئے ان کا استعمال مناسب نہیں، اس لئے مکروہ تنزیہی ہے۔ (میں نے اس مضمون کو مرقات سے اخذ کیا ہے۔)

درندوں کے چمڑوں کے ناپاک نہ ہونے کے متعلق عالمگیریہ میں وضاحت ہے کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح منقول ہے کہ لومڑیوں کے چمڑوں کی ٹوپی کے پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں اور مبسوط میں بھی اسی طرح مذکور ہے اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہر طرح کے درندوں کے پوستیں اور دیگر مردار جانوروں کے دباغت دئے ہوئے چمڑوں اور اسی طرح ذبح کئے ہوئے جانوروں کے چمڑوں کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں اگرچہ کہ ان کو دباغت نہ دی گئی ہو اس لئے کہ ان کا ذبح کرنا ہی دباغت دینا ہے۔ چنانچہ محیط میں یہی مذکور ہے، نیز تیندوے اور دوسرے درندوں کے چمڑوں کے استعمال میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے، بشرطیکہ ان کو دباغت دی جائے پھر ان سے جانماز یا زین کا چارجامہ بنایا جائے، یہ ملتقط میں مذکور ہے۔12

48/689۔ ابوالملیح بن اسامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ اپنے والد اسامۃ رضی اللہ عنہ، کے واسطہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درندوں کے چمڑوں کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔ (اس کی روایت امام احمد، ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے)

اور ترمذی اور دارمی نے یہ اضافہ کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درندوں کے چمڑوں کو بطور فرش استعمال کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔

49/690۔ ابوالملیح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے درندوں کے چمڑوں کی قیمت

لینے کومکروہ قرار دیا ہے۔(اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)۔

بغیر ذبح کئے ہوئے مردہ جانوروں کے چمڑوں کی خرید وفروخت دباغت سے پہلے ممنوع ہے

ف: ابوالملیح رضی اللہ عنہ نے درندوں کے چمڑوں کی قیمت کے استعمال کومکروہ کہا ہے، اس بارے میں مظہر نے کہا ہے کہ قیمت کا لینا اس وقت مکروہ ہوگا کہ چمڑے کی دباغت نہ ہوئی ہو، اس لئے کہ قبل دباغت چمڑا انجس رہتا ہے لیکن دباغت کے بعد اس کوفروخت کر کے قیمت کا حاصل کرنا مکروہ نہیں ہے، اورفتاوائے قاضی خاں میں صراحت ہے کہ مردہ جانوروں کے چمڑوں کا فروخت کرنا باطل اور ناجائز ہے بشرطیکہ وہ جانور ذبح کئے ہوئے نہ ہوں، یا ان کے چمڑوں کو دباغت نہ ہوئی ہو۔(یہ مرقات میں مذکور ہے۔)

درندوں کی کھال دباغت کے بعد زین وغیرہ کےطور پر استعمال کی جاسکتی ہے

50/691۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرمایا کرتے تھے کہ درندوں کے چمڑوں کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جبکہ ان کی دباغت ہوچکی ہو۔(1)

51/692۔عروۃ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے متعلق روایت ہے کہ ان کے پاس تیندوے کی کھال کا زین تھا۔(2)

52/693۔ یحییٰ بن عتیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے حسن بصری رضی اللہ عنہ کوتیندوے کی کھال کی زین پرسوار دیکھا ہے اور محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ کوبھی تیندوے کی کھال کی زین پرسوار دیکھا۔(3) ان تینوں حدیثوں کی روایت امام طحاوی نے مشکل الآثار میں کی ہے۔

53/694۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے اور ہم زمین پر ننگے پیر چل کر آنے سے دوبارہ وضوء نہیں کرتے تھے۔(اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔)

اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ راستہ کا کیچڑ عموم بلوٰی کی وجہ سے معاف ہے۔12

عذاب قبر عموماً پیشاب سے احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے ہوا کرتا ہے

54/695۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پیشاب (کی چھینٹوں سے) احتیاط کیا کرو، اس لئے کہ اکثر عذاب قبر اسی سے ہوتا ہے۔ (اس کی روایت حاکم نے کی ہے،) اور حاکم نے وضاحت کی ہے کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کے شروط کے موافق صحیح ہے اور بزار نے اسی طرح روایت کی ہے اور دارقطنی نے بھی اس کو روایت کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

55/696۔ اور حاکم کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک نیک صحابی کے دفن سے فارغ ہوکر جو عذاب قبر میں مبتلا ہوئے تھے ان صحابی کی بیوی کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے ان صحابی کے اعمال کے متعلق دریافت فرمایا تو ان کی بیوی نے جواب دیا کہ وہ بکریاں چرایا کرتے تھے اور ان کے پیشاب سے پرہیز نہیں کرتے تھے تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، پیشاب سے بچا کرو کیوں کہ عموماً عذاب قبر اسی سے ہوتا ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور تمام محدثین نے اس حدیث کی صحت پر اتفاق کیا ہے۔

ف: یہ حدیث دراصل حدیث "عُرَينِيِّينَ" کے اس جزء کی ناسخ ہے جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل عرنیہ کو اونٹوں کے پیشاب کے پینے کی اجازت دی تھی اور "عُرَينِيِّينَ" کا واقعہ اس طرح پیش آیا تھا۔

اہل عرینہ کے واقعہ کی تفصیل جس میں مثلہ اور اونٹوں کے پیشاب پینے کا ثبوت ملتا ہے

وادی عرینہ کے چند لوگ جب مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو ان کو آب وہوا موافق نہ آئی جس سے ان کے رنگ زرد پڑ گئے اور ان کے پیٹ پھول گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ

وہ صدقہ کے اونٹوں کی جگہ چلے جائیں اوران کا دودھ اور پیشاب پیا کریں، اس طریقہ سے جب ان کو صحت حاصل ہوگئی تو سب کے سب مرتد ہوگئے اور چرواہوں کو قتل کرڈالا اور اونٹوں کو لے کر بھاگ نکلے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی تلاش میں ایک جماعت روانہ فرمائی اوراس جماعت نے ان کو گرفتار کرکے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر کردیا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کے ہاتھ اور پیر کاٹ دیئے جائیں اور آنکھوں میں سلائی پھیردی جائے اوران کو دھوپ میں چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ وہ مرجائیں۔

"عُـــرَیــنِیِّیْــنَ" کی اس حدیث سے دو چیزیں ثابت ہورہی ہیں، ایک تو مُثلہ کرنے کی اجازت اور دوسرے وہ جانور جن کا گوشت کھایا جاتا ہے، ان کے پیشاب کے پاک ہونے اور پینے کا ثبوت، اہل عرینہ کے واقعہ کے پہلے جزء، مُثلہ کرنے کا حکم بالاتفاق منسوخ ہے

حدیث "عُـــرَیــنِیِّیْــنَ" کا ایک جزء یعنی مثلہ کرنے کا حکم ابتدائے اسلام میں تھا جو بالاتفاق منسوخ ہوگیا، اب رہا دوسرا جزء یعنی وہ جانور جن کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کے پیشاب کا پینا اوراس کا پاک ہونا تو حدیث

اہل عرینہ کے واقعہ کے دوسرے جزء گوشت کھائے جانے والے جانوروں کے پیشاب پینے کا حکم اِسْتَنْزِهُوْا مِنَ الْبَوْلِ والی حدیث سے منسوخ ہے

"عُـرَیـنِیِّیْنَ" کا یہ دوسرا جزء بھی ان دونوں حدیثوں سے منسوخ ہے ایک تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، کی مذکورالصدر حدیث (اِسْتَـنْـزِ هُوْا مِنَ الْبَوْلِ فَاِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبرِ مِنْهُ") پیشاب سے بچو چونکہ بالعموم عذابِ قبر اسی سے ہوتا ہے۔

اور دوسرے حاکم کی وہ حدیث جس کی صحت پر سب محدثین متفق ہیں اور جس کے الفاظ یہ ہیں:

(کَـانَ یَـرْعَـى الْغَنَمَ وَلَایَتَنَزَّهُ مِنْ بَوْلِهٖ فَحِیْنَئِذٍ قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ : اِسْتَنْزِهُوْا مِنَ الْبَوْلِ فَاِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ ")۔

وہ صحابی بکریاں چرایا کرتے اور بکریوں کے پیشاب سے نہیں بچتے تھے تو اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پیشاب سے بچو کیوں کہ اکثر عذاب قبر پیشاب سے نہ بچنے کی وجہ سے ہوا

کرتا ہے۔) تو یہ دونوں حدیثیں حدیث عُرینیینکے دوسرے جزء جو گوشت کھائے جانے والے جانوروں کے پیشاب کے پینے اوران کے پاک سے متعلق ہے ناسخ ہیں۔

مُثلہ کرنا حرام ہے اوران جانوروں کا پیشاب جن کا گوشت کھایا جاتا ہے ناپاک ہے اس لئے ان کا پیشاب پینا بھی حرام ہے

الغرض ثابت ہوگیا کہ مُثلہ کرنا حرام ہے اور وہ جانور جن کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا پیشاب ناپاک ہے اوران کے پیشاب کا پینا بھی حرام ہے۔(نورالانوار،قمرالاقمار۔)12۔

56/697۔حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اونٹ ، گائے ، بیل اور بکریوں کے پیشاب کو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے۔(اس کی روایت طحاوی نے کی ہے۔)

اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ نجس اور حرام شئے میں شِفاء رکھیں

57/698 ۔اور طحاوی کی دوسری روایت جو ابوالاحوص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ ابوالاحوص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے کہ نجس شئے یا ایسی چیز جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام ٹھہرایا ہے اس میں شفاء رکھیں۔

(10/15) بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

(یہ باب ہے موزوں پر مسح کرنے کے بیان میں)

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلِكُم﴾۔

(لام کو زیر کے ساتھ پڑھا جائے) "اِلَى الْكَعْبَيْنِ"۔ (سورہ مائدہ، پ:6، ع:2، آیت نمبر:6 میں) اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ہے (اے ایمان والو، جب تم نماز اداء کرنے کا ارادہ کرو تو اپنے چہرے کو دھولو اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور (موزے پہنے ہوئے ہوں تو) پیروں کا مسح کرو ٹخنوں تک۔)

موزوں پر مسح قرآن سے ثابت ہے

ف: "اَرْجُلِكُمْ" میں دو قرات ہیں ایک "اَرْجُلَكُم" لام کے زبر کے ساتھ اور دوسرے "اَرْجُلِكُمْ" لام زیر کے ساتھ، لام کے زبر کے ساتھ جو قرأت ہے وہ موزہ نہ پہنے ہوں تو وضوء میں پیر دھونے سے متعلق ہے اور لام کے زیر کے ساتھ جو قرأت ہے وہ موزہ پہنے ہوئے ہوں تو وضوء میں پیر کے مسح کرنے سے متعلق ہے۔12

1/699۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موزوں پر مسح فرمایا تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ فراموش کر گئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلکہ تم بھول گئے ہو میرے رب عزوجل نے مجھے اسی کا حکم دیا ہے۔ (اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے۔)

2/700۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سورہ مائدہ نازل ہوئی ہے اس وقت سے آپ اللہ تعالیٰ سے ملنے تک وضوء میں موزوں پر مسح فرماتے رہے۔ (اس کی روایت دار قطنی نے کی ہے۔)

3/701۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا کہ وضوء کرادو تو میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس وضوء کا پانی لے آیا،آپ نے وضوء فرمایا اور بجائے پاؤں دھونے کے اپنے دونوں موزوں پر مسح کیا، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے دونوں پیر نہیں دھوئے تو آپ نے فرمایا کہ میں نے دونوں پیروں کو موزوں میں ایسی حالت میں ڈالا ہے کہ وہ دونوں پاک تھے۔(اس کی روایت امام احمد اور بیہقی نے کی ہے۔)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قسمیہ مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موزوں پر مسح کیا ہے

4/702۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (وضوء میں) موزوں پر مسح فرمایا ہے۔(اس کی روایت بزار نے کی ہے۔)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے موزوں پر مسح کے منکر کے لئے کفر کا اندیشہ فرمایا ہے

ہمارے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ، نے کہا کہ میں موزوں پر مسح کرنے کا قائل اس وقت تک نہیں ہوا یہاں تک کہ میرے پاس اس مسئلہ میں تشفی بخش وضاحت روز روشن کی طرح حاصل نہ ہوگئی اور اس شخص کے کافر ہو جانے کا اندیشہ کرتا ہوں جو موزوں پر مسح کے جائز ہونے کا عقیدہ نہ رکھتا ہو۔12

5/703۔اسامۃ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بلال رضی اللہ عنہ مقام اسواف میں داخل ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاجت کے لئے تشریف لے گئے اور حاجت سے فراغت کے بعد باہر آئے،اسامۃ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا کیا،تو بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم حاجت کو گئے تھے بعدازاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضوء فرمایا اپنا چہرہ دھوئے دونوں ہاتھوں کو دھوئے اور سر کا مسح فرمایا اور دونوں موزوں پر مسح فرمایا۔ پھر آپ نے نماز اداء فرمائی۔ (اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔)

غزوۂ تبوک کے موقع پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موزوں پر مسح فرمایا ہے

6/704۔ عباد بن زیاد رضی اللہ عنہ سے جو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک لڑکے ہیں روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک کی لڑائی میں حاجت کو تشریف لے گئے۔ عباد بن زیاد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پانی لے کر گیا وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد فراغت آئے تو میں آپ کے لئے پانی ڈالتا گیا، انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چہرہ دھویا پھر آپ ہاتھوں کو نکالنے لگے تو جبّہ کے آستینوں کے تنگ ہونے کی وجہ سے نکال نہ سکے، وہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبّہ کے نیچے سے ہاتھوں کو نکالا اور دونوں ہاتھوں کو دھولیا اور اپنے سر کا مسح فرمایا اور دونوں موزوں پر مسح کئے۔ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت تشریف لائے جبکہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نماز میں امامت کررہے تھے اور ایک رکعت نماز پڑھا چکے تھے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کے ساتھ مقتدی بن کر نماز اداء فرمائی، اس کے بعد جو رکعت آپ کی رہ گئی تھی اس کو تنہا اداء فرمایا (تو بغیر انتظار کے نماز شروع کرنے کی بناپر) لوگ گھبرائے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم نے اچھا کیا۔ (اس کی روایت امام محمد نے موطأ میں کی ہے اور اسی طرح اس کی روایت بخاری نے بھی کی ہے۔)

موزوں پر مسح کی مدت مسافر کے لئے تین دن اور تین راتیں اور مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات ہے

7/705۔ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسافر کے لئے تین دن اور تین رات تک اور مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات تک مسح کرنے کی اجازت دی ہے جب کہ اس نے طہارت کرکے (خواہ وضوء کیا ہو یا صرف پیر دھوکر) موزوں کو پہن لیا ہو۔ (اس کی روایت اثرم نے اپنی سنن میں کی ہے اور ابن خزیمہ اور دارقطنی نے بھی اس کی روایت کی ہے اور خطابی نے وضاحت کی ہے کہ یہ حدیث صحیح اسناد والی ہے اور "منتقی" میں بھی یہی مذکور ہے اور اس حدیث کو ابن خزیمہ نے صحیح قرار دیا ہے۔

موزوں پر مسح کے لئے موزے پہنتے وقت طہارت کامل یعنی وضوء ضروری نہیں ہے بلکہ طہارت غیر کامل یعنی صرف پیر دھوکر موزے پہن لئے جاسکتے ہیں البتہ موزوں کے پہننے کے بعد جو پہلا حدث ہوگا اس حدث کے وقت طہارت کامل یعنی وضوء شرط ہے

ف: موزوں پر مسح کرنے کی شرط طہارت پر موزوں کا پہن لینا ہے، واضح رہے کہ طہارت دو قسم کی ہوتی ہے: ایک طہارت کامل جو پورے وضوء سے حاصل ہوتی ہے۔ اور دوسری غیر کامل جو صرف پیروں کے دھو لینے سے حاصل ہو جاتی ہے۔ اور ان دونوں طہارتوں میں سے کسی ایک طہارت کے بعد موزوں کو پہن لیا گیا ہے تو موزوں پر مسح کیا جاسکتا ہے۔ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث جس میں طہارت کا ذکر ہے مطلقاً ہے جو مذکورہ ہر دو قسم کی طہارتوں کو شامل ہے البتہ خفین کے پہننے کے بعد جو پہلا حدث ہوگا اس حدث کے وقت طہارت کامل ضروری ہے، مثلاً کسی شخص نے پیر دھوکر موزے پہن لئے اور ابھی اس نے وضوء پورا نہیں کیا تھا کہ اس کو حدث ہوگیا تو ایسا شخص موزوں پر مسح نہیں کرسکتا۔ خلاصہ یہ ہے کہ طہارت کامل یعنی پورا وضوء موزوں کے پہننے کے وقت ضروری نہیں ہے، البتہ حدث کے وقت

طہارت کامل یعنی پورا وضوء لازمی ہے تاکہ موزوں پر مسح صحیح ہو سکے۔(عمدۃ الرعایۃ)12۔

8/706۔شریح بن ہانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ میں نے علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں دریافت کیا،آپ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسافر کے لئے موزوں پر مسح کرنے کی مدت تین دن اور تین رات مقرر فرمائی ہے اور مقیم کے لئے موزوں پر مسح کی مدت ایک دن اور ایک رات ٹھہرائی ہے۔(اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔)

جنابت واقع ہونے پر موزے اتار لئے جائیں!

9/707۔صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین دن اور تین راتیں مسافر کے لئے ایک دن اور ایک رات مقیم کے لئے مدت مسح ہے تو موزوں کو نیند اور پیشاب اور پاخانہ آنے کی وجہ سے مت نکالا کرو لیکن جنابت کی وجہ سے نکال دو(اگرچیکہ مدت مسح ابھی باقی رہے)۔(اس کی روایت طبرانی نے کبیر میں کی ہے اور اسی طرح ترمذی اور نسائی نے بھی اس کی روایت کی ہے۔)

10/708۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص وضوء کر کے موزوں کو پہن لے تو انہیں موزوں کے ساتھ نماز پڑھے اور وضوء کے وقت ان پر مسح کر لیا کرے(اور مدت باقی رہنے پر) چاہے تو نہ اتارے البتہ جنابت واقع ہو جائے تو نکال دے۔(اس کی روایت دارقطنی اور حاکم نے کی ہے اور حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔)

11/709۔ابوعثمان نہدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ حضرت سعد اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم کے درمیان موزوں پر مسح کے متعلق اختلاف ہو گیا تو سعد رضی اللہ عنہ نے

فرمایا کہ میں موزوں پر مسح کرتا ہوں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں (موزوں پر) مسح نہیں کرتا ہوں، سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرنے والے ثالث تمہارے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ٹھیراتا ہوں ابوعثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور ہم نے ان کے سامنے اس مسئلہ کا ذکر کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ تمہارے چچا تم سے بڑھ کر عالم ہیں جب تم اپنے موزوں کو وضوء کر کے پہن لیں اور اس کے بعد تمہارا وضوء ٹوٹ جانے پر تم نے وضوء کرلیا اور موزوں پر مسح کیا تو تمہارے لئے (مقیم ہونے کی حالت میں) مسح کرنا دوسرے دن کے اس وقت تک کے لئے کافی ہوگا (جس وقت سے کہ تم نے پہلے حدث کے بعد) مسح کرنا شروع کیا تھا خواہ وہ رات کا ہو یا دن کا۔ (اس کی روایت سعید بن منصور نے کی ہے۔)

موزوں پر مسح کی مدت کی ابتداء موزوں کے پہن لینے کے وقت سے نہیں ہوتی بلکہ موزوں کے پہن لینے کے بعد جب پہلا حدث واقع ہوا ہو، اس وقت سے ہوگی، ایک مثال کے ذریعہ اس کی توضیح

ف: موزوں پر مسح کرنے کی مدت مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات ہے اور مسافر کے لئے تین دن اور تین راتیں ہیں، اس مدت کی ابتداء موزوں کے پہننے کے وقت سے نہیں ہوگی بلکہ موزوں کے پہننے کے بعد جو پہلا حدث ہوا ہے اس وقت سے ہوگی، مثلاً ایک شخص نے صبح صادق کے وقت وضوء کر کے موزے پہن لئے اور سورج نکلنے کے بعد اس کو حدث لاحق ہوا اور وضوء ٹوٹ گیا اور اس نے زوال کے بعد وضوء کر کے پیروں پر مسح کیا تو مسح کی مدت سورج نکلنے کے وقت سے شروع ہوگی صبح صادق سے نہیں ہوگی، کیوں کہ اس کو پہلا حدث سورج نکلنے کے بعد لاحق ہوا ہے اور اس مثال کے لحاظ سے اگر وہ مقیم ہے تو دوسرے دن سورج نکلنے کے بعد تک پیروں پر مسح کرسکتا ہے اور اگر مسافر ہے تو تین دن اور تین رات تک مسح کرے گا۔ (عمدۃ الرعایۃ)۔

موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ

12/710۔مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے پیشاب فرمایا پھر وضوء کیا اور اپنے موزوں پر مسح فرمایا اس طرح کہ سیدھے ہاتھ کو سیدھے جانب کے موزے پر رکھا اور بائیں ہاتھ کو بائیں جانب کے موزے پر رکھا اور صرف ایک دفعہ دونوں موزوں کے اوپر کے حصہ پر مسح فرمایا۔ مجھے اب تک یاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں کے نشانات جو موزوں پر پڑے تھے گویا میں ان کو اب تک موزوں پر دیکھ رہا ہوں۔

(اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے اور بیہقی کی روایت بھی اسی طرح ہے۔)

اگر دین کا انحصار صرف رائے پر ہوتا تو مسح کے لئے موزوں کا نچلا حصہ اوپر کے حصہ کے مقابلہ میں زیادہ موزوں ہوتا

13/711۔علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ اگر دین کا انحصار صرف رائے پر ہوتا تو موزوں کا نچلا حصہ بہ نسبت اوپر کے حصہ کے مسح کے لئے زیادہ موزوں تھا حالانکہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو موزوں کے اوپر کے حصہ پر مسح فرماتے ہوئے دیکھا ہے۔(اس کی روایت ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ کی ہے اور دارمی کی روایت اس کے ہم معنی ہے اور تلخیص میں مذکور ہے کہ اس کے اسناد صحیح ہیں۔)

14/712۔جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک آدمی کے پاس سے گذرے جو وضوء کر رہا تھا اس نے اپنے موزوں کو دھویا تو آپ نے اس کو اپنے پاؤں سے ٹھونسا دیا اور فرمایا کہ (موزوں پر مسح کرنے میں) سنت یہ نہیں ہے! ہم کو مسح کرنے کا حکم اس طرح

دیا گیا ہے کہ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو دونوں موزوں پر گذار کر انہیں مسح کرنا بتلایا۔(اس کی روایت طبرانی نے اوسط میں کی ہے۔)

15/713۔اور طبرانی کی دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو مسح کرنے کا طریقہ اس طرح بتلایا کہ ہاتھوں کو ایک دفعہ موزوں کے اگلے حصہ سے پنڈلی تک اس طرح گذار دیا کہ ہاتھوں کی انگلیاں کھلی ہوئی تھیں۔

16/714۔اور ابن المنذر کی روایت میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے موزوں پر اس طرح مسح کیا کہ ہاتھ کی انگلیوں کے نشانات موزوں پر لکیروں کی طرح نمایاں تھیں۔

17/715۔حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انگلیوں کے ذریعہ موزوں پر خطوط کھینچے جائیں۔(اس کی روایت سعید بن منصور نے کی ہے)

جراب پر بھی مسح درست ہے

18/716۔ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں جراب پر (یعنی چمڑے کے ان لفافوں پر جو موزوں پر پہنے جاتے ہیں) اور اپنی نعلین پر مسح فرمایا۔(اس کی روایت طحاوی نے کی ہے اور امام احمد ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ کی روایت بھی اسی طرح ہے۔)

نعلین پر مسح درست نہیں اس بارے میں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی توضیح

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ہمارے پاس نعلین (یعنی چپل) پر مسح جائز نہیں ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اس حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چپل پر مسح کرنے کا جو ذکر ہے اس

سے مراد یہ ہے کہ آپ نے چمڑے کے ان جرابوں پر مسح فرمایا جو چپل کے اندر تھے تو چپل پر مسح کرنا دراصل جرابوں پر مسح تھا کیونکہ اگر جراب کے اوپر چپل موجود نہیں ہوتے تو بھی جراب ہی پر مسح کیا جاتا تو اس طرح آپ نے چپل کو شامل کرتے ہوئے جرابوں پر مسح فرمایا اور آپ کا جراب پر مسح کرنا ہی اصل پائی ہے، اس طرح چپل پر مسح کرنا زائد قرار دیا جائے گا۔ جب اس حدیث میں ہماری اس وضاحت کا احتمال موجود ہے اور اس میں چپل پر مسح کرنے کی دلیل پائی نہیں جاتی تو ہم نے بذریعہ قیاس اس کا حکم معلوم کرنے کی کوشش کی تو ہم نے دیکھا کہ وہ موزے جن پر مسح جائز ہے جب وہ پھٹ جائیں اور ان میں سے پنجے ظاہر ہو چکے ہوں یا پنجوں کا بڑا حصہ دکھائی دینے لگے تو سب ائمہ کرام اس بات پر متفق ہیں کہ ایسے موزوں پر مسح جائز نہیں ہے، اس طرح جب ثابت ہو گیا کہ موزوں پر مسح اسی صورت میں جائز ہے جبکہ دونوں پنجے موزوں میں چھپ جائیں اور موزوں پر مسح ایسی صورت میں باطل ہے جبکہ پنجے ظاہر ہو جاتے ہوں اور یہ واضح بات ہے کہ چپل میں بھی پنجے ظاہر رہتے ہیں اور چھپنے نہیں پاتے تو چپل ان موزوں کی طرح ہو گئے جن میں سے پنجے دکھائی دیتے ہوں اور یہ بھی بالاتفاق ثابت ہو چکا ہے کہ ایسے موزے جن میں سے پنجے ظاہر ہو جاتے ہوں ان پر مسح باطل ہے تو چپل پر بھی مسح باطل ہوگا۔

19/717۔عبد خیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ قیدیوں کا معائنہ کر رہے تھے۔ آپ نے پیشاب کیا اور بعدازاں وضوء کیا اور اپنے جرابوں پر مسح کیا۔ (اس کی روایت سعید بن منصور نے کی ہے۔)

20/718۔ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ موزوں پر مسح کرتے تھے اور جرابوں پر بھی مسح کرتے تھے۔ (اس کی روایت عبدالرزاق نے کی ہے۔)

21/719۔بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ موزوں پر مسح کرو اور چمڑے کے جرابوں پر بھی مسح کرو (جو موزوں کے اوپر پہنے جاتے ہیں)۔ (اور اس کی روایت طبرانی اور بغوی نے کی ہے۔)

22/720۔عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ عبداللہ بن رواحہ اور اسامہ بن زید

رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ محلّہ ''دارحمل'' میں تشریف لے گئے تو بلال رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن رواحہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے پاس باہر آئے اور ان دونوں حضرات کو انہوں نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضوء کیا اور جرابوں پر مسح فرمایا۔ (اس کی روایت ابن عسا کرنے کی ہے۔)

23/721۔ اور امام احمد اور ابوداؤد نے بلال رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مرفوعاً روایت کی ہے۔

24/722۔ حماد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ جرابوں پر مسح کرتے تھے۔ (اس کی روایت امام محمد نے کتاب الآثار میں کی ہے۔)

موزوں کا پچھلا حصہ جو تلوؤں سے ملا ہوا ہوتا ہے اس پر مسح نہ کیا جائے

25/723۔ ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ اپنے والد عروہ رضی اللہ عنہ کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا اور وہ موزے کے پچھلے حصہ پر جو تلوؤں سے ملا ہوا تھا مسح نہیں کرتے تھے، ہشام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر وہ سر سے عمامہ اٹھاتے اور سر کا مسح کیا کرتے۔ (اس کی روایت امام محمد نے موطا میں کی ہے۔)

باوضوء موزوں کو اتارنے کی صورت میں صرف پیروں کا دھو لینا کافی ہے وضوء کا اعادہ ضروری نہیں

26/724۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک غزوہ میں تھے انہوں نے اپنے موزوں کو اتارا اور پیر دھوئے اور وضوء کا اعادہ نہیں کیا۔

27/725۔ ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ جب تم باوضوء رہ کر

موزوں پر مسح کر چکے ہو اور تم نے موزوں کو اتار دیا ہے تو اپنے پیروں کو دھولو۔
(اس کی روایت امام محمد نے ''کتاب الآثار'' میں کی ہے۔)

(11/16) بَابُ التَّيَمُّمِ

(یہ باب ہے تیمّم کے بیان میں)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ : ﴿ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْجَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ﴾ اورارشاد باری تعالیٰ ہے(سورہ نساء،پ:5،ع:7،آیت نمبر:43، میں)اوراگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی رفع حاجت سے آئے یا تم نے عورتوں سے جماع کیا اور تم کو پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمّم کرلو،اس طرح کہ اپنے چہرہ اور ہاتھوں کا مسح کرو۔

وَقَوْلُهُ تعَالٰى: ﴿وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِىْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوا ﴾ ۔اورارشاد باری تعالیٰ ہے(سورہ نساء،پ:5،ع:4،آیت نمبر:43،میں)اوراسی طرح نہانے کی حاجت ہوتو بھی نماز کے پاس نہ جانا یہاں تک کہ غسل کرلو(ہاں سفر کی حالت میں) راستہ چلے جارہے ہو اور پانی نہ ملے تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لو۔

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿مَايُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ. ﴾ اورارشاد باری تعالیٰ ہے(سورہ مائدہ،پ:6،ع: 2،آیت نمبر:6،میں)اللہ تعالیٰ (صرف پانی کو مطہر رکھ کرتم پر کسی طرح کی تنگی کرنی نہیں چاہتے بلکہ تم کو صاف اور ستھرا رکھنا چاہتے ہیں(اسی لئے پانی نہ ہونے کی صورت میں تیمّم کو جائز رکھا) کہ تم پر اپنا انعام پورا کردیں تا کہ تم (اس کا) شکر اداء کرتے رہو۔

وہ واقعہ جس میں آیت تیمّم نازل ہوئی

1/726۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے راویت ہے آپ فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کے ایک سفر میں نکلے یہاں تک کہ جب ہم مقام بیداء یا ذات الجیش پہنچے تو میرا ایک ہار ٹوٹ کر گر گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی تلاش کے لئے ٹھیرنا پڑا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صحابہ کو بھی ،اور ہمارا یہ قیام پانی پر تھا اور نہ تو لوگوں کے پاس پانی

تھا تو لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ نے دیکھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ٹھیرالیا اور دوسرں کو بھی حالانکہ یہ قیام پانی پر ہے اور نہ کسی کے پاس پانی ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ (یہ سن کر میرے پاس) تشریف لائے اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری ران پر سر رکھ کر سو گئے تھے آتے ہی فرمایا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اور لوگوں کو بھی روک رکھا ہے، حالانکہ ان کا قیام پانی پر ہے اور نہ ان کے ساتھ پانی ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے برا بھلا کہا اور حسب مشیت الٰہی بہت کچھ ڈانٹا اور میرے کولہے میں ہاتھ سے کونچے دینے لگے چونکہ رسول اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر میرے ران پر تھا اس وجہ سے میں حرکت نہ کرسکی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی اور پانی بالکل نہ تھا تب اللہ تعالیٰ نے آیت تیمّم نازل فرمائی۔

آیت تیمّم کا نزول آل صدیق رضی اللہ عنہ کی کئی برکتوں میں سے ایک برکت ہے

اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خاندان والو تمہاری یہ پہلی برکت نہیں ہے، ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: پھر ہم نے اس اونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو اس کے نیچے ہار مل گیا۔ (اس کی روایت نسائی نے کی ہے اور بخاری اور مسلم کی روایت بھی اسی طرح ہے۔)

مٹی مسلمانوں کے لئے پانی کے قائم مقام ہے اگرچیکہ اسے دس سال تک پانی نہ ملے

2/727۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پاک مٹی مسلمان کے لئے پانی (کے قائم مقام ہے) اگرچہ وہ دس سال تک پانی نہ پائے اور جب اس کو پانی مل جائے تو غسل کرلے یہ اس کے لئے بہتر ہے۔

(اس کی روایت امام احمد، ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے اور نسائی کی روایت میں بھی

عشر سنین (دس سال) کے الفاظ تک اسی طرح ہے۔)

زجاج نے کہا کہ 'صعید' زمین کی سطح کو کہتے ہیں خواہ اس پر مٹی ہو یا نہ ہو یا ایسی چٹان ہو کہ اس پر گرد نہ ہو، زجاج نے یہ بھی کہا ہے کہ ''صعید'' کو سطح زمین کہنے میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے۔

حنفی مذہب میں تیمّم وضوء کا کامل طور پر قائم مقام ہے، اس لئے تیمّم کا حکم بعینہ وضوء کے حکم کی طرح ہے ان جزئیات کی تفصیل جو اس کلیہ کی وجہ سے مترتب ہوتے ہیں

ہمارے علماء نے وضاحت کی ہے کہ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ تیمّم وضوء کا مطلقاً یعنی کامل طور پر قائم مقام ہے تیمّم کا وضوء کے کامل طور پر قائم مقام ہونے کی حیثیت سے تیمّم پانی کے ملنے تک رافع حدث یعنی ناپاکی کو ایسا ہی دور کردینے والا ہے جیسا کہ پانی اور تیمّم اپنے اصل یعنی پانی کی طرح ایسا ہی پاک کرنے والا ہوگا، جیسا کہ خود پانی اور نماز کے وقت کا گذر جانا تیمّم کو نہیں توڑے گا جس طرح وقت کے گذرنے سے وضوء نہیں ٹوٹتا بلکہ تیمّم کا حکم بعینہ وضوء کے حکم کی طرح ہے کہ وقت کے اندر اور وقت کے قبل بھی جائز ہے اور تیمّم سے فرض اور نفل جتنی نمازیں چاہیں اداء کرسکتے ہیں اور ان ہی وجوہ کی بنا پر تیمّم اور وضوء کو جمع نہیں کیا جاسکتا کہ بدل اور مبدل یعنی قائم مقام اور اصل کا جمع کرنا درست نہیں ہے اور تیمّم کے مطلق قائم مقام ہونے کی وجہ سے یہ ضروری نہیں کہ خارج نماز پانی کے ملنے پر بھی تیمّم باطل ہوجائے بلکہ جس طرح خارج نماز پانی مل جانے سے تیمّم باطل ہوجاتا ہے بالکل اسی طرح دوران نماز میں بھی پانی کے مل جانے کے علم سے بھی تیمّم باطل ہوجائے گا، علاوہ ازیں اس حدیث کے الفاظ (عشر سنین) یعنی دس برس تک پانی نہ ملنے کی صورت میں بھی برابر تیمّم کرتا رہے، سے اس بات کی دلیل ملتی ہے کہ تیمّم مطلقاً وضوء کا قائم مقام ہے نہ کہ ضرورتاً، یہ حنفی مذہب ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تیمّم ضرورتاً ادائے فرض کے لئے وضوء کا قائم مقام ہے

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تیمّم ضرورتاً وضوء کا قائم مقام ہے، تیمّم کے ضرورتاً قائم مقام ہونے کی حیثیت سے امام موصوف کے پاس تیمّم حقیقت میں حدث کو دور کرنے والا نہ ہوگا بلکہ حدث کے باقی رکھتے ہوئے ادائی فرض کے لئے تیمّم ان کے پاس جائز ہوگا، یہی وجہ ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ

کے مسلک کے لحاظ سے وقت کے پہلے تیمّم جائز نہیں کیوں کہ وقت نماز کے شروع ہونے پرادائی فرض کے لئے تیمّم کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔(عمدۃ الرعایۃ)12

3/728۔حضرات علی،عبداللہ بن عمرو،ابو ہریرہ، جابر،ابن عباس، حذیفہ،انس،ابوامامۃ اور ابوذر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے،ان سب حضرات نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لئے تمام روئے زمین،نماز کی جگہ اور تمام روئے زمین پاک کرنے والی بنادی گئی ہے۔(اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور بخاری کی روایت بھی اسی طرح ہے۔)

اس امت کا امتیاز کہ تمام روئے زمین اس کے لئے سجدہ گاہ ہے اور تمام روئے زمین پانی نہ ملنے کی صورت میں اس امت کے لئے پانی کا قائم مقام ہے

ف:اس حدیث میں ارشاد مبارک ہے کہ میرے لئے تمام روئے زمین کو نماز کی جگہ بنادیا گیا ہے،اس سے اس امت کی خصوصیت کی طرف اشارہ ہے کہ جس طرح سابقہ امتوں پر نماز بجز کلیسوں اور عبادت خانوں کے جائز نہیں تھی اس کے برخلاف اس امت کو یہ امتیاز عطا فرمایا گیا ہے کہ یہ جہاں نماز اداء کرنا چاہیں وہاں جائز ہوجائے گی،اس حدیث میں دوسرا ارشاد یہ ہے کہ تمام روئے زمین میرے لئے طہور یعنی پاک کرنے والی قرار دی گئی ہے،اس سے مقصود یہ ہے کہ جہاں پانی نہ ملے تو مٹی یا اس کی جنس سے تیمّم کرلے جو وضوء اور غسل ہر دو کے لئے کافی ہوجائے گا۔(مرقات)12۔

4/729۔عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے،حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاضرین کو نماز پڑھائی، جب آپ(نماز سے)فراغت کے بعد(قوم کی جانب)متوجہ ہوئے تو آپ نے اچانک ایک شخص کو دیکھا کہ وہ دور بیٹھا ہوا ہے اور اس نے جماعت کے ساتھ نماز اداء نہیں کی ہے،حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے فلاں شخص کس چیز نے تم کو قوم کے ساتھ نماز پڑھنے سے روک رکھا ہے؟ اس شخص نے جواب دیا کہ مجھے جنابت لاحق ہوگئی ہے اور پانی نہیں ہے اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے فرمایا کہ تم پاک مٹی سے تیمّم کرلو، یہی تمہارے لئے غسل کے بجائے کافی ہے۔(اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔)

آیت ﴿ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ ﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے مطابق مسافر کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ وہ پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمّم کرکے نماز اداء کرے گا

5/730۔علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے قول باری تعالیٰ ﴿ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ ﴾ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ یہ آیت مسافر کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جس کو جنابت لاحق ہوگئی ہو (وہ پانی نہ ملنے کی صورت میں) تیمّم کرکے نماز اداء کرے۔

6/731۔اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ نہانے کی حاجت ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ ہاں مسافر ہو اور پانی نہ ملے تو پانی کے حاصل ہونے تک تیمّم کرکے نماز اداء کرلیا کرو۔

(اس کی روایت بیہقی، ابن ابی شیبہ، فریابی، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے کی ہے۔)

7/732۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قول باری تعالیٰ ''وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ'' کے متعلق روایت ہے، انہوں نے کہا کہ جب تمہیں پانی مل گیا ہے تو (غسل کرنے تک) نماز کے قریب نہ جاؤ ،اگر تم نے پانی نہیں پایا تو تمہارے لئے جائز قرار دیا گیا ہے کہ زمین پر ہاتھ مار کر تیمّم کرلو۔(اس کی روایت ابن جریر نے کی ہے)۔

8/733۔اور عبد بن حمید نے بھی متعدد اسناد سے اس کی روایت کی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی آیت ﴿وَلَا جُنُبًا﴾ الخ کے بارے میں بھی مسافر ہی منقول ہے

9/734۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قول باری تعالیٰ: ﴿ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ ﴾

کے بارے میں روایت ہے، انہوں نے کہا کہ اس آیت میں وہ مسافر مراد ہے جس کو پانی نہ ملے تو وہ تیمّم کر کے نماز پڑھ لے۔ (اس کی روایت طبرانی، ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے کی ہے۔)

تیمّم کرنے کا طریقہ

10/735۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ جنگل میں چند رہنے والے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ان لوگوں نے کہا کہ ہم ریگستان میں تین چار مہینے رہا کرتے ہیں اور ہم میں جنبی اور نفاس وحیض والی عورتیں ہوا کرتی ہیں اور ہمیں پانی نہیں ملتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم زمین پر تیمّم کر لیا کرو، پھر آپ نے چہرے کے لئے زمین پر ایک دفعہ ہاتھ مار کر چہرے پر مل لیا اور دوسری مرتبہ زمین پر ہاتھ مار کر دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کیا۔ (اس کی روایت امام احمد، طبرانی اور ابو یعلیٰ نے کی ہے۔)

تیمّم کرنے میں وضوء اور غسل دونوں برابر ہیں

11/736۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ مجھے جنابت لاحق ہوگئی تو میں مٹی میں لوٹ گیا، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کی ضرورت نہیں بلکہ اس طرح زمین پر ہاتھ مارو کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مار کر چہرے کا مسح فرمایا پھر دوبارہ دونوں ہاتھوں کو زمین پر مار کر دونوں ہاتھوں کا مسح کہنیوں سمیت فرمایا۔

(اس کی روایت حاکم نے مستدرک میں کی ہے اور وضاحت کی ہے کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہے اور ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارنے کے بعد کنکریوں کے گرانے کے لئے ہر ہاتھ کے انگوٹھے کو دوسرے ہاتھ کے انگوٹھے پر مار کر جھٹک دیا۔

12/737۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت

کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تیمّم یہ ہے کہ ایک دفعہ زمین پر ہاتھ مارنا چہرے کے لئے اور دوسری دفعہ ہاتھ مارنا کہنیوں سمیت ہاتھوں کے لئے۔ (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے۔)

(اور وضاحت کی ہے کہ اس حدیث کے جملہ راوی ثقہ ہیں اور حاکم کی روایت بھی اسی طرح ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہے۔)

13/738۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما، سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تیمّم دو دفعہ (زمین پر) ہاتھ مارنا ہے، ایک دفعہ تو چہرے کے لئے اور دوسری دفعہ کہنیوں سمیت ہاتھوں کے لئے۔ (اس کی روایت حاکم اور دارقطنی اور ابن عدی نے کی ہے۔)

14/739۔ اور بزار نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح بہ سند مرفوع روایت کی ہے۔

15/740۔ اسلع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو (تیمّم کرنے کا طریقہ) بتلایا کہ کس طرح مسح کروں۔ پس آپ نے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مار کر چہرے پر ہاتھ پھیرنے کے لئے دونوں ہاتھوں کو اٹھالیا پھر دوسری دفعہ زمین پر ہاتھ مار کر دونوں ہاتھوں کے اندرون و بیرون دونوں حصوں کا مسح اس طرح فرمایا کہ دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت مسح میں آ گئے اور کچھ حصہ بھی نہیں چھوٹا۔ (اس کی روایت بیہقی، دارقطنی اور طبرانی نے کی ہے۔)

16/741۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو غزوہ ذات السلاسل کے ساتھ روانہ فرمایا تو مجھے ایک نہایت سردی کی رات میں احتلام ہوگیا، مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر غسل کرلوں تو ہلاک ہوجاؤں گا چنانچہ میں نے تیمّم کرلیا پھر میں نے اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھائی اور جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچا تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر کیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عمرو (رضی

اللہ عنہ) تم نے اپنے ساتھیوں کی نماز ایسی حالت میں پڑھادی کہ تم جنبی تھے میں نے عرض کیا کہ ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نہایت ٹھنڈی یا سخت سردی کی رات محتلم ہوگیا اور خوف کیا کہ اگر غسل کرلوں تو میں ہلاک ہوجاؤں گا اور مجھے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا﴾ (سورۂ نساء۔آیت نمبر:29) اپنی جانوں کو ہلاکت میں مت ڈالو تحقیق اللہ تم پر بڑے مہربان ہیں) یاد آیا تو میں نے تیمّم کیا پھر اسی سے نماز اداء کی یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس پڑے اور کچھ نہیں فرمایا۔

(اس کی روایت امام احمد، ابوداؤد، حاکم، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے کی ہے اور طبرانی کی روایت بھی اسی طرح ہے۔)

17/742۔علی رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے متعلق روایت ہے جو سفر میں ہو اور اس کو جنابت لاحق ہوجائے اور اس کے ساتھ تھوڑا سا پانی ہو، اگر اس پانی سے غسل کرلے تو پیاسا رہنے کا اندیشہ کرتا ہو تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ تیمّم کرلے اور غسل نہ کرے۔(اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے۔)

18/743۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب جنازہ آجائے اور تم بے وضوء ہو (اور وضوء کرنے کا تک نماز جنازہ کے فوت ہوجانے کا خوف ہو) تو تیمّم کرلو۔(اس کی روایت ابن عدی نے کی ہے۔)

غیر ولی بے وضوء ہونے کی حالت میں پانی کے ملنے کے باوجود نماز جنازہ کے فوت ہوجانے کے اندیشہ سے تیمّم کرکے نماز جنازہ میں شریک ہوجائیں

ف: اس حدیث میں مذکور ہے کہ نماز جنازہ تیار ہو اور اندیشہ ہو کہ اگر وضوء کرنے لگیں تو نماز جنازہ فوت ہوجائے گی تو ایسی صورت میں جائز ہے کہ تیمّم کرلے اور نماز جنازہ میں شریک ہوجائے

کیونکہ نماز جنازہ کا بدل اور قائم مقام کوئی اور نماز نہیں ہے البتہ میت کا ولی یعنی ایسے قریبی رشتہ دار ہو کہ جس کو نماز جنازہ پڑھانے کا حق ہے اور اسی طرح بادشاہ اور قاضی یہ تینوں مذکورۂ بالا صورت میں تیمّم نہیں کریں گے بلکہ وضوء ہی کریں گے اس لئے کہ ان کا انتظار کیا جاسکتا ہے۔12

19/744۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب تم کو اندیشہ ہو کہ جنازہ کی نماز تم سے چھوٹ جائے گی اور تم بے وضوء ہو تو تیمّم کرلو اور نماز جنازہ پڑھ لو۔

(اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے اور اس حدیث کی راوی صرف مغیرہ رضی اللہ عنہ کے سوا سب کے سب مسلم کے راوی ہیں اور زیلعی نے کہا ہے کہ مغیرہ بھی ثقہ اور قابل حجت ہیں۔)

20/745۔ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک جنازہ لایا گیا اور اس وقت ابن عمر رضی اللہ عنہما بے وضوء تھے تو انہوں نے تیمّم کیا اور نماز جنازہ پڑھ لی۔

(اس کی روایت دارقطنی اور بیہقی نے ''معرفہ'' میں کی ہے۔)

21/746۔حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو نماز جنازہ پڑھنا چاہتا تھا مگر بے وضوء ہے اور اگر وہ وضوء کرنے کے لئے جائے تو نماز جنازہ چھوٹ جاتی ہے تو حسن بصری رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ وہ تیمّم کرلے اور نماز جنازہ پڑھ لے۔(اس کی روایت سعید بن منصور نے کی ہے۔)

22/747۔ ابراہیم رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے متعلق روایت ہے کہ جس کے پاس یکا یک جنازہ آجائے اور وہ بے وضوء ہے تو آپ نے فرمایا کہ تیمّم کرلے اور اس جنازہ کی نماز پڑھ لے۔(اس کی روایت طحاوی نے کی ہے۔)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم حالت جنابت میں سونے کا ارادہ فرماتے تو وضوء یا تیمّم کرلیتے

23/748۔ام المؤمنین عائشہ رضی للہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جب جنبی ہو جاتے تھے اور سونے کا ارادہ فرماتے تو وضوء فرماتے یا تیمّم کرتے۔
(اس کی روایت بیہقی نے اسناد حسن کے ساتھ کی ہے۔)

24/749۔ ابوالجہیم بن الحارث بن الصمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "بئر جمل" کی جانب سے (جو ایک کنواں تھا) تشریف فرما ہوئے تو ایک شخص آپ سے ملا اور آپ کو اس نے سلام کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا، یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیوار کی طرف بڑھے اور اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کا مسح فرمالیا (یعنی تیمّم فرمائے) اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ (اس کی روایت بخاریؔ اور مسلمؔ نے متفقہ طور پر کی ہے۔)

واضح ہو کہ عبادتیں دو طرح کی ہوا کرتی ہیں ایک وہ عبادتیں جن کا قائم مقام اور بدل موجود ہے

وہ عبادتیں جن کا قائم مقام اور بدل موجود نہیں ہے وضوء کرنے تک ان کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو تو شرائط تیمّم کے پائے جانے کے بغیر ان کی ادائی کے لئے تیمّم کیا جاسکتا ہے جیسے نماز جنازہ وغیرہ اور وہ عبادتیں جن کا قائم مقام اور بدل موجود ہے، ان کے فوت ہو جانے کے اندیشہ سے شرائط تیمّم کے بغیر تیمّم نہیں کیا جاسکتا جیسے جمعہ اور پنجگانہ نمازیں

جیسے نماز جمعہ کہ اس کا قائم مقام ظہر ہے اور نماز پنجگانہ کہ ان کا قائم مقام اور بدل ان کی قضاء ہے اور دوسری وہ عبادتیں کہ جن کا بدل اور قائم مقام موجود نہیں جیسے نماز جنازہ اور عیدین وغیرہ، ہمارے علماء نے کہا ہے کہ مذکورہ بالا ان حدیثوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایسی عبادتیں کہ جن کا قائم مقام اور بدل موجود نہیں ہے اور وضوء کرنے تک وقت کے گذر جانے یا نماز کے ختم ہو جانے سے ان کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو تو ایسی عبادتوں میں باوجودیکہ صحت مند ہوں اور پانی موجود ہو اور پانی کے

استعمال پر قدرت بھی حاصل ہو، ان ساری صورتوں کے باوجود تیمّم جائز ہے جیسے نماز جنازہ وعیدین، نماز کسوف، سلام اور جوابِ سلام وغیرہ۔ اور ایسی عبادتیں جن کا قائم مقام اور بدل موجود ہے، ان کے فوت ہو جانے کے اندیشہ سے تیمّم نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ ان کا بدل اور قائم مقام موجود ہے جیسے جمعہ اور پنجگانہ نمازیں۔12

پانی کی تلاش اور انتظار میں تیمّم کو نماز کے آخری وقت تک مؤخر کیا جاسکتا ہے

25/750۔علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ جب پانی نہ پائے تو تیمّم کو نماز کے آخری وقت تک کے لئے (پانی کی تلاش اور انتظار میں) مؤخر کردے۔

(اس کی روایت عبدالرزاق نے کی ہے۔)

26/751۔ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ دو آدمی سفر کو نکلے جب نماز کا وقت آ گیا تو دونوں کے ساتھ پانی نہ تھا، دونوں نے پاک مٹی سے تیمّم کر کے نماز اداء کی، بعد ازاں دونوں نے وقت نماز کے اندر ہی پانی پالیا تو ان میں سے ایک شخص نے وضوء کر کے نماز دہرائی لیکن دوسرے نے نہیں دہرائی پھر دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دونوں نے اپنے واقعہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص سے مخاطب ہو کر فرمایا جس نے نماز دہرائی نہ تھی کہ تم نے سنت کو پالیا اور تمہاری نماز تم کو کافی ہوئی اور جس نے وضوء کر کے نماز دہرائی تھی، ان سے فرمایا کہ تمہارے لئے دگنا اجر ہے۔ (اس کی روایت ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے)

اور نسائی کی روایت بھی اسی طرح ہے۔

27/752۔اور نسائی اور ابوداؤد نے بطور مرسل عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

تیمّم سے نماز پڑھنے والا نماز سے فارغ ہونے کے بعد پانی موجود پائے تو اس پر نماز کا اعادہ نہیں ہے

ف: علماء کا اس پر اجماع ہے کہ اگر تیمّم سے نماز پڑھنے والا نماز سے فارغ ہوجانے کے بعد پانی دیکھ لے تو اس پر نماز کا اعادہ نہیں اگرچیکہ وقت باقی ہو، البتہ علماء کا اختلاف اس صورت میں ہے کہ نماز شروع کرنے کے بعد نماز کی حالت میں پانی مل جائے تو احناف کے سوا جمہور کا مسلک یہ ہے کہ نماز کو نہ توڑے اس کی نماز درست ہوجائے گی، چنانچہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پاس اور امام احمد رحمۃ اللہ کی ایک دوسری روایت میں اس طرح مذکور ہے کہ اس شخص کا تیمّم باطل ہوجائے گا اور اگر تیمّم کرنے کے بعد نماز شروع کرنے سے قبل پانی مل جائے تو اس شخص کے تیمّم کے باطل ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔12

پٹیوں یعنی بدّے کی پھچیوں پر مسح کیا جاسکتا ہے

28/753۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پٹیوں (یعنی بدے کی پھچیوں) پر مسح فرمایا کرتے تھے۔ (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے۔)

29/754۔ زید بن علی رضی اللہ عنہ اپنے والد علی رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے اپنے دادا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری ایک کلائی ٹوٹ گئی تو میں نے اس کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو حکم دیا کہ بدّے کی پھچیوں پر مسح کیا کرو، اور تیمّم کی ضرورت نہیں ہے۔ (اس کی روایت ابن ماجہ، بیہقی اور دارقطنی نے کی ہے۔)

زخم پر پٹی باندھی گئی ہو تو پٹی پر مسح کیا جائے اور مابقی عضو یا بدن کو دھولیا جائے

ف: اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ زخم پر پٹی باندھی گئی ہو تو پٹی پر مسح کیا جائے اور بدن کے مابقی صحیح حصہ کو دھولیا جائے اور صحیح حصہ بدن کو دھو کر پٹی پر مسح کے بجائے تیمّم کرنا جائز نہیں ہے کیوں کہ اس سے وضوء اور تیمّم کو جمع کرنا لازم آتا ہے، حالانکہ بدل اور مبدل کو جمع کرنا درست نہیں ہے، یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہے، البتہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ پٹی پر مسح کرنے کے بجائے تیمّم کیا جائے اور مابقی حصہ بدن کو دھولیا جائے۔(مرقات اور ملتقی)12۔

زخم کی پٹی کی وجہ سے عضو کا جو حصہ کپڑے سے ڈھکا رہتا ہے اس پر بھی مسح کیا جائے

30/755۔ابن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق مروی ہے کہ آپ نے ایسی حالت میں وضوء کیا کہ آپ کی ہتھیلی پر پٹی باندھی ہوئی تھی تو آپ نے (ہتھیلی کے دوسرے جانب کے) اس حصہ پر مسح کیا جو زخم کی پٹی کی وجہ سے کپڑے سے ڈھکا ہوا تھا (اور ہتھیلی کی) پٹی پر بھی مسح کیا، اس کے بعد دوسرے اعضائے وضوء کو دھولیا اور تیمّم نہیں فرمایا۔(اس کی روایت منذری نے کی ہے۔)

ف: اس حدیث سے بھی حنفی مسلک کی تائید ہوتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے زخم کے علاوہ مابقی حصہ بدن کے دھونے اور زخم پر مسح کرنے کو جمع فرمایا اور دھونے اور تیمّم کو جمع نہیں فرمایا ہے۔(ملتقی میں ایسا ہی مذکور ہے۔)

(12/17) بَابُ الْغُسْلِ الْمَسْنُوْنِ

(یہ باب ہے مسنون غسل کے بیان میں)

روز جمعہ غسل کرنے والے کے تمام گناہ اور خطائیں معاف کردی جاتی ہیں

1/756۔ابوبکر صدیق اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے دن غسل کیا تو اس کے تمام گناہ اور خطائیں معاف کردی جاتی ہیں اور جب وہ نماز جمعہ کے لئے چلنے لگتا ہے تو اس کے لئے ہر قدم پر بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔(اس کی روایت طبرانی نے کبیر اور اوسط میں کی ہے۔)

2/757۔اور ابن حِبّان کی رِوایت میں ہے کہ جس نے جمعہ کے دن غسل کیا تو وہ آئندہ جمعہ تک پاک رہے گا۔

روز جمعہ کے غسل کے سنت ہونے کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی توضیح

3/758۔عِکْرِمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ عراق کے چند لوگ آئے اور ان لوگوں نے کہا کہ اے ابن عباس رضی اللہ عنہما کیا آپ جمعہ کے دن کے غسل کو واجب سمجھتے ہیں؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نہیں' بلکہ وہ بڑی پاکی کی بات ہے اور غسل کرنے والے کے حق میں بہتر ہے اور جس نے اس دن غسل نہیں کیا تو اس پر واجب بھی نہیں اور میں تم کو بتلاتا ہوں کہ (جمعہ کے دن) غسل کی ابتداء کس طرح ہوئی، لوگ محنت مزدوری کیا کرتے تھے اور کمبل پہنتے تھے اور اپنے پیٹھوں پر بوجھ ڈھوتے تھے اور ان کی مسجد تنگ تھی اور چھت ان کے قریب تھا (یعنی زیادہ بلند نہ تھا) گویا کہ وہ چھپر تھا (مثل منڈوے کے) ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور گرمی کا موسم تھا لوگوں کو کمبل کے لباس میں پسینہ آیا جس سے بو پھیلی اور ایک کو دوسرے کے

پسینہ کی بو سے تکلیف پہنچی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح کی بو موجود پائے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! جب جمعہ کا دن آئے تو غسل کرلیا کرو اور چاہئے کہ تم میں سے ہر ایک بہتر سے بہتر تیل اور خوشبو جو اسے میسر ہو لگایا کرے، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے مال سرفراز فرمایا اور لوگ کمبل کے لباس کے سوا دوسرے کپڑے پہننے لگے اور محنت کے کام سے بچ گئے اور ان کی مسجد وسیع کردی گئی اور پسینہ کی وجہ سے ایک دوسرے کو جو اذیت پہنچتی تھی وہ جاتی رہی۔ (اس کی روایت ابوداؤد اور طحاوی نے کی ہے۔)

4/759۔ حماد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، وہ ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں حماد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے روز جمعہ کے غسل اور پچھنا لگانے کے بعد غسل اور عیدین کے غسل کے متعلق دریافت کیا، انہوں نے جواب دیا کہ اگر غسل کرلو تو بہتر ہے اور اگر غسل نہ کرو تو تم پر کوئی گناہ نہیں، میں نے ان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ جو جمعہ کو جائے تو وہ غسل کرے، ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ کیوں نہیں ؟ (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا فرمایا ہے) لیکن یہ غسل ان چیزوں میں سے نہیں ہے جو واجب ہیں بلکہ یہ حکم اللہ تعالیٰ کے ارشاد " وَاَشۡهِدُوۡۤا اِذَا تَبَايَعۡتُمۡ "یعنی جب تم خرید وفرخت کرتے ہو تو گواہ رکھ لیا کرو) کی طرح ہے تو جس نے گواہ رکھا اس نے اچھا کیا اور جس نے گواہ رکھنا ترک کیا تو اس پر گواہ رکھنا واجب نہیں اور یہ (یعنی غسل جمعہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد "فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانۡتَشِرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ" یعنی جب نماز جمعہ ہوجائے تو زمین میں پھیل جاؤ) کی طرح ہے تو جو نماز جمعہ کے ختم پر باہر نکل جائے تو اس پر کوئی حرج نہیں اور جو بیٹھ جائے تو مضائقہ نہیں۔ (اس کی روایت امام محمد نے مؤطا میں کی ہے۔)

5/760۔ سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے دن وضوء کیا تو اس نے فرض اداء کیا اور خیر اچھا کیا اور جس نے غسل کیا تو اس کا غسل کرنا افضل ہے۔(اس کی روایت امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور دارمی نے کی ہے۔)

6/761۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ جمعہ کے دن غسل کرنا سنت ہے۔(اس کی روایت بزّار نے کی ہے اور اس حدیث کے سب راوی ثقہ ہیں جو مجمع الزوائد میں مذکور ہے۔)

جو کسی وجہ سے جمعہ کے دن غسل نہ کرے تو اس پر کوئی حرج نہیں

7/762۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص جمعہ کے لئے آئے تو وہ غسل کرلیا کرے اور جب موسم سرما آگیا تو ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہم کو جمعہ کے لئے غسل کا حکم دیا ہے، اب تو موسم سرما آگیا ہے اور ہم سردی محسوس کرتے ہیں، اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے غسل کیا تو اس نے سنت پر عمل کیا اور بہت اچھا کیا اور جس نے غسل نہیں کیا تو اس پر کوئی حرج نہیں۔(اس کی روایت ابن عدی نے ''کامل'' میں کی ہے۔)

8/763۔ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بالغ پر جمعہ کے لئے جانا واجب ہے اور جو مسجد کو جائے تو اس پر غسل کرنا (سنت ہے۔)(اس کی روایت طحاوی نے کی ہے۔)

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ہر ہفتہ میں ایک دن غسل کیا کرے

9/764۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ ہر ہفتہ میں ایک دن غسل کرے کہ جس میں اپنے سر اور اپنے پورے

جسم کو دھولیا کرے۔(اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔)

ہفتہ واری غسل کا دن جمعہ مقرر کرلیا جائے تو سنت کی ادائی ہو جاتی ہے

ف: اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہفتہ میں ایک دن غسل کو جولازم فرمایا ہے اگر وہ دن جمعہ کا مقرر کرلیں تو اس سے سنت کی ادائی بھی ہو جاتی ہے۔12

10/765۔ فَاکِہُ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روز جمعہ اور روز عید الفطر اور روز عید قربانی اور روز عرفہ میں غسل کیا کرتے تھے۔

(اس کی روایت امام احمد اور طبرانی نے کی ہے۔)

یوم عرفہ میں غسل ان حضرات کے لئے سنت ہے جو میدانِ عرفات میں ہوں

ف: حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی میں لکھا ہے، عرفہ کے دن غسل میدان عرفات میں وقوف عرفہ کے لئے مسنون ہے تو اس دن تمام دنیا کے مسلمانوں پر غسل مسنون نہ ہوگا بلکہ ان ہی حضرات پر یہ غسل مسنون ہوگا جو عرفات میں ہوں اور وقوف عرفہ کررہے ہوں۔(عمدۃ الرعایۃ)12۔

11/766۔ مصعب بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ثابت بن قتادہ رضی اللہ عنہ، نے کہا کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ، نے ثابت رضی اللہ عنہ، سے کہا کہ جمعہ کے لئے غسل کرلو۔تو ثابت رضی اللہ عنہ، نے ان سے کہا کہ میں نے جنابت کی وجہ سے غسل کرلیا ہے۔(اس کی روایت طحاوی نے کی ہے۔)

عیدین میں غسل سنت ہے

12/767۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روز عید الفطر اور روز عید الاضحیٰ میں غسل فرمایا کرتے تھے۔(اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔)

13/768۔ عروۃ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عید کے لئے غسل کیا اور فرمایا کہ یہ سنت ہے۔(اس کی روایت بیہقی نے کی ہے۔)

14/769۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ عید الفطر کے دن نماز کے لئے نکلنے سے قبل غسل کرتے تھے۔ (اس کی روایت امام مالک نے کی ہے۔)

15/770۔ فاکہ بن سعد رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر کے دن اور عید قربانی کے دن اور عرفہ کے دن غسل فرمایا کرتے تھے۔ (اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔)

16/771۔ خارجہ بن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، ان کے والد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احرام کے لئے کپڑے اتارے اور غسل فرمایا۔ (اس کی روایت ترمذی اور دارمی نے کی ہے۔)

17/772۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا، سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مکہ معظّمہ کو روانہ ہوتے اور جس وقت احرام باندھنے کا ارادہ فرماتے تو غسل فرماتے تھے۔

(اس کی روایت طبرانی نے کی ہے۔)

حاجی کے لئے احرام باندھتے وقت غسل کرنا سنت ہے

18/773۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ یہ سنت ہے کہ جب احرام کا ارادہ کرے تو غسل کرلے۔ (اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے۔)

وہ چار چیزیں جن کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل فرمایا کرتے تھے

19/774۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار چیزوں کی وجہ سے غسل فرمایا کرتے تھے: (1) جنابت کی وجہ سے اور (2) بروز جمعہ اور (3) پچھنا لگوانے کی وجہ سے اور (4) میت کو غسل دینے سے۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔)

میت کو غسل دینے والے کے لئے غسل اور میت کو اٹھانے والے کے لئے وضوء مستحب ہے

20/775۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میت کو غسل دے تو وہ غسل کرلے۔ (اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔)

اور امام احمد، ترمذی اور ابوداؤد نے یہ اضافہ کیا ہے کہ: جو میت کو اٹھائے تو وہ وضوء کرلے۔

21/776۔ قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اسلام قبول کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ ایسے پانی سے غسل کرلیں کہ جس میں بیری کے پتے ڈالے گئے ہوں۔ (اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔)

جب کوئی اسلام قبول کرلے تو اس کو چاہئے کہ غسل کرلے اور کفر کی حالت کے بالوں کو مونڈھ دے

22/777۔ واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ جب میں نے اسلام قبول کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پانی اور بیری کے پتے سے غسل کرلو اور کفر کی حالت کے بالوں کو اپنے سے مونڈھ دو۔ (اس کی روایت ابونعیم نے کی ہے۔)

23/778۔ اور طبرانی نے کبیر میں اسی طرح قتادہ ابی ہشام سے روایت کی ہے اور اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں اور یہ مجمع الزوائد میں مذکور ہے۔

24/779۔ نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ جب ابن عمر رضی اللہ عنہما حرم (یعنی مکۃ المکرّمہ) کے قریب ترین مقام کو پہنچ جاتے تو ٹھیر جایا کرتے اور مقام ذی طویٰ میں شب گذارتے پھر صبح کی نماز وہیں اداء کرتے اور وہیں پر غسل کرتے تھے اور یہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل مبارک بھی ایسا ہی تھا۔ (اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔)

(13/18) بَابُ الحَيْضِ

(یہ باب ہے حیض کے بیان میں)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ :﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَاَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ﴾ ۔ اوراللہ تعالیٰ کاارشاد ہے(سورہ بقرہ،پ:2،ع:28،آیت نمبر:222،میں)اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم !لوگ آپ سے حیض کے بارے میں دریافت کرتے ہیں،آپ کہہ دیجئے کہ حیض گندگی ہے،اس لئے تم حیض کی حالت میں عورتوں سے دور رہو۔(یعنی جماع نہ کرو۔)

عورت شادی شدہ ہو یا کنواری دونوں کے لئے حیض کی کم از کم مدت تین دن اور زائد سے زائد دس دن ہے

1/780۔ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باکرہ اور ثَيِّبَہ دونوں کے لئے کم از کم حیض کی مدت تین دن کی ہے اور زائد سے زائد مدت دس دن کی ہے،اس لئے اگر حیض دس دن سے زیادہ ہوجائے تو عورت مستحاضہ کہلائے گی ۔(اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے۔)

مستحاضہ کی تعریف اوراس کا حکم

ف:مستحاضہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کے رحم سے خون بغیر ایامِ حیض اور نفاس کے جاری رہتا ہے،عورت کے رحم میں ایک رگ ہوتی ہے جس کو''عاذل'' کہتے ہیں اوراس رگ کے پھٹ جانے سے خون جاری ہوتا ہے تو عورت کو جب اس قسم کا خون جاری ہو تو وہ نماز،روزہ اور تمام عبادتیں بدستور پڑھا کرے اوراس حالت میں صحبت بھی ممنوع نہیں ہے۔(مرقات 12)۔

2/781۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ حیض کی مدت (3) تین دن اور (4) چار دن اور (5) پانچ دن اور (6) چھ دن اور (7) سات دن اور (8) آٹھ دن اور (9) نو دن اور (10) دس دن ہے اور جب دس دن سے زائد ہو جائے تو عورت مستحاضہ کہلائے گی۔ (اس کی روایت ابن عدی نے کی ہے۔)

3/782۔ اور دار قطنی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی طرح موقوفاً روایت کی ہے۔

4/783۔ واثلۃ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیض کی مدت کم از کم تین دن ہے اور زائد سے زائد مدت دس دن ہے۔ (اس کی روایت دار قطنی نے کی ہے۔)

5/784۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیض کی مدت تین دن سے کم کی نہیں، اور دس دن سے زائد مدت حیض میں شمار نہیں ہے۔ (اس کی روایت ابن عدی نے کی ہے۔)

دو حیض کے درمیان پاک رہنے کی کم سے کم مدت پندرہ دن ہے

6/785۔ خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیض کی کم سے کم مدت تین دن اور زائد سے زائد مدت دس دن کی ہے اور دو حیض کے درمیان کم سے کم پاک رہنے کی مدت پندرہ دن ہے۔ (اس کی روایت ابن الجوزی نے کی ہے۔)

ردالمحتار میں لکھا ہے کہ حیض کی کم سے کم اور زائد سے زائد مدت کے تعین کے متعلق چند صحابہ سے مختلف اسناد کے ذریعہ روایتیں آئی ہیں اور یہ تمام اسناد حسن کے درجہ تک پہنچتی ہیں جس کی تفصیل علامہ کمال اور علامہ عینی رحمہما اللہ نے شرح ہدایہ میں بیان کی ہیں اور جس کی تلخیص ''بحر'' میں بھی کی گئی ہے۔12

7/786۔ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ حیض والی

عورت کا خون دس دن سے متجاوز ہو جائے تو وہ عورت مستحاضہ کی طرح ہے، اس لئے وہ غسل کرے اور نماز پڑھے۔

(اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے اور بیہقی نے اس اثر (یعنی حدیث کے متعلق کہا ہے کہ اس کے اسناد میں کوئی مضائقہ نہیں۔)

8/787۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ حیض کی کم سے کم مدت تین دن ہے۔(اس کی روایت دارمی نے اپنی سنن میں کی ہے اور اس حدیث کے راوی مسلم کے راوی ہیں۔)

نفاس کی زائد سے زائد مدت چالیس دن ہے

9/788۔ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نفاس والی عورت چالیس دن تک بیٹھی رہا کرتی تھی۔(اس کی روایت ابوداؤد اور ترمذی نے کی ہے۔)

10/789۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفاس والی عورت کے لئے چالیس دن معین فرمایا ہے مگر یہ کہ چالیس دن کے پہلے پاکی دیکھ لے (یعنی چالیس دن کے اندر خون بند ہو جائے تو وہ پاک سمجھی جائے گی۔(اس کی روایت دارقطنی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔)

11/790۔ابودرداء اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نفاس والی عورت چالیس دن تک انتظار کرے مگر یہ کہ پاکی کو چالیس دن کے پہلے دیکھ لے اور اگر چالیس دن کی مدت کو پہنچ جائے اور پاکی نہ دیکھے تو وہ غسل کر لے اور وہ مستحاضہ کی طرح ہوگی۔(اس کی روایت ابن عدی اور ابن عسا کر نے کی ہے۔)

12/791۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایسی عورت کے متعلق روایت ہے جو حاملہ ہو

اور حمل کی حالت میں خون دیکھتی ہو تو اس کو خون کا آنا ادائی نماز کے لئے مانع نہیں ہے اس لئے کہ یہ مستحاضہ سمجھی جائے گی۔(اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں کی ہے اور اس کے راوی جماعت محدثین کے راوی ہیں۔)

حاملہ دوران حمل یا قبل ولادت خون دیکھے تو وہ استحاضہ کا خون ہوگا اور اس خون کو حیض یا نفاس قرار نہ دینے کی وضاحت

ف: ان حدیثوں کے پیش نظر صاحبِ ہدایہ نے وضاحت کی ہے کہ وہ خون جس کو حاملہ عورت حمل کے زمانہ میں دیکھے یا زچگی کے وقت بچہ کے پیدا ہونے سے پہلے دیکھے وہ استحاضہ کا خون ہوگا اور اگر دوران حمل میں خون زیادہ دنوں تک جاری رہے تو وہ بھی استحاضہ ہی ہوگا، البتہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس خون کو جو ولادت کے وقت بچہ کی پیدائش سے قبل نظر آتا ہے نفاس کا اعتبار کرتے ہوئے حیض قرار دیا ہے کیونکہ امام موصوف کے پاس نفاس کا خون اور وہ خون جو ولادت سے پہلے نظر آتا ہے رحم ہی سے نکلتے ہیں، لیکن احناف کی تحقیق یہ ہے کہ عادتاً حمل کی وجہ سے رحم کا منہ بند ہو جاتا ہے جو بچہ کے پیدا ہونے کے بعد کھلتا ہے، اس لئے ولادت سے پہلے جو خون نظر آئے گا وہ رحم کا خون نہیں ہے بلکہ ایک رگ کے پھٹ جانے کی وجہ سے آرہا ہے، اس خون کو حیض کا خون کہنا یا نفاس کا خون کہنا مناسب نہیں اور اسی بناء پر ہمارے پاس یہ استحاضہ ہی ہے۔(عمدۃ الرعایۃ میں بھی ایسا ہی مذکورہ ہے۔)

اللہ تعالیٰ حیض کے خون کو حمل کے بعد بچہ کی غذاء بنادیتے ہیں

13/792۔علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ حیض کے خون کو حاملہ سے روک دیتے ہیں اور اس حیض کے خون کو (جو رحم میں جمع ہوتا ہے) بچہ کی غذا بنادیتے ہیں (1)

ف: اس حدیث میں "تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ" کا ترجمہ تکملۂ مجمع البحار سے لیا گیا ہے۔12

14/793۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حاملہ

کے خون کو روک دیا ہے اور اسی کو بچہ کا رزق بنایا ہے۔(2)

(ان دونوں حدیثوں کی روایت ابن شاہین نے کی ہے جن کو صاحب الجوہر النقی نے نقل کیا ہے۔)

حاملہ عورت خون دیکھے تو اس کا حکم پاک عورت کا ہی ہوگا

15/794۔ ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ،انہوں نے کہا کہ اگر حاملہ عورت خون دیکھے تو وہ حائضہ نہیں ہے تو اس کو چاہئے کہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور اس سے اس کا شوہر صحبت بھی کرسکتا ہے اور وہ ان تمام کاموں کو کرسکتی ہے جو ایک پاک عورت کرتی ہے۔

(اس کی روایت امام محمد نے کتاب الآثار میں کی ہے۔)

حائضہ کو حیض کے ختم پر سفید پانی کا نظر آنا حیض کے ختم ہونے کی علامت ہے

16/795۔علقمہ بن ابی علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں جو ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ باندی تھیں،علقمہ رضی اللہ عنہ کی ماں نے کہا:عورتیں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں تھیلی میں حیض کی چندیاں رکھ کر بھیجا کرتی تھیں اگر حیض کے خون کا رنگ زرد ہوتا تو عائشہ رضی اللہ عنہا فرمادیا کرتیں کہ جلدی مت کرو، تاوقتیکہ تم حیض کو سفید پانی کی طرح نہ دیکھ لو(کیوں کہ حیض جب ختم ہوجاتا ہے تو آخر میں سفید پانی خارج ہوتا ہے جس سے رحم کی پاکی معلوم ہوتی ہے) یہ فرمانے سے اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا منشا یہ ہوتا تھا کہ حیض سے بالکل پاکی حاصل ہوجائے۔(اس کی روایت امام مالک نے کی ہے اور عبدالرزاق نے بھی اس کی روایت اسناد صحیح کے ساتھ کی ہے اور امام بخاری نے بھی اسی طرح تعلیقاً روایت کی ہے۔)

حائضہ عورت ایام حیض کے روزوں کی قضا کرے لیکن ان دنوں کی نمازیں اس کو معاف ہیں

17/796۔ معاذۃ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کی کہ کیا وجہ ہے کہ حائضہ روزے کی قضاء کرتی ہے اور نماز کی قضا نہیں کرتی؟ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کیا تم خارجی عورت ہو؟ میں جواب دی کہ جی نہیں میں خارجی عورت نہیں ہوں بلکہ صرف دریافت کرنا چاہتی ہوں، تو ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم کو حیض آیا کرتا تھا تو ہم کو روزوں کی قضاء کرنے کا حکم دیا جاتا تھا لیکن نمازوں کی قضاء کرنے کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔

(اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر روایت کی ہے۔)

ف: اس حدیث میں لفظ حروریۃ جو مذکور ہے وہ حروراء کی طرف منسوب ہے جو کوفہ کے نواح میں ایک قریہ ہے اور حروراء وہ قریہ ہے جہاں سے فتنہ خارجیت کا آغاز ہوا اور خوارج ایک ایسا فرقہ ہے جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کی ہے اور اہل سنت و جماعت کے مسلک سے ہٹ کر عقائد اور اعمال میں ایک علیحدہ راستہ اختیار کیا جو آگے چل کر ایک گمراہ فرقہ بن گیا۔

اس حدیث میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سائلہ عورت نے جب سوال کیا تو ام المومنین رضی اللہ عنہا کو اندیشہ ہوا کہ ان کا یہ سوال بداعتقادی کی وجہ سے تو نہیں ہے اس لئے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ تمہارا تعلق حروریہ یعنی فرقہ خوارج سے تو نہیں ہے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ اس لئے بھی دریافت کیا کہ خوارج کی ایک جماعت نے حائضہ پر ایام حیض میں فوت شدہ نمازوں کی قضاء کو واجب قرار دیا ہے جو خلاف اجماع ہے اور جب سائلہ عورت نے جواب دیا کہ میں خارجی نہیں ہوں تو پھر ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو جو جواب دینا تھا دیا جو صدر میں مذکور ہے۔

(عینی، معجم البلدان اور دائرۃ المعارف بستانی۔) 12۔

حیض کی حالت میں مرد کے لئے بیوی کی کیا چیز حلال ہے

18/797۔ عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت، ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میری بیوی حیض کی حالت میں ہو تو مجھے اپنی بیوی سے کیا چیز حلال ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لئے جائز ہے کہ ناف اور گھٹنے کے درمیانی حصہ پر کپڑا ڈھانک کر کپڑے کے اوپر سے نفع لیں (اور بغیر کپڑا ڈھانکے ناف اور گھٹنے کے درمیانی حصہ سے نفع لینا جائز نہیں۔) (اس کی روایت ابوداؤد، ابن ماجہ اور امام احمد نے کی ہے۔)

اور نیل میں مذکور ہے کہ ابوداؤد کی روایت میں دوراوی صدوق ہیں اور ابوداؤد کے باقی راوی بھی ثقہ ہیں۔

19/798۔ نیز اس کی روایت ابویعلی رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کی ہے اور ابویعلی رضی اللہ عنہ کے تمام راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حیض کی حالت میں مرد بیوی کے بدن سے کس طرح استفادہ کرسکتا ہے

ف: عورت جب حیض کی حالت میں ہو تو اس کے بدن سے استفادہ کے متعلق علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت کی ہے کہ عورت کی ناف اور ناف کے اوپر کے سارے بدن اور گھٹنا اور گھٹنے کے نیچے پیروں تک کے حصہ سے کپڑا ڈھانکے بغیر عورت کے جسم سے فائدہ حاصل کرنا جائز ہے بلکہ ناف اور گھٹنے کے درمیانی حصہ سے بھی کپڑا ڈھانک کر نفع حاصل کیا جاسکتا ہے اگرچہ کرسف یعنی حیض کے کپڑے پر خون آرہا ہو، امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ کا قول یہی ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قول جدید میں اسی کو اختیار کیا ہے۔ (ردالمحتار اور مرقات۔)

20/799۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ میں خود اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کی حالت میں ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے اور حیض کی حالت میں آپ مجھے حکم دیا کرتے تھے کہ میں ناف اور گھٹنے کے درمیانی حصہ پر کپڑا ڈھانک لوں اور آپ مجھ سے لپٹتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کی حالت میں (مسجد میں بیٹھ کر) میری جانب اپنے سر مبارک کو بڑھاتے (اور میں مسجد کے باہر رہتی تھی) اور حیض کی حالت میں آپ کے سر مبارک

کو دھویا کرتی تھی۔

(اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔)

21/800۔ زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میری بیوی حائضہ ہو تو ایسی حالت میں میرے لئے میری بیوی کی کیا چیز حلال ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا کہ تمہاری بیوی اپنی ناف اور گھٹنے کے درمیانی حصہ پر کپڑا باندھ لے اور پھر تم (ناف اور گھٹنے کے درمیانی حصہ سے) کپڑے کے اوپر سے بغیر جماع کئے نفع حاصل کریں (اس کی روایت امام مالک اور دارمی نے مرسلاً کی ہے۔)

حائضہ کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے

22/801۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ میں حیض کی حالت میں پانی پیا کرتی اور پھر اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتی تو آپ (اس پانی کے کٹورے سے) جہاں میں منہ لگا کر پانی پی تھی، اسی جگہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منہ لگا کر پانی پیتے اور اسی طرح حیض کی حالت میں گوشت والی ہڈی کے گوشت کو منہ سے چھڑا کر کھاتی اور اسی ہڈی کو آپ کی خدمت میں پیش کرتی تو آپ میرے منہ لگا کر کھانے کی جگہ سے اپنا دہن مبارک لگا کر گوشت کھاتے تھے۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔)

23/802۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ میں حیض کی حالت میں ہوتی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے گود سے ٹیکا لگاتے پھر قرآن پڑھتے۔ (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔)

24/803۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ ہاتھ بڑھا کر مسجد میں سے مجھے حصیر دے دو، میں جواب دی کہ میں حالت حیض میں ہوں آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔)

25/804۔اُم المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر اوڑھ کر نماز پڑھا کرتے تھے کہ جس کا کچھ حصہ مجھ پر ہوتا تھا اور کچھ حصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتا اور میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔ (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔)

26/805۔ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ حیض کی حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک ہی لحاف میں سوجایا کرتی تھیں۔ (اس کی روایت سعید بن منصور نے کی ہے۔)

حائضہ سے جماع کرنے، عورت کی پچھلی راہ سے صحبت کرنے اور نجومی کے پاس جانے کی وعید

27/806۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے حائضہ سے جماع کیا، یا عورت کی پچھلی راہ سے صحبت کی، یا نجومی کے پاس گیا تو اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو چیز اتاری گئی ہے اس سے کفر کیا۔ (اس کی روایت ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔) اور ابن ماجہ اور دارمی کی روایت میں ہے کہ جس نے نجومی کے قول کی تصدیق کی، پس بے شک وہ کافر ہوا۔

28/807۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے حیض کی حالت میں جماع کرلے تو وہ نصف دینار خیرات کرے۔ (اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد، نسائی، دارمی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔)

29/808۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر (ایسی حالت میں جماع کرے کہ) حیض کا خون سرخ ہوتو ایک دینار (یعنی ساڑھے چار ماشہ سونا) خیرات کرے اور اگر خون کا رنگ زرد ہوتو نصف دینار، خیرات کرے۔(اس کی روایت ترمذیؒ نے کی ہے۔)

حائضہ کے ساتھ جماع سرزد ہوجائے تو کیا کیا جائے؟

اور اکثر علماء نے کہا ہے کہ حیض کی حالت میں جماع کرنے والے پر استغفار کے سوا کوئی چیز واجب نہیں ہے اور ہمارے اصحاب کا یہی قول ہے، واضح رہے کہ جو علماء اس بات کے قائل ہیں کہ حالت حیض میں جماع کرنے سے خیرات واجب نہیں ہوتی، انہوں نے یہ جواب دیا کہ حائضہ سے جماع کرنے کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں خیرات کرنے کا جو ذکر ہے وہ استحباب پر محمول ہے چاہے تو خیرات کرے اور چاہے تو نہ کرے، چنانچہ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو عمدۃ القاری میں بیان کیا ہے اور اسی طرح عالمگیریہ میں مذکور ہے، البتہ بذل المجہود میں لکھا ہے کہ علماء نے حائضہ سے جماع کرنے سے کفارہ واجب ہونے کے بارے میں اختلاف کیا ہے، امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم نے کہا ہے کہ ایسے شخص پر کچھ بھی واجب نہیں ہے بلکہ خیرات دینا مستحب ہے اگر ابتدائی حیض میں جماع کرلیا ہوتو ایک دینار خیرات کرے اور اگر آخری حیض میں جماع کیا ہوتو نصف دینار خیرات کرے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگے۔

(14/19) بَابُ الْمُسْتَحَاضَةِ

(یہ باب ہے مستحاضہ کے بیان میں)

مستحاضہ کی تعریف اور اس کا حکم

ف: مستحاضہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کے رحم سے خون بغیر ایام حیض اور نفاس کے جاری رہتا ہے، عورت کے رحم میں ایک رگ ہوتی ہے جس کو عاذل کہتے ہیں اور اس رگ کے پھٹ جانے کی وجہ سے خون جاری رہتا ہے تو عورت کو جب اس قسم کا خون جاری ہو تو وہ نماز، روزہ اور تمام عبادتیں بدستور پڑھا کرے اور اس حالت میں صحبت بھی ممنوع نہیں۔ (مرقات) 12۔

معینہ عادت والی مستحاضہ کا حکم

1/809۔ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک عورت کو مدت حیض سے زائد خون آیا کرتا تھا تو اس عورت کے لئے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ ان کو جو، یہ خون جاری ہوا ہے اس کے پیشتر کے مہینے میں جتنی راتیں اور دنوں تک ہر ماہ عادتاً حیض آیا کرتا تھا، ان کو وہ شمار کرلے اور مہینے کے اتنے ہی دن کی تعداد پر ایام حیض میں شمار ہونے کی وجہ سے نماز ترک کیا کرے اور جب اتنے دن گذار دے تو غسل کرے پھر کپڑے سے لنگوٹ باندھ لے اور نماز پڑھا کرے۔

(اس کی روایت امام مالک، امام شافعی، امام احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارقطنی، بیہقی اور دارمی نے کی ہے اور نسائی نے اسی کے ہم معنی روایت کی ہے اور امام نووی نے کہا ہے کہ ابوداؤد کی اسناد مسلم اور بخاری کی شرط کے موافق ہیں۔)

2/810۔ ہشام بن عُروۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں

انہوں نے کہا کہ مستحاضہ پر خون جاری رہنے کی وجہ سے صرف ایک ہی غسل کے سوا بار بار غسل کرنا واجب نہیں ہے، پھر وہ اس کے بعد ہر نماز کے لئے وضوء کرتی جائے۔

(اس کی روایت امام محمد نے امام مالک سے مؤطاء میں کی ہے۔)

3/811۔ اور طبرانی نے اسی طرح سودہ بنت زمعۃ رضی اللہ عنہا سے اس کی روایت مرفوعاً کی ہے۔

4/812۔ اور اسی طرح عبدالرزاق، امام طحاوی اور سعید بن منصور نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے موقوفاً روایت کی ہے۔

5/813۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مستحاضہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسی عورت جس کے استحاضہ سے پہلے حیض کے معینہ دن تھے وہ استحاضہ کی حالت میں ان معینہ دنوں میں نماز چھوڑ دے اور اس کے بعد ایک دفعہ غسل کرلے پھر ہر نماز کے وقت وضو کرتی رہے۔ (اس کی روایت ابن حِبّان نے اپنی صحیح میں اسناد صحیح کے ساتھ کی ہے۔)

6/814۔ اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ بنت ابی جیش رضی اللہ عنہا سے (جب کہ وہ مستحاضہ تھیں فرمایا کہ ہر نماز کے وقت وضو کرلیا کرو۔) اس کی روایت ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے اور اسی طرح امام محمد نے اصل میں روایت کی ہے۔

7/815۔ اور 'بخاری' اور 'ترمذی' کی روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مستحاضہ کو فرمایا کہ پھر تم ہر نماز کے لئے وضو کرلیا کرو، یہاں تک کہ (دوسری نماز) کا وقت آجائے (یعنی جب دوسری نماز کا وقت آجائے تو پھر تازہ وضو کرلیا جائے اگرچہ کے پہلے وضوء کو توڑنے والی کوئی بات

صادر نہ ہوئی ہو۔)

ف:اس حدیث میں" ثُمَّ تَوَضَّئِیْ لِکُلِّ صَلٰوۃٍ" جو مذکور ہے اس کے معنی محاورۂ عرب کے لحاظ سے (لِـوَقْـتِ کُـلِّ صَلَاۃٍ) یعنی ہر نماز کے وقت وضوء کیا کرو چنانچہ کہا جاتا ہے کہ (آتِیْکَ لِصَلَاۃِ الظُّھْرِ اَی وَقْتِھَا) یعنی میں تمہارے پاس نماز ظہر کے وقت آؤں گا،اس محاورہ سے معلوم ہوا کہ لام بمعنی وقت کے ہے جس پر امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کی روایت کردہ حدیث دلیل ہے،جس میں (بِـوَقْتِ کُلِّ صَلَاۃٍ) مذکور ہے علاوہ ازیں بعض حدیثوں میں (عِـنْدَ کُلِّ صَلَاۃٍ) بھی وارد ہے جس سے وقت کی طرف ہی اشارہ ہوتا ہے، چنانچہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے۔(فتح القدیر)12

8/816۔ابوسلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ امِ حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو خون جاری رہتا تھا تو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ ہر نماز کے وقت غسل کیا کریں اور نماز پڑھیں۔(اس کی روایت سعید بن منصور نے کی ہے،اسی طرح طحاوی نے بھی روایت کی ہے۔)

9/817۔اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے کہ پھر تم غسل کرلو اور ہر نماز کے لئے وضو کرتی جاؤ۔

10/818۔اور مسلم کی ایک روایت میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اسی طرح مروی ہے۔

11/819۔ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا مستحاضہ ہوئیں اور استحاضہ کی حالت میں سالہا سال رہیں اور وہ لگن میں بیٹھ جایا کرتیں، یہاں تک کہ استحاضہ کے خون کا رنگ پانی پر غالب آجاتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ حیض نہیں ہے بلکہ یہ تو ایک خاص رگ کا خون ہے، چنانچہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ہر نماز کے لئے غسل کیا کرتی تھیں۔(اس

کی روایت سعید بن منصور نے کی ہے اور امام طحاوی اور عبدالرزاق نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔)

معینہ عادت والی مستحاضہ کا حکم

ہمارے فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان مذکورہ حدیثوں کے پیش نظر یہ صراحت کی ہے کہ جس عورت کو استحاضہ کا خون ہمیشہ جاری رہتا ہو جس کی وجہ سے اس کے لئے حیض اور استحاضہ میں فرق کرنا دشوار ہو چکا ہے تو ایسی صورت میں اس عورت کے ایام حیض کے بارے میں اگر ایک معینہ عادت ہے تو ایسی عورت اپنی عادت کی طرف پلٹائی جائے گی یعنی ایام عادت تو حیض میں شمار ہوں گے اور ایامِ عادت سے جتنے دن زائد خون جاری رہے گا وہ استحاضہ ہوں گے، تو ایسی عورت کے جب ایام حیض ختم ہو جائیں تو وہ ختم حیض پر صرف ایک دفعہ غسل کرلے اور بعد ازاں ہر نماز کے وقت وضوء کرتی جائے اور دوسری نماز کے وقت تک اسی وضوء سے جو نماز چاہے پڑھ لے اگر چہ کہ خون بہہ رہا ہو۔

معینہ عادت والی مستحاضہ پر ایامِ حیض کی تعداد اور تاریخیں مشتبہ ہو جائیں تو وہ گمان غالب پر عمل کرے۔

اور وہ عادت والی عورت کہ جس کو استحاضہ کاُ خون ہمیشہ جاری رہتا ہو لیکن اس پر ایام حیض کی تعداد اور ایام حیض کی تاریخیں مشتبہ ہو چکی ہوں تو وہ تحرّی کرے کہ اس کا ظن غالب حیض کے دنوں کے متعلق کیا ہے تو جتنے دن اس کے خیال میں حیض کے ثابت ہوں اتنے دنوں کو حیض سمجھے اور باقی کو استحاضہ۔

مستحاضہ کو ایامِ حیض کے بارے میں تردُّد ہو تو وہ ہر نماز کے وقت غسل کیا کرے

اور اگر ایسی عورت کا خیال کسی بات پر نہیں جمتا ہو تو حیض یا طہر میں سے کسی کا تصفیہ معین طور پر نہیں کیا جائے گا بلکہ ایسی عورت احتیاط پر عمل کرے اور احتیاط یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت غسل کیا کرے۔

مستحاضہ طہر میں تھی اور حیض شروع ہونے کا شبہ ہوتو ہر نماز کے وقت وضوء کیا کرے

مستحاضہ حیض میں تھی اور طہر کے شروع ہونے کا شبہ ہوتو ہر نماز کے وقت غسل کیا کرے

اور بعض حالات میں مستحاضہ کو شبہ ہوجائے کہ جودن گذر رہے ہیں وہ طہر کے تھے اور اب حیض شروع ہورہا ہے تو ایسی حالت میں ہر نماز کے وقت وضوء کرکے نماز ادا کیا کرے اور اگر مستحاضہ کو اس بارے میں شبہ ہو کہ جودن گذرے رہے ہیں وہ حیض کے تھے اور اب طہر شروع ہورہا ہے تو ایسی صورت میں ہر نماز کے وقت غسل کرکے نماز ادا کی جائے۔12۔

مستحاضہ کے اقسام اور احکام کو وضاحت کے پیش نظر حسب تفصیل ذیل نمبر وار مرتب کیا گیا ہے

(1) معینہ عادت والی مستحاضہ: ایسی مستحاضہ پر حکم یہ ہے کہ اس کے ایام عادت حیض میں شمار ہوں گے اور جو ایام اس کی عادت سے زائد ہوں ان کا شمار استحاضہ میں ہوگا اس لئے یہ ایام حیض کے ختم پر ایک دفعہ غسل کرے اور اس کے بعد ہر نماز کے وقت وضوء کرے اور اس کا وضوء دوسری نماز کے وقت تک باقی رہے گا اور یہ اپنے اس وضوء سے جملہ عبادات ختم وقت تک ادا کرسکے گی۔

(2) ایسی مستحاضہ جس کا خون جاری ہو، اور اس پر ایام حیض کی تعداد اور ایامِ حیض کی مقررہ تاریخ مشتبہ ہوجائے تو ایسی مستحاضہ پر حکم یہ ہے کہ تحرّ ی (ظنِ غالب) یعنی ایامِ حیض کی تعداد اور تاریخ کے بارے میں اپنے گمان غالب پر عمل کرے۔

(3) ایسی مستحاضہ جس کا خون جاری ہو اور اس کا خیال کسی بات پر جمتا نہ ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ وہ احوط پر عمل کرے اور احوط یہ ہے کہ وہ ہر نماز کے لئے غسل کرلیا کرے۔

(4) ایسی مستحاضہ جس پر بعض حالات میں حیض اور طہر مشتبہ ہوجائیں اور اس کو تردُّد ہو کہ موجودہ ایام طہر کے ہیں یا حیض شروع ہوگیا ہے تو ایسی صورت میں ہر نماز کے وقت وضوء کرکے نماز ادا کرے۔

(5) اگر مستحاضہ کو یہ تردُّد ہے کہ وہ حالت استحاضہ یعنی طہر میں ہے یا حیض سے فارغ ہوچکی ہے تو اس صورت میں وہ ہر نماز کے وقت غسل کرکے نماز اداء کرے، اس لئے کہ حیض سے فارغ ہونے کے

بعد غسل ضروری ہے اور چونکہ حیض سے فارغ ہونے کا یقین نہیں بلکہ اس میں تردُّد ہے، اس لیے اس پر ہر نماز کے وقت غسل کرنا ضروری ہے۔

12/820۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مستحاضہ سے اگر اس کا شوہر جماع کرے تو اس میں مضائقہ نہیں ہے۔ (اس کی روایت عبدالرزاق نے کی ہے۔)

13/821۔ اور ابوداؤد کی ایک روایت میں اور بیہقی کی روایت جو عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اور وہ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ مستحاضہ تھیں اور ان کے شوہر ان سے مجامعت کرتے تھے۔

اور ابوداؤد نے اس حدیث کے اسناد کے متعلق سکوت اختیار کیا ہے جو صحت حدیث کی دلیل ہے اور امام نووی نے بھی وضاحت کی ہے کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہے۔

خَاتِمَةُ الطَّبَعِ

الحمدللہ کہ توفیق الٰہی سے آج بتاریخ 11 شوال المکرّم 1377 ھ یوم پنجشنبہ مطابق یکم مئی 1958ء "زجاجة المصابيح" کے اردو ترجمہ مسمّی بہ "نورالمصابیح" کا پہلا حصہ (مشتمل بر "كِتَابُ الايْمَانِ" و "كِتَابُ الْعِلْم" و "كِتَابُ الطَّهَارَةُ") ضروری تشریحات اور مباحث کے ساتھ مکمل ہوا جو ہدیۂ ناظرین کرام ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی افادیت کو عام فرمائے اور مؤلف علام مدظلہ کے سایہ عاطفت کو دیرپا سلامت باکرامت رکھے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهِ الْكِرَامِ وَصَحْبِهِ الْعِظَامِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ. وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

منجانب

مجلس نشرو اشاعت نورالمصابیح

11 شوال المکرّم 1377ھ یکم مئی 1958ء